



خطبات

رَبِّهِ نُّور

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے

سب سے اتالی والی ﷺ

قرآن مجید اور کتاب ﷺ

موسے مبارک

صحابہ کرام اور جنت رسول ﷺ

گناہوں کے انجام

آنکھوں کا تالانہ ﷺ

تزویر و جہاد

حسن و جمال

سعادت و نصرت

سب سے پیارا دنیا

برکات پیارا ﷺ

معجزات • وہابیت • سب سے کھلا

• خانہ انبیین ﷺ • درود سلام

مصنف

مکتبہ امام اہلسنت

0332-9292026

مفتی محمد رفیع خان اعظمی مدظلہ العالی
استاذ الفقہ والحریث

خطبات ربیع النور

مصنف

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی
استاذ الفقہ والحديث

مکتبہ امام اہلسنت: داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون: 0332:9292026=0332:1632626

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلى ألك واصحابك يا حبيب الله

کامل الحقوق
محفوظاً

خطبات ربیع النور

نام کتاب

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ

مصنف

صفر المظفر 1437ھ / نومبر 2015ء

سن اشاعت

صفحات

قیمت

مکتبہ امام اہلسنت، داتا دربار، لاہور

ناشر

فون: 0332:9292026=0332:1632626

ملنے کے پتے

مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور

مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ برکات المدینہ کراچی

حسان پریومرز، کراچی

مکتبہ غوثیہ راولپنڈی

مکتبہ غوثیہ کراچی

کرماں والا بک شاپ

مکتبہ فیضان سنت ملتان

تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون
19	(1) سب سے اعلیٰ ہمارا نبی
19	دلیل نمبر 1
23	دلیل نمبر 2
24	دلیل نمبر 3
27	دلیل نمبر 4
28	دلیل نمبر 5
30	دلیل نمبر 6
30	دلیل نمبر 7
37	دلیل نمبر 8
42	دلیل نمبر 9
43	دلیل نمبر 10
44	دلیل نمبر 11
46	دلیل نمبر 12
56	(2) قرآن مجید اور آدابِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
56	تعظیم و توقیر کرو
56	آسمان کے نیچے ایک دربار ایسا بھی ہے

اجمالی فہرست

19	(1) سب سے اعلیٰ ہمارا نبی
56	(2) قرآن مجید اور آدابِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
72	(3) موئے مبارک
88	(4) صحابہ کرام اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
108	(5) گستاخوں کا انجام
128	(6) آنکھوں کا تار انام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
145	(7) تو زندہ ہے واللہ
163	(8) حسن و جمال
186	(9) سماعت و بصارت
200	(10) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
207	(11) سب نے میلاد منایا
226	(12) برکات میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
232	(13) افعال میلاد پر دلائل
244	(14) نور کی تخلیق اور منتقلی
259	(15) معجزات
284	(16) وجوہات محبت
300	(17) سب کچھ ملا
323	(18) خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
347	(19) درود و سلام

78	بلکہ خود تقسیم کرنے کا حکم دیا
79	موئے مبارک سے شفا کا حصول
80	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت
80	حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور موئے مبارک
81	حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وصیت
81	امام احمد بن حنبل اور موئے مبارک
82	امام احمد بن حنبل کی وصیت
83	ابن خزیمہ محدث اور موئے مبارک
83	جس نے بال مبارک کو اذیت پہنچائی
84	جس نے موئے مبارک کا ادب کیا
86	اعلیٰ حضرت کی نصیحت
88	(4) صحابہ کرام اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
88	قیامت کی تیاری
89	میں نے قیصر و کسری کے دربار دیکھے ہیں مگر!
90	مبارک بالوں کے لیے طواف
91	میں اس چھت پر نہیں جاسکتا
92	صحابی نے جنت میں رفاقت مانگی
92	میں طواف نہیں کروں گا
93	میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا

58	آگے نہ بڑھو
59	آوازیں اونچی نہ کرو
60	پردہ فرمانے کے بعد بھی
61	امام مالک اور ابو جعفر منصور
62	جو آوازیں پست رکھتے ہیں
63	جو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں
64	”راعنا“ نہ کہو
65	باتوں میں دل نہ بہلاؤ
66	پہلے صدقہ دو
68	بلانے پر حاضر ہو جاؤ
69	نام اقدس سے بد اکرام منع ہے
72	(3) موئے مبارک
72	حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسطور پہلوان
73	حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جبلہ بن اسہم
74	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بال مبارک
75	مبارک بالوں کی برکت سے فتح
76	شدت کے ساتھ حملہ
77	دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب
77	صحابہ کا مبارک بالوں کے لیے طواف

113	ابولہب کا عبرتناک انجام
114	ام جمیل کا عبرتناک انجام
114	عتبہ بن ابی لہب
116	ولید بن مغیرہ
118	ایک کاتب وحی
120	بشر منافق
122	استہزا کرنے والے
123	کسریٰ شاہ فارس
126	گستاخ باندی
128	(6) آنکھوں کا تارنامہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
128	محمد نام رکھنے کی فضیلت
131	عذاب نہیں دوں گا
132	جس نے محمد نام نہ رکھا
133	لڑکا پیدا ہونے کا وظیفہ
135	محمد نام والے بچے کے آداب
136	ابو محمد کنیت
137	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم چومنے کی برکت
138	نام محمد پر انگوٹھے چومنا
141	ہر جگہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

94	دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب
94	بستر پاک اور باپ ناپاک
95	ہر مصیبت بچ ہے اگر وہ سلامت ہیں
96	شوہر، بھائی اور باپ شہید
96	تم مدینے میں داخل نہیں ہو سکتے
98	نماز قربان کر دی
99	جان قربان کر دی
100	قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
102	جاؤ اور اپنے باپ کو قتل کر دو
103	ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں
104	جس وقت آپ یاد آجاتے ہیں
105	اسی دن سے مجھے محبت ہوگی
105	ابو قحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں
106	میں کیسے لے سکتا ہوں؟
108	(5) گستاخوں کا انجام
109	ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل
109	ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل کا تعارف
110	دشمنی کی وجہ اور ابتدا
110	ابولہب اور ام جمیل کا رد عمل

158	حضور غوث اعظم کا مصافحہ کرنا
159	شیخ احمد رفاعی نے دست مبارک چوما
159	ابراہیم بن شیبان کا سلام سننا
160	امام بیہقی کا موقف
160	امام غزالی کا موقف
161	علامہ سمہودی کا موقف
163	(8) حسن و جمال
163	چہرہ مبارک چاشت
164	سب سے بڑھ کر حسین و جمیل
165	گویا چاند کا ٹکڑا
166	حکایت
167	چاند سے بڑھ کر خوبصورت
168	حکایت
171	گویا چہرہ اقدس میں سورج چل رہا ہو
171	جیسا کہ موتی
172	یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں
172	حسن یوسف، موازنہ
174	مثل آئینہ
174	شمع رسالت کے پروانے

142	نام اقدس سے بد کرنے کی ممانعت
145	(7) تو زندہ ہے واللہ
145	مردہ نہ کہو
145	مردہ خیال بھی نہ کرو
146	مذکورہ آیات سے وجہ استدلال
148	اللہ کا نبی زندہ ہے
148	قبر میں نماز
148	تمام انبیاء مسجد اقصیٰ میں
149	انبیاء زندہ ہیں
151	موسیٰ اور یونس علیہما السلام کا حج کرنا
152	قبر سے جواب دوں گا
153	امت کے لیے بارش طلب کریں
154	قبر سے اذان کی آواز
154	وفات کے بعد زندگی
155	گھر سے گھر تک
155	اگر اجازت ملے تو
156	میں پتھر کے پاس نہیں آیا
156	تیری بخشش کر دی گئی
157	یہ میرے شوہر اور وہ والد ہیں

191	ساری دنیا ایسے جیسے ہتھیلی
191	مدینہ منورہ سے مقام موتہ
192	دنیا سے حوض کوثر کو دیکھنا
193	جنتی خوشہ کو دیکھا اور پکڑا
193	آگے پیچھے سے یکساں دیکھنا
193	دل کا خشوع بھی پوشیدہ نہیں
194	مستقبل کے فتنے دیکھنا
194	یہ شان ہے خدمتگاروں کی
195	اولیا کی شان
196	حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
196	موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ
200	(10) میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
200	سب سے بڑی نعمت
200	فضل و رحمت ملنے پر خوشی منانے کا حکم
201	ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر خدا عزوجل ہے
202	میلاد شکرِ نعمت
203	میلاد اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
203	مذکورہ دلائل میلاد پر اعلیٰ حضرت کا تبصرہ
207	(11) سب نے میلاد منایا

175	جس وقت آپ یاد آجاتے ہیں
176	زیارت نصیب نہ ہو تو مر جاؤں
176	میری آنکھیں واپس لے لے
177	زیارت نہ ہو تو بے قرار ہو جاتا ہوں
178	شدید پیاس میں پانی کی محبت سے بڑھ کر
178	ما اہلک ما احسک
181	(9) سماعت و بصارت
182	زیر عرش چاند کے گرنے کی آواز کا سننا
183	میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے
183	واللہ وہ سن لیں گے
184	حضور کی برکت سے صحابہ نے بھی آواز سن لی
185	عذاب قبر کی آواز
186	سلام سننا
187	اہل محبت کا درود خود سنتے ہیں
187	یہ شان ہے ان کے غلاموں کی
188	دربانِ بارگاہ رسالت کی سماعت
190	تمہارے کلام کو سنتے ہیں
190	بصارت کی رفعت
190	مشرق و مغرب سامنے

224	جانوروں نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی
225	سوائے ابلیس کے
226	(12) برکاتِ میلادِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
226	ابولہب کا قصہ
227	مسلمان خوشی کرے تو
228	میلاد والوں کے لیے دلیل
228	اللہ تعالیٰ نے اس کا عمل ضائع نہ کیا
229	سارا سال امن و امان
229	شب قدر سے افضل
230	سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خوش ہوتے ہیں
232	(13) افعالِ میلاد پر دلائل
233	جلوس نکالنے کا ثبوت
235	جھنڈے لہرانے کا ثبوت
238	چراغاں کرنے کا ثبوت
239	نعت خوانی کا ثبوت
241	محافل سجانے کا ثبوت
243	روزہ رکھنے کا ثبوت
243	کھانا وغیرہ کھلانے کا ثبوت
244	(14) نور کی تخلیق اور منتقلی

207	قرآن مجید اور آمدِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
208	سابقہ انبیاء و ائمہ اور آمدِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
211	میلادِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
214	صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے میلاد منایا
216	فرشتوں کا میلاد منانا
218	اولیاء و علماء بلکہ تمام عالمِ اسلام
218	امام ابن جوزی اور میلاد
219	امام ابن حجر مکی اور میلاد
220	امام سخاوی اور میلاد
221	علامہ محمد بن یوسف شامی اور میلاد
221	امام قسطلانی اور میلاد
222	علامہ اسماعیل حقی، امام جلال الدین سیوطی اور امام تقی الدین سبکی
222	شیخ محقق اور میلاد
223	مخالفین کے اکابر اور میلاد
223	مہاجر کی اور میلاد
223	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور میلاد
223	شاہ عبدالرحیم اور میلاد
224	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور میلاد
224	صدریق حسن بھوپالی اور میلاد

279	رکاتہ پہلوان
281	ابوالاسود ججی پہلوان
284	(16) وجوہاتِ محبت
286	اسبابِ محبت
286	(1) حسن و جمال
287	(2) اختیارات
290	(3) علم و حکمت
291	(4) جو دوسخا
292	(5) نرمی و شفقت
293	حضرت زید پر شفقت
295	(6) عبادت و ریاضت
296	(7) خزانے
298	(8) اچھے اخلاق
298	(9) استاد و مرشد ہونا
299	(10) مصیبت سے نجات
300	(17) سب کچھ ملا
300	کچھ مثالیں
308	موازنہ
323	(18) خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

244	نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے
245	نور مصطفیٰ کی عمر مبارک
247	نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں کہاں رہا؟
248	حضرت آدم علیہ السلام کے پاس
249	آباء و اجداد کی پشتوں میں
251	حضرت شیث علیہ السلام کی پشت میں
252	حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام کے پاس
253	حضرت عبدالمطلب کے پاس
255	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس
256	حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس
257	نور کی دنیا میں تشریف آوری
259	(15) معجزات
260	چہرہ اقدس
260	جسم مبارک کی خوشبو
263	ہاتھ مبارک کے معجزات
269	لعاب دہن کے معجزات
271	زبان مبارک کے معجزات
277	قدم مبارک
278	طاقت رسول اللہ کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

343	جھوٹے نبی کی جھوٹی پیشگوئیاں
344	نبی کے نام میں غلام نہیں آتا
345	سچا نبی بے عیب ہوتا ہے
345	سچا نبی جہاں وصال فرماتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے
347	(19) درود وسلام
347	احادیث مبارکہ
371	ارشادات صحابہ و ائمہ رضی اللہ عنہم (جمعین)
373	حکایات و واقعات
377	درود پاک کے بارے میں اہم فتویٰ
381	ماخذ مراجع

323	اسمائے مبارکہ
324	اسمائے مبارکہ کی تعداد
324	حضرت زید اور مذکورہ آیت کا شان نزول
327	حضرت زید کا نکاح
328	حضرت زید کا طلاق دینا
329	اولاد مقدسہ
330	حضرت ابراہیم کے انتقال پر
331	نسل پاک
333	اولاد کے نابالغی میں انتقال کرنے کی حکمت
334	اگر ابراہیم زندہ ہوتے
335	آخری نبی
336	میں اور قیامت
337	خوبصورت عمارت
337	حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا
339	تیس جھوٹے نبی
339	تیس دجالوں میں سے ایک دجال
340	غلام احمد قادیانی کی گستاخیاں
342	مولائے کائنات نبی نہیں
343	فاروق اعظم نبی نہیں

(پ13 سورة ابراهيم، آیت4)

علماء فرماتے ہیں: یہ آیہ کریمہ دلیل ہے کہ انبیائے سابقین سب خاص اپنی قوم پر رسول کر کے بھیجے جاتے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج30، ص142، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ ﴿۱﴾ تَرْجُمَةً كُنْزِ الْإِيمَانِ: بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ (پ8، سورة الاعراف، آیت59)

قرآن مجید میں حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿وَإِلَىٰ عَادِ أَخَاهُمْ هُودًا ﴿۱﴾ تَرْجُمَةً كُنْزِ الْإِيمَانِ: اور عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا۔ (پ8، سورة الاعراف، آیت65)

قرآن مجید میں حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ﴿۱﴾ تَرْجُمَةً كُنْزِ الْإِيمَانِ: اور ثمود کی طرف ان کی برادری سے صالح کو بھیجا۔ (پ8، سورة الاعراف، آیت73)

قرآن مجید میں حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ ﴿۱﴾ تَرْجُمَةً كُنْزِ الْإِيمَانِ: اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ (پ8، سورة الاعراف، آیت80)

قرآن مجید میں حضرت شعيب علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ﴿۱﴾ تَرْجُمَةً كُنْزِ الْإِيمَانِ: اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعيب کو بھیجا۔ (پ8، سورة الاعراف، آیت85)

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمُ مُوسَىٰ بَالِيغًا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ﴿۱﴾ تَرْجُمَةً كُنْزِ الْإِيمَانِ: پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا۔ (پ9، سورة الاعراف، آیت103)

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

(1) سب سے اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و والا ہمارا نبی اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی ملک کونین میں انبیا تاجدار تاجداروں کا آقا ہمارا نبی خلق سے اولیا، اولیا سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے ہے اس اونچا سے اونچا ہمارا نبی انبیا سے کروں عرض کیوں مالکو! کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا اشعار میں یہ عقیدہ

بیان کیا ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں، تمام انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں، یقیناً یہ عقیدہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے، جس پر کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

دلیل نمبر (1)

تمام انبیا علیہم السلام مخصوص قوموں کی طرف مبعوث کیے گئے اور ہمارے نبی مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقات کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ

﴿۱﴾ تَرْجُمَةً كُنْزِ الْإِيمَانِ: اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔

ایک مقام پر فرماتا ہے: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔ (پ9 سورة الاعراف، آیت 158)

ایک اور مقام پر فرماتا ہے: ﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈرسانے والا ہو۔

(پ18، سورة الفرقان، آیت 1)

اسی لئے خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً)) ترجمہ: میں تمام مخلوق الہی کی طرف بھیجا گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، ج1، ص371، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضور کی افضلیت مطلقہ کی یہ دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشادات سے ہے۔ دارمی، ابو یعلیٰ، طبرانی، بیہقی روایت کرتے ہیں اس جناب نے فرمایا: ((إِنَّ اللَّهَ فَضَّلَ مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَالنَّبِيَّ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَعَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و ملائکہ سے افضل کیا۔

حاضرین نے وجہ تفضیل پوچھی، فرمایا: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ﴾ فَأَرْسَلَهُ إِلَى الْجَنِّ وَالْإِنْسِ)) ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے دیگر رسولوں کے لیے فرمایا ہے ہم نے نہ بھیجا کوئی رسول مگر اس قوم کی زبان والا تاکہ انہیں (اللہ کی نشانیاں) بیان کرے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رسول سب لوگوں کیلئے۔ تو حضور کو تمام جن و انس کا رسول

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی۔ (پ7، سورة الانعام، آیت 83)

قرآن مجید میں حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے اسے لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ۔ (پ23، سورة الصافات، آیت 147)

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿وَرَسُولًا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف۔

(پ3، سورة آل عمران، آیت 49)

اسی لئے صحیح حدیث میں فرمایا: ((وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً)) ترجمہ: نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا۔

(صحیح بخاری، کتاب التیمم، ج1، ص74، دار طوق النجاة)

دوسری روایت میں فرمایا: ((كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَرِيْبَتِهِ وَلَا يُعَدُّوَهَا)) ترجمہ: نبی ایک بستی کی طرف مبعوث ہوتا جس کے آگے تجاوز نہ کرتا۔

(صحیح ابن حبان، ذکر الخصال التي فضل صلى الله تعالى عليه وسلم، ج14، ص309، مؤسسة الرسالة، بیروت)

اور اللہ تعالیٰ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فرماتا ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ (پ22، سورة سبأ، آیت 28)

لائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری ہے: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں کے ساتھ بھیجا۔ (پ12، سورہ ہود، آیت96)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام عصا، ید بیضا وغیرہ معجزات اور نشانیاں لے کر دنیا میں تشریف لائے۔

تمام انبیاء اور رسولوں کے بارے میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ﴿جَاءَ وَو بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: صاف نشانیاں اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر آئے تھے۔ (پ4، سورہ ال عمران، آیت184)

الغرض ہر نبی کچھ نہ کچھ معجزات لے کر آیا، کوئی کم، کوئی زیادہ۔۔۔ مگر حضور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باری آئی تو رب عزوجل نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ معجزہ یا معجزات لے کر آئے، دلیل یا دلائل لے کر آئے بلکہ فرمایا: ﴿بِآيَاتِهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ كُفْرًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔ (پ6، سورہ النساء، آیت174)

یعنی خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی سرایا معجزہ و دلیل ہے۔

دلیل نمبر 3:

اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں تمام انبیاء علیہم السلام کو نام سے خطاب فرمایا اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پورے قرآن مجید میں ایک مقام پر بھی نام سے خطاب نہیں فرمایا بلکہ جب بھی خطاب فرمایا تو القابات سے فرمایا۔

اللہ رب العزت قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿بِأَدْمِ اسْكُنْ أَنْتَ وَ

بنایا۔

(سنن دارمی، باب ما اعطى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ج1، ص193، دارالمغنى للنشر والتوزيع، عرب)

علماء فرماتے ہیں: ”رسالت والا کا تمام جن وانس کو شامل ہونا اجماعی ہے، اور محققین کے نزدیک ملائکہ کو بھی شامل (ہے)۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج30، ص145، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے

ہیں:

بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حجر و شجر و ارض و سماء و جبال و بحار تمام ماسوا اللہ اس کے احاطہ عامہ و دائرہ تامہ میں داخل، اور خود قرآن عظیم لفظ علمین، اور روایت صحیح مسلم میں لفظ خلق وہ بھی مؤکد بکلمہ کافیہ اس مطلب پر احسن الدلائل۔ طبرانی معجم کبیر میں یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((ما من شئ الا يعلم انى رسول الله الا كفرة الجن والانس)) ترجمہ: کوئی چیز نہیں جو مجھے رسول اللہ نہ جانتی ہو، مگر بے ایمان جن و آدمی کے۔

(کنز العمال بحوالہ طبرانی، الفصل الثالث في فضائل متفرقة الخ، ج11، ص411، مؤسسة الرسالة، بیروت)

کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی

مروی ہے۔

(المعجم الكبير الطبراني، عن ابن عباس، ج12، ص155، مكتبة ابن تيمية، القاهرة * فتاویٰ رضویہ، ج30، ص145، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دلیل نمبر 2:

تمام انبیاء معجزات لے کر آئے اور ہمارے نبی سرایا معجزہ بن کر تشریف

مگر جہاں محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے حضور کے اوصاف جلیلہ و القاب حمیدہ ہی سے یاد کیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے! بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا۔ (پ22، سورۃ الاحزاب، آیت45)

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے رسول! پہنچا دو جو کچھ اترتا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔

(پ06، سورۃ المائدہ، آیت67)

﴿يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُ أَلَمْ يَأْتِكُمْ قَوْمٌ لَيْلًا وَقَالُوا هَذَا هَدْمٌ مِمَّا كَانُوا يَمْرُؤُونَ﴾ ترجمہ: اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے۔ (پ29، سورۃ المزمل، آیت1،2)

﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ ترجمہ: اے بالاپوش اوڑھنے والے! کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔ (پ29، سورۃ المدثر، آیت1،2)

﴿يَسَّٰ وَ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾ ترجمہ: اے یس! یا اے سردار! مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی، بے شک تو مرسلین میں سے ہے۔ (پ22، سورۃ یس، آیت1 تا3)

﴿طه﴾ مَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔

(پ16، سورۃ طہ، آیت1،2)

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو ان نداؤں اور ان خطابوں کو سنے گا بالبداہمت حضور سید المرسلین و انبیائے سابقین کا فرق جان لے گا۔

یا ادرست با پدر انبیا خطاب

زَوْجِكَ الْجَنَّةَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے آدم! تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہو۔

(پ8، سورۃ الاعراف، آیت19)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يُنُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام کے ساتھ۔ (پ12، سورۃ ہود، آیت48)

رب عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَنَذَيْنَهُ أَنْ يَأْبُرَهِيمُ﴾ قَدْ صَدَّقَتِ الرُّءُوسُ يَا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم! بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ (پ23، سورۃ الصافات، آیت104،105)

اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿يَمُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے موسیٰ! بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا۔

(پ20، سورۃ القصص، آیت30)

فرمان خداوندی ہے: ﴿يَعِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے عیسیٰ! میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔ (پ3، سورۃ ال عمران، آیت55)

اللہ رب العالمین فرماتا ہے: ﴿يَدَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے داؤد! بیشک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔

(پ23، سورۃ ص، آیت26)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَزَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے زکریا! ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی۔

(پ16، سورۃ مریم، آیت7)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ الْكَافِرُ خذِ كِتَابَ الْقُوَّةِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے تکبر! کتاب مضبوط تھام۔ (پ16، سورۃ مریم، آیت12)

غرض قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے

﴿ءَأَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِالْهَيْتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ﴾ ترجمہ: کیا تم نے ہمارے

خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا؟ اے ابراہیم۔ (پ17، سورہ انبیاء، آیت62)

﴿يُمُوسَى اذْءُ لَنَا رَبُّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ﴾ ترجمہ: اے موسیٰ

ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے۔

(پ9، سورہ الاعراف، آیت133)

﴿يُصَلِّحْ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا﴾ ترجمہ: اے صالح! ہم پر لے آؤ جس کا تم

وعدہ دے رہے ہو۔ (پ8، سورہ الاعراف، آیت77)

﴿يُشْعِبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ﴾ ترجمہ: اے شعیب ہماری سمجھ

میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں۔ (پ12، سورہ ہود، آیت91)

دلیل نمبر 5:

بلکہ پچھلی امتوں کے مطیعین بھی انبیاء علیہم السلام سے یونہی خطاب

کرتے ہیں اور قرآن عظیم نے اسی طرح نقل فرمایا۔

اسباط نے کہا: ﴿يُمُوسَى لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَحِدٍ﴾ اے موسیٰ! ہم

سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا۔ (پ1، سورہ البقرہ، آیت60)

حواریوں نے کہا: ﴿يَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ﴾ ترجمہ

کنز الایمان: اے عیسیٰ بن مریم! آپ کا رب ایسا کر سکتا ہے؟

(پ7، سورہ المائدہ، آیت112)

یہاں اس کا یہ بندوبست فرمایا کہ اس امت مرحومہ پر اس نبی کریم علیہ السلام

(الصلوة والسلام) کا نام پاک لے کر خطاب کرنا ہی حرام ٹھہرایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ

یایہا النبی خطاب محمد است

(”اے آدم!“ نبیوں کے باپ کے لیے خطاب ہے۔ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کے لیے خطاب ہے ”اے نبی“)

امام عزالدین عبدالسلام وغیرہ علمائے کرام فرماتے ہیں بادشاہ جب اپنے

تمام امرا کو نام لے کر پکارے اور ان میں خاص ایک مقرب کو یوں ندا فرمایا کرے

اے مقرب حضرت، اے نائب سلطنت، اے صاحب عزت، اے سردار مملکت

۔۔۔۔۔ تو کیا کسی طرح محل ریب و شک باقی رہے گا کہ یہ بندہ بارگاہ سلطانی میں

سب سے زیادہ عزت و وجاہت والا اور سرکار سلطانی کو تمام عمائد و اراکین سے بڑھ کر

پیارا ہے۔

دلیل نمبر 4:

نہایت یہ ہے کہ یہود مدینہ و مشرکین مکہ جو حضور سے جاہلانہ انداز میں گفتگو

کرتے۔ ان مقالات خبیثہ کو بغرض رد و ابطال بارہا نقل فرمایا گیا مگر ان گستاخوں کی

اس بے ادبانہ ندا کا کہ نام لے کر حضور کو پکارتے، محل نقل میں ذکر نہ آیا۔ ہاں! جہاں

انہوں نے وصف کریم سے ندا کی تھی، اگرچہ ان کے زعم میں بطور استہزا تھی، اسے

قرآن مجید نقل کر لایا کہ: ﴿قَالُوا يَا يٰهَا الَّذِي نَزَلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ﴾ ترجمہ: بولے

اے وہ جس پر قرآن اترا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

بخلاف انبیائے سابقین علیہم السلام کے کہ ان کے کفار کے مخاطبے ویسے ہی

منقول ہیں۔

﴿يُنُوحُ قَدْ جَدَلْتَنَا﴾ ترجمہ: اے نوح! تم ہم سے جھگڑے۔

(پ12، سورہ ہود، آیت32)

اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے۔

دلیل نمبر 6:

خیر یہ تو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ تھا۔ حضور کے صدقہ میں اس امت مرحومہ کا خطاب بھی خطاب امم سابقہ سے ممتاز ٹھہرا۔ اگلی امتوں کو اللہ تعالیٰ یا ایہا المساکین فرمایا کرتا۔ تو رایت مقدس میں جا بجا یہی لفظ ارشاد ہوا ہے۔ (نسیم الرياض، الباب الاول، الفصل الثالث، مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند، ۱/۱۸۸)

اور اس امت مرحومہ کو جب ندا فرمائی ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (اے ایمان والو!) فرمایا گیا ہے۔

امتی کے لیے اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوگی؟ سچ ہے پیارے کے علاقہ والے بھی پیارے۔ آخر نہ سنا کہ فرماتا ہے:

﴿فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ ترجمہ کنز الایمان: تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (پ3، سورہ آل عمران، آیت 31)

دلیل نمبر 7:

قرآن عظیم میں جا بجا انبیاء علیہم السلام سے کفار کا جاہلانہ انداز گفتگو مذکور ہے، جس کے مطالعہ سے ظاہر کہ وہ اشقیاء طرح طرح سے انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں سخت کلامی و بیہودہ گوئی کرتے اور حضرات رسل علیہم السلام اپنے علم عظیم و فضل کریم کے لائق جواب دیتے۔

(۱) سیدنا نوح علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا: ﴿إِنَّا لَنَرِيكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ ترجمہ: بیشک ہم تمہیں کھلا گمراہ سمجھتے ہیں۔

بَعْضِكُمْ بَعْضًا ﴿ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرا جو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ (پ18، سورہ النور، آیت 63)

کہ اے زید، اے عمرو۔ بلکہ یوں عرض کرو: یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا سید المرسلین، یا خاتم النبیین، یا شفیع المذنبین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیٰ آلہ وسلم (سمعین۔ ابو نعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں، فرمایا: ((كانوا يقولون يا محمد يا ابا القاسم فنههم الله عن ذلك اعظاماً لنبیه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فقالوا يا نبی الله، یا رسول الله)) ترجمہ: یعنی پہلے حضور کو یا محمد یا ابا القاسم کہا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نبی فرمائی، جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہا کرتے۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الاول، عالم الکتب بیروت، الجزء الاول، ص4، الدر المنثور، تحت الآیة ۶۳/۲۳، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۶/۲۱۱)

بیہقی امام علقمہ و امام اسود اور ابو نعیم، امام حسن بصری و امام سعید بن جبیر سے مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں، یہ سب فرماتے ہیں: ((لاتقولوا یا محمد ولكن قولوا یا رسول الله، یا نبی الله)) ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو۔

(تفسیر الحسن البصری، تحت الآیة ۶۳/۲۳، المكتبة التجارية مكة المكرمة، ۲/۶۳، الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید عن سعید بن جبیر والحسن تحت الآیة ۶۳/۲۳، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۶/۲۲۱)

اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت کی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم (سمعین۔

ولہذا علما تصریح فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔

هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَفْرَعُونَ
مَثْبُورًا ﴿١﴾ ترجمہ: تو خوب جانتا ہے کہ انھیں نہ اتارا مگر آسمان وزمین کے مالک نے
دلوں کی آنکھیں کھولنے کو، اور میرے یقین میں تو اے فرعون! تو ہلاک ہونے والا
ہے۔

مگر حضور سید المرسلین افضل المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت والا میں کفار
نے جو زبان درازی کی ہے رب تعالیٰ نے خود جوابات دیئے، اور محبوب اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف سے خود دفاع فرمایا۔ طرح طرح حضور کی تنزیہ و پاکیزگی ارشاد
فرمائی۔ جا بجا رفع الزام پر قسم یاد فرمائی، یہاں تک کہ رب العلمین نے ہر جواب سے
حضور کو غنی کر دیا، اور اللہ تعالیٰ کا جواب دینا حضور کے خود جواب دینے سے بدرجہا
حضور کے لیے بہتر ہوا۔ اور یہ وہ مرتبہ عظمیٰ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا۔

(۱) کفار نے کہا: ﴿وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ
لَمَجْنُونٌ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے وہ جن پر قرآن اترا، بیشک تم مجنون ہو۔
حق جہدعلا نے ارشاد فرمایا: ﴿ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ه مَا أَنْتَ
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ﴾ ترجمہ: قسم قلم اور نوشتہ ہائے ملائک کی تو اپنے رب کے
فضل سے ہرگز مجنون نہیں۔

(۲) وحی اترنے میں جو کچھ دنوں دیر لگی کافر بولے: ”ان محمد اودعه
ربہ وقلاه“ ترجمہ: بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا، اور دشمن پکڑا۔

(تفسیر بغوی، تحت الآیة ۹۳/۲۶۵)

حق جہدعلا نے فرمایا: ﴿وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ﴾ ترجمہ: قسم ہے
دن چڑھے کی، اور قسم رات کی جب اندھیری ڈالے یا قسم اے محبوب تیرے روئے
روشن کی، اور قسم تیری زلف کی جب چمکتے رخساروں پر بکھر آئے۔ ﴿مَا وَدَّعَكَ

جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: ﴿يَقَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ
وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ: اے میری قوم! مجھے گمراہی سے کچھ
علاقہ نہیں میں تو رسول ہوں پروردگار عالم کی طرف سے۔

(۲) سیدنا ہود علیہ السلام سے عادی نے کہا: ﴿إِنَّا لَنَرِيكَ فِي
سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ﴾ ترجمہ: یقیناً ہم تمہیں حماقت میں خیال
کرتے ہیں، اور ہمارے گمان میں تم بے شک جھوٹے ہو۔

جواب میں حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا: ﴿قَالَ يَقَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ
وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ: اے میری قوم! مجھ میں اصلاً سفاہت
نہیں، میں تو پیغمبر ہوں رب العلمین کا۔

(۳) سیدنا شعیب علیہ السلام سے مدین نے کہا: ﴿إِنَّا لَنَرِيكَ فِينَا
ضَعِيفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ﴾ ترجمہ: ہم
تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں، اور اگر تمہارے ساتھ کے یہ چند آدمی نہ ہوتے تو
ہم تمہیں پتھروں سے مارتے، اور تم ہماری نگاہ میں کچھ عزت والے نہیں۔

جواب میں حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: ﴿يَقَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ
عَلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظَهْرِيًّا﴾ ترجمہ: اے میری قوم! کیا
میرے کنبے کے یہ معدود لوگ تمہارے نزدیک اللہ سے زیادہ زبردست ہیں اور اسے
تم بالکل بھلائے بیٹھے ہو۔

(۴) سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرعون نے کہا: ﴿إِنِّي لَأَظُنُّكَ
يَمُوسَىٰ مَسْحُورًا﴾ ترجمہ: میرے گمان میں تو اے موسیٰ! تم پر جادو ہوا ہے۔

جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ

لیے کان ہیں۔ کہ جھوٹے عذر بھی قبول کر لیتے ہیں اور بکمال حلم و کرم چشم پوشی فرماتے ہیں۔ ورنہ کیا انھیں تمہارے بھیدوں اور خلوت کی چھپی باتوں پر آگاہی نہیں۔

(۶) ابن ابی شقی ملعون نے جب وہ کلمہ ملعونہ کہا: ﴿لَسِنٌ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ﴾ ترجمہ: اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو ضرور نکال باہر کرے گا عزت والا ذلیل کو۔

حق جہدعلا نے فرمایا: ﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: عزت تو ساری خدا اور رسول و مومنین ہی کے لیے ہے، لیکن منافقین کو خبر نہیں۔

(۷) عاص بن وائل شقی نے صاحبزادہ سید المرسلین صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے انتقال پر ملال پر حضور کو ابتر یعنی نسل بریدہ کہا۔

حق جہدعلا نے فرمایا: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ﴾ ترجمہ: بیشک ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا فرمائی۔

کہ اولاد سے نام چلنے کو تمہاری رفعت ذکر سے کیا نسبت، کروڑوں صاحب اولاد گزرے جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا، اور تمہاری ثنا کا ڈنکا تو قیام قیامت تک اکناف عالم و اطراف جہاں میں بجے گا اور تمہارے نام نامی کا خطبہ ہمیشہ ہمیشہ اطباق فلک و آفاق زمین میں پڑھا جائے گا۔ پھر اولاد بھی تمہیں نفیس و طیب عطا ہوگی جن کی بقا سے بقائے عالم مربوط رہے گی اس کے سوا تمام مسلمان تمہارے بال بچے ہیں، اور تم سامہربان ان کے لیے کوئی نہیں، بلکہ حقیقت کار کو نظر کیجیے تو تمام عالم تمہاری اولاد معنوی ہے کہ تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، اور تمہارے ہی نور سے سب کی آفرینش ہوئی۔ اسی لیے جب ابوالبشر آدم تمہیں یاد کرتے تو یوں کہتے: ((یا ابنی صورۃ ابای

رُبُّكَ وَ مَا قَلِيَّ) ترجمہ: نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن بنایا۔

اور یہ اشقیاء بھی دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ خدا کی تجھ پر کیسی مہربانی ہے، اس مہربانی ہی کو دیکھ کر جلے جاتے ہیں، مگر انہیں خبر نہیں کہ: ﴿وَلَا خَيْرَ لَكَ مِنَ الْاُولٰٓئِی﴾ ترجمہ: بے شک آخرت تیرے لیے دنیا سے بہتر ہے۔

وہاں جو نعمتیں تجھ کو ملیں گی نہ آنکھوں نے دیکھیں، نہ کانوں نے سنیں، نہ کسی بشر یا ملک کے خطرے میں آئیں، جن کا جمال یہ ہے: ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی﴾ ترجمہ: قریب ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

(۳) کفار نے کہا: ﴿لَسْتَ مُرْسَلًا﴾ ترجمہ: تم رسول نہیں ہو۔
حق جل و علا نے فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الْقُرْاٰنُ الْحَكِيْمُ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ترجمہ: اے سردار! مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی تو بیشک مرسل ہے۔

(۴) کفار نے حضور صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو شاعری کا عیب لگایا۔ حق جل و علا نے فرمایا: ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهُ﴾ ترجمہ: نہ ہم نے انھیں شعر سکھایا اور نہ وہ ان کے لائق تھا۔

(۵) منافقین حضور اقدس صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شان میں گستاخیاں کرتے اور ان میں کوئی کہتا ایسا نہ ہو کہیں ان تک خبر پہنچے۔ آگے سے کہتے: پہنچے گی تو کیا ہوگا، ہم سے پوچھیں گے ہم مکر جائیں گے، قسمیں کھالیں گے، انھیں یقین آجائے گا، کہ ﴿هُوَ اَذُنٌ﴾ ترجمہ: وہ تو کان ہیں جیسی ہم سے سنیں گے مان لیں گے۔

حق جہدعلا نے فرمایا: ﴿اٰذُنٌ خَيْرٌ لِّكُمْ﴾ ترجمہ: وہ تمہارے بھلے کے

لَهَبٍ ﴿ترجمہ: اب بیٹھا چاہتا ہے بھڑکتی آگ میں۔ ﴿وَأَمْرَاتِهِ حَمَالَةَ
الْحَطَبِ﴾ ﴿ترجمہ: اور اس کی جو روٹکیوں کا گٹھاسر پر لئے۔ ﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ
مِّن مَّسَدٍ﴾ ﴿ترجمہ: اس کے گلے میں مونیج کی رسی۔
بالجملہ اس روش کی آیتیں قرآن عظیم میں صدہا نکلیں گی۔

(۹) اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور ادھر
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قصے اس مضمون پر شاہدِ عدل ہیں۔ اعلیٰ
حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ
”سرور القلوب فی ذکر المحبوب“ میں فرماتے ہیں: ”حضرت یوسف کو دودھ
پیتے بچے، اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کی گواہی سے لوگوں کی بدگمانی سے نجات
بخشی، اور جب حضرت عائشہ پر بہتان اٹھا خود ان کی پاک دامنی کی گواہی دی، اور
سترہ آیتیں نازل فرمائیں، اگر چاہتا ایک ایک درخت اور پتھر سے گواہی دلواتا مگر
منظور یہ ہوا کہ محبوبہ محبوب کی طہارت و پاکی پر خود گواہی دیں اور عزت و امتیاز ان کا
بڑھائیں۔ (سرور القلوب فی ذکر المحبوب)

محل غور ہے کہ اراکین سلطنت سے سرکش لوگ بے ادبی سے پیش آئیں اور
بادشاہ ان کے جوابوں کو انہیں پر چھوڑ دے۔ مگر ایک سردار باوقار کے ساتھ یہ برتاؤ ہو
کہ مخالفین جو زبان درازی اس کی جناب میں کریں، حضرت سلطان اس مقرب ذی
شان کو کچھ نہ کہنے دے، بلکہ بہ نفس نفیس اس کی طرف سے تکلف جواب کرے۔ کیا ہر
ذی عقل اس معاملہ کو دیکھ کر یقین قطعی نہ کرے گا کہ سرکارِ سلطانی میں جو اعزاز اس
مقرب جلیل کا ہے دوسرے کا نہیں، اور جو خاص نظر اس کے حال پر ہے اوروں کا حصہ
اس میں نہیں۔ والحمد لله رب العلمین۔

معنی)) ﴿ترجمہ: اے میرے ظاہری بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔

(المدخل لابن الحاج، فصل فی مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الکتب العربی بیروت
۳۴/۲)

پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے اس کا حال تو خدا ہی جانے۔ جب اس کی یہ
عنایت بے غایت تم پر مبذول ہو۔ تو تم ان اشقیاء کی زبان درازی پر کیوں ملو
ہو بلکہ ﴿فصل لربک وانحر﴾ ﴿ترجمہ: رب کے شکرانہ میں اس کے لیے نماز پڑھو
اور قربانی کرو۔ ﴿ان شانک هو الابر﴾ ﴿ترجمہ: جو تمہارا دشمن ہے وہی نسل
بریدہ ہے۔ کہ اس کی اولاد تمہارے دین حق میں آکر بوجہ اختلاف دین اس کی نسل
سے جدا ہو کر تمہارے دینی بیٹوں میں شمار کی جائے گی۔ پھر آدمی بے نسل ہوتا تو یہی
سہی کہ نام نہ چلتا، اس سے نام بدکا باقی رہنا ہزار درجہ بدتر ہے، تمہارے دشمن کا ناپاک
نام ہمیشہ بدی و نفرین کے ساتھ لیا جائے گا، اور روز قیامت ان گستاخیوں کی پوری سزا
پائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۸) جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو
جمع فرما کر وعظ و نصیحت اور اسلام و اطاعت کی طرف دعوت دی، ابولہب شقی نے کہا:
”تَبَّالک سائر الیوم لہذا جمعنا“ ﴿ترجمہ: ٹوٹنا اور ہلاک ہونا تمہارے لیے ہمیشہ کو
کیا ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ تب ید الہی لہب ۱۱، قدیمی کتب خانہ ۴۳/۲،
صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان من مات علی اکفر الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۱۳/۱، تفسیر المراغی، تحت الآیۃ ۱۱/۱، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۲۶۰/۳۰)

حق جہدِ عدل نے فرمایا: ﴿تَبَّتْ یَدَا اَبی لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ ﴿ترجمہ: ٹوٹ گئے
ہاتھ ابولہب کے۔ اور وہ خود ہلاک و برباد ہوا۔ ﴿مَا اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهُ وَ مَا
کَسَبَ﴾ ﴿ترجمہ: اس کے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور جو کمایا۔ ﴿سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ

دلیل نمبر 8:

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَإِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ (پ3، سورۃ ال عمران، آیت 82، 81)

امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولیٰ المسلمین امیر المؤمنین جناب مولیٰ علیؑ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کیا ہے: ((لم یبعث الله نبیا من آدم فمن بعده الاخذ عليه العهد في محمد صلی اللہ علیہ وسلم لئن بعث وهو حی لیؤمنن به ولینصرنہ ویاخذ العهد بذلک علی قومہ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا گیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہو تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔

(جامع البیان (تفسیر الطبری) ۸۱/۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۸۷۴☆ المواہب اللدنیة عن

علی المقصد الاول خذ العهد علی الانبیاء، المکتب الاسلامی بیروت، ۱/۶۶)

اسی طرح حبر الامم عالم القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا۔ (جامع البیان (تفسیر الطبری) ۸۱/۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۸۷۴) اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (النساء، نشر مناقب و ذکر مناصب حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم وسلم) سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مبارک مجالس و محافل کو حضور کی یاد و مدح سے زینت دیتے، اور اپنی امتوں سے حضور پر نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رساں کنواری بتول کا ستھرا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ﴿مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنَ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (اس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔) کہتا تشریف لایا۔

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: ((لم یزل الله يتقدم في النبي صلی اللہ علیہ وسلم الي آدم فمن بعده ولم تنزل الامم تتبأشر به وتستفتح به حتى اخرج الله في خير امة، وفي خير قرن وفي خير اصحاب (وفي خير بلد)) ترجمہ: ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خیر دیتا رہا، اور قدیم سے سب امتیں تشریف آوری حضور کی خوشیاں مناتیں اور حضور کے توسل سے اپنے اعدا پر فتح مانگتی آئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہترین امم و بہترین قرون و بہترین اصحاب و بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

(الخصائص الكبرى بحوالہ ابن عساکر باب خصوصیت باخذ الميثاق الخ، مرکز اہلسنت گجرات ہند، ۱/۸۰، ۹)

اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں ہے:

فیکم و امامکم منکم)) ترجمہ: کیسا حال ہوگا تمہارا جب ان مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۴۹۰، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ بن مریم، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۸۷)

بالجملہ مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیہ کریمہ کے مفاداتِ عظیمہ پر غور کرے، صاف صریح ارشاد فرما رہی ہے کہ محمد ﷺ ﷺ اصل الاصول ہیں محمد ﷺ ﷺ (اللہ ﷻ ﷻ ﷻ) رسولوں کے رسول ہیں، امتیوں کو جو نسبت انبیاء و رسل سے ہے وہ نسبت انبیاء و رسل کو اس سید الکل سے ہے، امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاؤ، اور رسولوں سے عہد و پیمانہ لیتے ہیں محمد ﷺ ﷻ ﷻ سے گرویدگی فرماؤ۔ غرض صاف صاف جتا رہے ہیں کہ مقصود اصلی ایک وہی ہیں باقی تم سب تابع و طفیلی ع

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل
(مقصود ان کی ذات ہے باقی سب طفیلی ہیں)

پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مہتمم با نشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے مؤکد فرمایا۔

اولاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصومین ہیں۔ زہار حکم الہی کا خلاف ان سے متحمل نہیں۔ کافی تھا کہ رب تبارک و تعالیٰ بطریق امر انہیں ارشاد فرماتا اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، مگر اس قدر پر اکتفاء نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمانہ لیا، یہ عہد عہد ﴿الست بربکم﴾ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) کے بعد دوسرا پیمانہ تھا، جیسے کلمہ طیبہ میں لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) کے ساتھ محمد رسول اللہ (محمد اللہ کے رسول ہیں) تاکہ ظاہر ہو کہ تمام

﴿وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

(ب 1، سورۃ البقرہ، آیت 89)

علماء فرماتے ہیں: جب یہود مشرکوں سے لڑتے دعا کرتے: ”اللہم انصرنا علیہم بالنبی المبعوث فی اخر الزمان الذی نجد صفته فی التورۃ“ ترجمہ: الہی! مدد دے ان پر، صدقہ نبی آخر الزمان کا جس کی نعت ہم تورات میں پاتے ہیں۔ (الدر المنثور، تحت الآیۃ، ۸۹/۲، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱/ ۱۹۶)

اس دعا کی برکت سے انہیں فتح دی جاتی۔

اسی پیمانہ الہی کا سبب ہے کہ حدیث میں آیا حضور سید المرسلین ﷺ ﷻ نے فرمایا: ((والذی نفسی بیدہ لو ان موسیٰ کان حیاً الیوم ما وسعہ الا ان یتبعنی)) ترجمہ: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آج اگر موسیٰ دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو گنجائش نہ ہوتی۔

(مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ، المکتب الاسلامی بیروت، ۳/ ۳۸۷* دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الاول، عالم الکتب بیروت، الجزء الاول، ص ۸)

اور یہی باعث ہے کہ جب قرب قیامت میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام نزول فرمائیں گے باوجود اس کے کہ منصب نبوت و رسالت پر ہوں گے، حضور پر نور سید المرسلین ﷺ ﷻ کے امتی بن کر رہیں گے، حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے، حضور کے ایک امتی و نائب یعنی امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حضور سید المرسلین ﷺ ﷻ نے فرماتے ہیں: ((کیف انتم اذا نزل ابن مریم

عاشراً سب سے زیادہ نہایت کا ریبہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد بانکہ انبیا کو عصمت عطا فرمائی، یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ: ﴿فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ ترجمہ: اب جو اس اقرار کے بعد پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔

اللہ، اللہ! یہ وہی اعتنائے تام واہتمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد کرتا ہے: ﴿وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ اِنِّي الٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذَلِكِ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظٰلِمِيْنَ﴾ ترجمہ: جو ان میں سے کہے گا میں اللہ کے سوا معبود ہوں اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستم گاروں کو۔

گویا اشارہ فرمایا ہے کہ جس طرح ہمیں ایمان کے جزاؤں لا الہ الا اللہ کا اہتمام ہے یونہی جز دوم محمد رسول اللہ سے اعتنائے تام ہے، میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ مقررین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول و مقتدا کہ انبیا و مرسلین بھی اسکی بیعت و خدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔

دلیل نمبر 9:

اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ ترجمہ: اے محبوب! ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیا و ملائکہ سب داخل ہیں۔ تو لاجرم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر رحمت و نعمت رب ہوئے، اور وہ سب حضور کی سرکار عالی مدار سے بہرہ مند و فیضیاب۔ اسی لئے اولیائے کاملین و علمائے کاملین تصریح فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک، ارض و سما میں، ابتدا و انتہا

ماسوائے اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الہیہ کا اذعان ہے۔ پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ پر ایمان، صلی اللہ علیہ وسلم۔

ثانیاً اس عہد کو لام قسم سے موکد فرمایا: ﴿لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ﴾ ترجمہ: تم ضرور اس کی مدد کرنا اور ضرور اس پر ایمان لانا۔

جس طرح نوابوں سے بیعت سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں۔ امام سبکی فرماتے ہیں: شاید سوگند بیعت (بیعت کا حلف) اسی آیت سے ماخوذ ہے۔

ثالثاً

نون تاکید۔

رابعاً وہ بھی ثقیلہ لاکر نقل تاکید کو اور دو بالا فرمایا۔

خامساً یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضرات انبیا بھی جو اب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر استفسار فرمایا: ﴿اقررتم﴾ ترجمہ: کیا اس امر پر اقرار لاتے ہو؟ یعنی کمال تعجیل و تسجیل مقصود ہے۔

سادساً اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا: ﴿وَآخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اٰصْرِيْ﴾ یعنی خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

سابعاً علیہ یا علیٰ هذا کی جگہ ﴿عَلٰی ذٰلِكُمْ﴾ فرمایا کہ بعد اشارت عظمت ہو۔

ثامناً اور ترقی ہوئی کہ ﴿فَاشْهَدُوْا﴾ ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مگر جاننا ان پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

تاسعاً کمال یہ ہے کہ فقط ان کی گواہیوں پر بھی اکتفا نہ فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا: ﴿وَآنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّٰهِدِيْنَ﴾ میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

اہل محبت جانتے ہیں کہ ابہام تام میں کیا لطف و مزہ ہے۔ ع
کسی کا دو قدم چلنا یہاں پامال ہو جانا

دلیل نمبر 11:

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے فرماتا ہے: ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ
يَعْمَهُونَ﴾ ترجمہ: تیری جان کی قسم وہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں۔

(سورة الحجر، آیت 72)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا
الْبَلَدِ﴾ ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ تو اس میں جلوہ فرما ہے۔ (سورة البلد، آیت 2)
اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَقِيلَ يَا رَبِّ إِنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا
يُؤْمِنُونَ﴾ ترجمہ: مجھے قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب میرے! یہ لوگ
ایمان نہیں لاتے۔

(سورة الزخرف، آیت 88)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَالْعَصْرِ﴾ ترجمہ: قسم زمان برکت نشان محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کی۔

(سورة العصر، آیت 1)

اے مسلمان! یہ مرتبہ جلیلہ اس جان محبوبیت کے سوا کسے میسر ہوا کہ قرآن
عظیم نے ان کے شہر کی قسم کھائی، ان کی باتوں کی قسم کھائی، ان کے زمانے کی قسم کھائی،
ان کی جان کی قسم کھائی، صلی اللہ علیہ وسلم، ہاں اے مسلمان! محبوبیت کبریٰ کے یہی معنی
ہیں والحمد لله رب العالمین۔

ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید
المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((ما حلف الله ب حياة احد الا ب حياة محمد
صلى الله عليه وسلم قال تعالى: ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾

میں، دین و دنیا میں، روح و جسم میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی، جو نعمت و دولت کسی
کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے
اور ہمیشہ بٹے گی۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 30، ص 141، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اس آیت کریمہ کے تحت لکھا: ”لما كان
رحمة للعالمين لزم ان يكون افضل من كل العالمين“ ترجمہ: جب حضور تمام
عالم کے لیے رحمت ہیں واجب ہوا کہ تمام ماسوائے اللہ سے افضل ہوں۔

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیة ۲/۲۵۳، دارالکتب العلمیة بیروت، ۱۶۵/۶)

دلیل نمبر 10:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى
بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ﴾ ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم
نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی کچھ ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا، اور
ان میں بعض کو درجوں بلند فرمایا۔

ائمہ فرماتے ہیں یہاں اس بعض سے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مراد
ہیں کہ انہیں سب انبیا پر رفعت و عظمت بخشی، جیسا کہ امام بغوی، بیضاوی، نسفی، سیوطی،
قسطلانی، زرقانی، شامی اور حلبی وغیرہ نے اس پر نص فرمائی ہے۔

(تفسیر البغوی، تحت الآیة ۲/۲۵۳، دارالکتب العلمیة بیروت، ۱۴۷/۱ تفسیر البیضاوی، تحت
الآیة ۲/۲۵۳، دارالفکر بیروت، ۱/۵۲۹، ۵۵۰ تفسیر النسفی، تحت الآیة ۲/۲۵۳، دارالکتب
العربی بیروت، ۱/۱۴۷ تفسیر جلالین، تحت الآیة ۲/۲۵۳، اصح المطابع دہلی، ص ۳۹)

اور یوں مبہم ذکر فرمانے میں حضور کے ظہور افضلیت و شہرت سیادت کی
طرف اشارہ تامہ ہے، یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لویا نہ لوانہی کی طرف ذہن جائے گا،
اور کوئی دوسرا خیال میں نہ آئے گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

وحیاتک یا محمد)) یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی زندگی کی قسم یاد نہ فرمائی سوائے محمد ﷺ (اللہ عظیم و نزع کے کہ آئیہ: لعمرک میں فرمایا تیری جان کی قسم اے محمد ﷺ (اللہ عظیم و نزع۔

(الدر المنثور بحوالہ ابن مردويه تحت الايه ١٥/٢٠٤، دار احیاء التراث العربی بیروت، ٨٠/٥)

ابو یعلیٰ، ابن جریر، ابن مردويه، ابن بیہقی، ابو نعیم، ابن عساکر، بغوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: ((ما خلق الله وما ذرء وما برء نفساً اكرم عليه من محمد ﷺ (اللہ عظیم و نزع وما حلف الله بحياة احد الا بحياة محمد ﷺ (اللہ عظیم و نزع لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نہ بنایا، نہ پیدا کیا، نہ آفرینش فرمایا جو اسے محمد ﷺ (اللہ عظیم و نزع سے زیادہ عزیز ہو، نہ کبھی ان کی جان کے سوا کسی کی جان کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے تیری جان کی قسم وہ کافر اپنی مستی میں بہک رہے ہیں۔

(الدر المنثور بحوالہ ابی یعلیٰ و ابن جریر و ابن مردويه و البيهقي ☆ جامع البيان ☆ دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الرابع، عالم الكتب بیروت، الجزء الاول ص ١٢)

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء العلوم اور امام محمد بن الحجاج عبدری کی مدخل اور امام احمد محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ اور علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں ناقل حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث طویل میں حضور سید المرسلین ﷺ (اللہ عظیم و نزع سے عرض کرتے ہیں: ((بابی انت وامی یا رسول الله لقد بلغ من فضيلتك عند الله تعالى ان اقسام بحياتك دون سائر الانبياء ولقد بلغ من فضيلتك عنده ان اقسام بتراب قدميك فقال: لا اقسام بهذا البلد)) ترجمہ: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان! بیشک حضور کی بزرگی خدا تعالیٰ کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ حضور کی زندگی کی قسم یاد فرمائی، نہ باقی انبیاء علیہم السلام (اللہ تعالیٰ) کی۔ اور تحقیق حضور کی فضیلت خدا کے یہاں اس نہایت کی ٹھہری

کہ حضور کی خاک پاکی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے قسم اس شہر کی۔

(المواهب اللدنیہ، المقصد السادس، النوع الخامس، الفصل الخامس، ج 3، ص 215، المكتبة الاسلامی بیروت ☆ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، الباب الاول، الفصل الاول، الفصل الرابع، ج 1، ص 196، مرکز اہلسنت ہند)

دلیل نمبر 12:

قرآن شریف کے تفصیلی ارشادات و محاورات و نقل اقوال و ذکراحوال پر نظر کیجئے، تو ہر جگہ اس نبی کریم علیہ (فضل الصدقہ و الصلوٰۃ) کی شان سب انبیائے کرام علیہم (الصدقہ و الصلوٰۃ) سے بلند و بالا نظر آتی ہے:

(1) ابراہیم خلیل اللہ علیہ (الصلوٰۃ) سے نقل فرمایا: ﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ﴾ ترجمہ: مجھے رسوا نہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

(پ 19، سورة الشعراء، آیت 87)

حبیب کریم ﷺ (اللہ عظیم و نزع کے لیے خود ارشاد ہوا: ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ﴾ ترجمہ: جس دن (لوگ اٹھائے جائیں گے) خدا رسوا نہ کرے گا نبی اور اسکے ساتھ والے مسلمانوں کو۔

(پ 28، سورة التحريم، آیت 8)

حضور کے صدقے میں صحابہ بھی اس بشارت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

(2) خلیل علیہ (الصدقہ و الصلوٰۃ) سے تمنائے وصال نقل کی: ﴿إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ﴾ ترجمہ: بیشک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اور وہ مجھے راہ دے گا۔

(پ 23، سورة الصافات، آیت 99)

حبیب ﷺ (اللہ عظیم و نزع کو خود بلا کر عطاء دولت کی خبر دی: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِي اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ﴾ ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔

(پ 15، سورة الاسراء، آیت 1)

اور فرمایا: ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾ ترجمہ: اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

(پ30، سورة الضحیٰ، آیت5)

(۶) کلیم علیہ (علیہ السلام) کا بخوف فرعون مصر سے تشریف لے جانا بلفظ فرار نقل فرمایا: ﴿فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ﴾ ترجمہ: تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا۔

(پ19، سورة الشعراء، آیت21)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت فرمانا باحسن عبارات ادا فرمایا: ﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کیجئے جب کا فر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے۔

(پ10، سورة الانفال، آیت30)

(۷) کلیم اللہ علیہ (علیہ السلام) سے طور پر کلام کیا اور اسے سب پر ظاہر فرما دیا: ﴿وَإِنَّا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۚ إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ الیٰ اخر الایات۔ ترجمہ کنز الایمان: اور میں نے تجھے پسند کیا، اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے، بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ آیات کے آخر تک۔

(پ16، سورة طہ، آیت13، 14)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فوق السموات مکالمہ فرمایا اور سب سے چھپایا: ﴿فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ ترجمہ: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

(پ27، سورة النجم، آیت10)

(۸) داود علیہ (علیہ السلام) کو ارشاد ہوا: ﴿لَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ ترجمہ: خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے بہکا دے خدا کی راہ سے۔

(پ23، سورة ص، آیت26)

(۳) خلیل علیہ (علیہ السلام) سے آرزوئے ہدایت نقل فرمائی: ﴿سَيَهْدِين﴾ ترجمہ: وہ مجھے راہ دے گا۔

(پ23، سورة الصافات، آیت99)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ارشاد فرمایا: ﴿وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا﴾ ترجمہ: اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

(پ26، سورة الفتح، آیت2)

(۴) خلیل علیہ (علیہ السلام) کیلئے فرمایا فرشتے ان کے معزز مہمان ہوئے: ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ صَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ﴾ ترجمہ: اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی؟

(پ26، سورة الذاریات، آیت24)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے فرمایا فرشتے ان کے لشکری و سپاہی بنے: ﴿وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ ترجمہ: اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔

(پ10، سورة التوبة، آیت40)

اور فرمایا: ﴿يُمَدِّدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ﴾ ترجمہ: تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

(پ4، سورة آل عمران، آیت125)

اور فرمایا: ﴿وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ﴾ ترجمہ: اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

(پ28، سورة الطلاق، آیت4)

(۵) کلیم علیہ (علیہ السلام) کو فرمایا، انہوں نے خدا کی رضا چاہی: ﴿وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَى﴾ ترجمہ: اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔

(پ16، سورة طہ، آیت84)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بتایا، خدا نے ان کی رضا چاہی: ﴿فَلَنُؤَلِّقَنَّ لَيْسَانَ قَبْلَتَهُ تَرْضَاهَا﴾ ترجمہ: تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

(پ2، سورة البقرة، آیت144)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بقسم فرمایا: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ ترجمہ: کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتا، وہ تو نہیں مگرو جی کہ القا ہوتی ہے۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت 4، 3)

(9) نوح و ہود علیہما السلام سے دعا نقل فرمائی: ﴿رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ﴾ ترجمہ: الہی! میری مدد فرما بدلا اس کا کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔

(پ18، سورۃ المؤمنون، آیت 26)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ارشاد ہوا: ﴿وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيمًا﴾ ترجمہ: اللہ تیری مدد فرمائے گا زبردست مدد۔ (پ26، سورۃ الفتح، آیت 3)

(10) نوح و خلیل علیہما السلام سے نقل فرمایا، انہوں نے اپنی امت کی دعائے مغفرت کی: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ ترجمہ: اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (پ13، سورۃ ابراہیم، آیت 41)

(یہ لفظ دعائے خلیل علیہ السلام کے ہیں، اور دعائے نوح علیہ السلام) ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَ لِمَنْ مَدَّ يَدَهُ إِلَىَّ بَدْرَةَ ابْنِ أَبِي عُمَرَ﴾ ترجمہ: اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھرے میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔ (پ29، سورۃ نوح، آیت 28)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خود حکم دیا اپنی امت کی مغفرت مانگو: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ ترجمہ: اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

(پ26، سورۃ محمد، آیت 19)

(11) خلیل علیہ السلام کے لیے آیا، انہوں نے پچھلوں میں اپنا ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کی: ﴿وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ﴾ ترجمہ: اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔ (پ19، سورۃ الشعراء، آیت 84)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خود فرمایا: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پ30، سورۃ الانشراح، آیت 4)

اور اس سے اعلیٰ وارفع مژدہ ملا: ﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ ترجمہ: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (پ15، سورۃ الاسراء، آیت 79)

کہ جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے حضور کی حمد و ثنا ہر زبان پر جاری ہو گی۔

(12) خلیل علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا، انہوں نے قوم لوط علیہ السلام سے رفع عذاب میں بہت کوشش کی: ﴿يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ﴾ ترجمہ: ہم سے لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ (پ12، سورۃ ہود، آیت 74)

اور فرمایا: ﴿يَا بَرَاهِيمُ اَعْرِضْ عَنْ هَذَا﴾ ترجمہ: اے ابراہیم! اس خیال سے اعراض فرمائیے۔ (پ12، سورۃ ہود، آیت 76)

عرض کی: ﴿إِنَّ فِيهَا لُوطًا﴾ ترجمہ: اس بستی میں تو لوط ہے۔

(پ20، سورۃ العنکبوت، آیت 32)

حکم ہوا: ﴿نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا﴾ ترجمہ: ہمیں خوب معلوم ہیں جو وہاں ہیں۔ (پ20، سورۃ العنکبوت، آیت 32)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ ترجمہ: اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمت عالم!

(۱۶) کلیم حبیب (الصدورہ والنسج) پر حجاب نار سے تجلی ہوئی: ﴿فَلَمَّا جَاءَ هَانُودِي أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ ترجمہ: پھر جب وہ آگ کے پاس آیا، ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے (یعنی حضرت موسیٰ حبیب (الصدورہ والنسج)۔)

(پ19، سورۃ النمل، آیت 8) حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوہ نور سے تجلی ہوئی اور وہ بھی غایت فخر و تعظیم کیلئے بالفاظ ابہام بیان فرمائی گئی: ﴿إِذْ يَغْشَى السُّدْرَةَ مَا يَغْشَى﴾ ترجمہ: جب چھا گیا سدرہ پر جو کچھ چھایا۔

(پ27، سورۃ النجم، آیت 16) ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بزار، ابویعلیٰ، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی:

((ثم انتهی الی السدرۃ فغشیہا نور الخلاق عزوجل فکلّمہ تعالیٰ عند ذلك فقال له سل)) ترجمہ: پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے۔ خالق عزوجل کا نور اس پر چھایا۔ اس وقت جل جلالہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا اور فرمایا: مانگو۔ اھ ملخصاً۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، ج7، ص2313، مکتبہ نزار مصطفیٰ البانی، مکہ المکرمہ جامع البیان (تفسیر طبری)، ج27، ص68، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(۱۷) کلیم حبیب (الصدورہ والنسج) سے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا، سب سے برأت قطع تعلق نقل فرمایا۔ جب انہوں نے اپنی قوم کو قتل عمالقہ کا حکم دیا اور انہوں نے نہ مانا۔ عرض کی: ﴿رَبِّ اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَحْسِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ﴾ ترجمہ: الہی! میں اختیار نہیں رکھتا مگر اپنا اور اپنے بھائی کا، توجہ دانی فرمادے ہم میں اور اس گنہگار قوم میں۔

(پ6، سورۃ المائدہ، آیت 25)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل و جاہت میں کفارتک کو داخل فرمایا:

آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔ (پ9، سورۃ الانفال، آیت 33)

(۱۳) خلیل حبیب (الصدورہ والنسج) سے نقل فرمایا: ﴿رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاہِ﴾ ترجمہ: الہی! میری دعا قبول فرما۔

(پ13، سورۃ ابراہیم، آیت 40) حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے طفیلیوں کو ارشاد ہوا: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ ترجمہ: تمہارا رب فرماتا ہے مجھے سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔

(۱۴) کلیم حبیب (الصدورہ والنسج) کی معراج درخت دنیا پر ہوئی: ﴿نُودِیْ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبْرَکَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ﴾ ترجمہ: ندا کی گئی میدان کے دائیں کنارے سے برکت والے مقام میں بیڑے۔

(پ20، سورۃ القصص، آیت 30) حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سدرۃ المنتہیٰ و فردوسِ اعلیٰ تک بیان فرمائی: ﴿عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاوٰی﴾ ترجمہ: سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔

(۱۵) کلیم حبیب (الصدورہ والنسج) نے وقت ارسال اپنے سینہ کی تنگی کی شکایت کی: ﴿وَيَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسَلْ اِلٰی هٰرُوْنَ﴾ اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو تو ہارون کو بھی رسول کر۔

(پ19، سورۃ الشعراء، آیت 13) حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خود شرح صدر کی دولت بخشی، اور اس سے منت عظمیٰ رکھی۔ ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

(پ30، سورۃ الانشراح، آیت 1)

عبد کا بند بند کا نپ اٹھے گا اور ہر بن مؤ سے خون کا نوارہ بہے گا۔

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی)، تحت الآیة 5/116، ج 2، ص 66، دارالکتب العلمیة، بیروت)

پھر جواب عرض کریں گے جس کی حق تعالیٰ تصدیق فرماتا ہے۔

حبیب ﷺ (اللہ ﷻ) نے جب غزوہ تبوک کا قصد فرمایا اور منافقوں نے جھوٹے بہانے بنا کر نہ جانے کی اجازت لے لی۔ اس پر سوال تو حضور ﷺ (اللہ ﷻ) سے بھی ہوا مگر یہاں جو شان لطف و محبت و کرم و عنایت ہے قابل غور ہے ارشاد فرمایا:

﴿عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ﴾ ترجمہ: اللہ تجھے معاف فرمائے، تو نے انہیں اجازت کیوں دے دی؟

(پ 10، سورۃ التوبہ، آیت 43)

سبحان اللہ! سوال پیچھے ہے اور محبت کا کلمہ پہلے۔ والحمد لله رب

العالمین۔

(۲۰) مسیح علیہ (صلوٰۃ اللہ علیہ) سے نقل فرمایا، انہوں نے اپنے امتیوں سے مدد

طلب کی: ﴿فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ﴾ ترجمہ: پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا، بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں

(پ 3، سورہ آل عمران، آیت 52)

حبیب ﷺ (اللہ ﷻ) نے نبوت انبیاء و مرسلین کو حکم نصرت ہوا: ﴿لَتَشُوْنَنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ﴾ ترجمہ: تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔

(پ 3، سورہ آل عمران، آیت 81)

غرض جو کسی محبوب کو ملا وہ سب اور اس سے افضل و اعلیٰ انہیں ملا، اور جو انہیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا ادا دی

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ

انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

(پ 9، سورۃ الانفال، آیت 33)

﴿عَسَىٰ أَنْ يَسْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ ترجمہ: قریب ہے

کہ تمہارا رب تمہیں اس جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

(پ 15، سورۃ الاسراء، آیت 79)

یہ شفاعت کبریٰ ہے کہ تمام اہل موقف موافق و مخالف سب کو شامل۔

(۱۸) ہارون و کلیم علیہما (صلوٰۃ اللہ علیہما) کے لیے فرمایا، انہوں نے فرعون کے

پاس جاتے وقت اپنا خوف عرض کیا: ﴿رَبَّنَا إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُفْرَطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْفِئُنَا﴾ ترجمہ: اے ہمارے رب! بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے۔

(پ 16، سورہ طہ، آیت 45)

اس پر حکم ہوا: ﴿لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى﴾ ترجمہ: ڈرو نہیں

، میں تمہارے ساتھ ہوں، سنتا اور دیکھتا۔

(پ 16، سورہ طہ، آیت 46)

حبیب ﷺ (اللہ ﷻ) نے خود مرثدہ نگہبانی دیا: ﴿وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ ترجمہ: اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

(پ 6، سورۃ المائدہ، آیت 67)

(۱۹) مسیح علیہ (صلوٰۃ اللہ علیہ) کے حق میں فرمایا ان سے پرانی بات پر یوں سوال

ہوگا: ﴿يَعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ ترجمہ: اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا ٹھہرا لو؟

(پ 6، سورۃ المائدہ، آیت 116)

معالم میں ہے: اس سوال پر خوف الہی سے حضرت روح اللہ صلوات اللہ علیہ

(2) قرآن مجید اور آدابِ مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تعظیم و توقیر کرو

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

(پ 26، سورۃ الفتح، آیت 9، 8)

آسمان کے نیچے ایک دربار ایسا بھی ہے

دنیاوی بادشاہ اپنے درباروں کے آداب اور ان میں حاضری دینے کے قوانین خود بناتے ہیں اور اپنے مقررہ حاکموں کے ذریعے رعایا سے ان پر عمل کراتے ہیں کہ جب ہمارے دربار میں آؤ تو اس طرح کھڑے ہو، اس طرح بات کرو، اس طرح سلامی دو، پھر جو آداب بجالاتا ہے بادشاہ کی طرف سے اس کو انعام ملتا ہے، جو اس کے خلاف کرتا ہے اس کو بادشاہ کی طرف سے سزا ملتی ہے۔ مگر ان کے یہ سارے قاعدے و قوانین صرف انسانوں پر ہی جاری ہوتے ہیں، جن فرشتے حیوانات وغیرہا کو ان سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ان پر ان کی کوئی سلطنت نہیں، اور پھر یہ سارے آداب اس وقت تک رہتے ہیں جب تک بادشاہ زندہ ہے، اس کی آنکھ بند ہوئی وہ دربار بھی ختم، سارے آداب بھی فنا، اب نیا دربار اور نئے قاعدے۔

لیکن اس آسمان کے نیچے ایک ایسا دربار بھی ہے جس کے آداب اور جس میں حاضر ہونے کے قاعدے، سلام و کلام کرنے کے طریقے خود رب تعالیٰ نے بیان

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا اداری
ترجمہ: جس قدر کمالات انبیاء سابقین کی ذوات مقدسہ میں ودیعت فرمائے گئے تھے وہ سب بلکہ ان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف میں موجود، یعنی جو کچھ تمام حسین باعتبار مجموعہ کے رکھتے ہیں وہ آپ تہا رکھتے ہیں۔
نوٹ: یہ بیان امام اہل سنت کے رسالہ تجلی الیقین سے ماخوذ ہے جو کہ فتاویٰ رضویہ کی 30 ویں جلد میں موجود ہے۔

آگے نہ بڑھو

تفاسیر میں ہے: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے عید الضحیٰ کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں اور درج ذیل آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر خازن، ج 4، ص 175، دارالکتب العلمیہ، بیروت) تفسیر بغوی، ج 4، ص 251، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر خازن، ج 4، ص 175، دارالکتب العلمیہ، بیروت) تفسیر بغوی، ج 4، ص 252، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿بِأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

(پ 26، سورہ حجرات، آیت 1)

یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہو، نہ قول میں، نہ فعل میں کہ تقدیم کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کے خلاف ہے، بارگاہ رسالت میں نیاز مندی و آداب لازم ہیں۔

(خزائن العرفان، تحت الآیة المذکورہ)

اس آیت پاک کی ایک تفسیر یہ بیان کی گئی قرآن و سنت کے خلاف نہ کرو یعنی قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارو، چنانچہ اس آیت کی تفسیر حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ((لَا تَقُولُوا خِلَافَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ)) ترجمہ: قرآن و سنت کے خلاف نہ کہو۔

(تفسیر ابن کثیر، ج 7، ص 364، دار طیبہ للنشر والتوزیع)

فرمائے ہیں، اپنی مخلوق کو بتائے ہیں کہ اے میرے بندو! جب اس دربار میں آؤ تو ان ان آداب کا خیال رکھنا اور خود فرمایا کہ اگر تم نے اس کے خلاف کیا تو تم کو سخت سزا دی جائے گی، پھر لطف یہ ہے کہ اب وہ شاہی دربار ہماری آنکھوں سے چھپ گیا، اس کی چہل پہل ہماری نگاہوں سے غائب بھی ہوگئی، اس شہنشاہ نے ہم سے پردہ بھی فرمایا، مگر اس کے آداب اب تک وہی باقی ہیں، اس کی شان و شوکت اسی طرح برقرار ہے، پھر اس دربار کے قوانین صرف انسانوں ہی پر جاری نہیں بلکہ وسعت سلطنت کا یہ حال ہے کہ فرشتے بغیر اجازت وہاں حاضر نہ ہو سکیں، جنات جھکتے ہوئے حاضر ہوں، جانور سجدہ کریں، بے جان کنکر اور درخت کلمہ پڑھیں اور اشارہ پڑھوں، چاند سورج اشاروں پر چلیں، اشارہ ابرو سے بادل آکر برسیں اور دوسرا اشارہ پا کر بادل چھٹ جائیں، غرضیکہ ہر عرشی فرشی اس قاہر حکومت کا بندہ بے زر۔ مسلمانو! معلوم ہے وہ دربار کس کا ہے؟ وہ دو جہاں کے مختار، حبیب کردگار، کونین کے شہنشاہ، دارین کے مالک و مولیٰ، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے، مسلمانو! آؤ ہم تم کو قرآن کی سیر کرائیں اور دکھائیں کہ اس نے اس سچے شہنشاہ کو، کونین کے دولہا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے کیا آداب سکھائے۔

(سلطنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از مفتی احمد یار خان نعیمی، ص 3، 4، قادری پبلشرز، لاہور)

سورہ حجرات کی ابتداء میں حافظ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے:

”هَذِهِ آدَابٌ، أَدَبَ اللَّهِ بِهَا عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِينَ فِيمَا يُعَامِلُونَ بِهِ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ التَّوْقِيرِ وَالِاحْتِرَامِ وَالتَّبَجِيلِ وَالْبِعْظَامِ“ ترجمہ: یہ آداب ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان والے بندوں کو سکھائے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر، احترام، تکریم اور تعظیم کس انداز میں کریں۔

(تفسیر ابن کثیر، ج 7، ص 364، دار طیبہ للنشر والتوزیع)

یہ روایت کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ صحیح بخاری میں بھی ہے۔

(صحیح بخاری، باب علامات النبوة فی الاسلام، ج 4، ص 201، دارطوق النجاة)

صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ صحیح فرماتے ہیں: ”اس آیت میں حضور کا اجلال و اکرام و ادب و احترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلمات ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القاب عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو کہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

(خزائن العرفان، تحت الآیة المذکورہ)

پردہ فرمانے کے بعد بھی

تفسیر ابن کثیر میں ہے: ”وَقَالَ الْعُلَمَاءُ: يُكْرَهُ رَفْعُ الصَّوْتِ عِنْدَ قَبْرِهِ، كَمَا كَانَ يُكْرَهُ فِي حَيَاتِهِ؛ لِأَنَّهُ مُحْتَرَمٌ حَيًّا وَفِي قَبْرِهِ، صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ دَائِمًا“ ترجمہ: علماء کرام نے فرمایا: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس آواز بلند کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے جیسا کہ حیات ظاہری میں مکروہ تھا کیونکہ ان کا احترام حیات ظاہری میں بھی ہے اور قبر انور میں بھی، اللہ تعالیٰ کا ان پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام ہو۔

(تفسیر ابن کثیر، ج 7، ص 368، دارطیبہ للنشر والتوزیع)

حافظ ابن کثیر نے مذکورہ بالا قول نقل کرنے سے پہلے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ نقل فرمایا، جو کہ صحیح بخاری میں بھی ہے، حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں: ((كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: أَذْهَبُ فَأْتِنِي بِهِدْيَيْنِ، فَجَنَّتَهُ بِهِمَا، قَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ قَالَا: مِنَ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمْ، تَرَفَعَانِ أَصْوَاتَكُمْ

آوازیں اونچی نہ کرو

ایک صحابی جن کا نام قیس بن ثابت بن شماس تھا وہ کچھ اونچا سنتے تھے، جب بارگاہ رسالت میں ہوتے تو بات کرتے ہوئے ان کی آواز اونچی ہو جاتی، بھلا رب کو یہ کب منظور تھا کہ کوئی میرے حبیب کے حضور بلند آواز سے بولے۔ رب کائنات قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے، اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلا تے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

(پ 26، سورہ حجرات، آیت 2)

تفسیر میں ہے: ”حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی انہیں ثقل سماعت تھا اور آواز ان کی اونچی تھی، بات کرنے میں آواز بلند ہو جاتا کرتی تھی، جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ میں اہل نار سے ہوں، حضور نے حضرت سعد سے ان کا حال دریافت فرمایا، انھوں نے عرض کیا کہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی، پھر آ کر حضرت ثابت سے اس کا ذکر کیا، ثابت نے کہا، یہ آیت نازل ہوئی اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جھنجھی ہو گیا، حضرت سعد نے یہ حال خدمت اقدس میں عرض کیا تو حضور نے فرمایا کہ وہ اہل جنت سے ہیں۔“

(تفسیر بغوی، ج 4، ص 253، دار احیاء التراث العربی، بیروت، تفسیر خازن، ج 4، ص 176، دار الکتب)

فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ترجمہ: میں مسجد نبوی میں بیٹھا تھا کہ کسی شخص نے مجھ کنکری ماری، میں نے دیکھا تو وہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، انہوں نے مجھے فرمایا کہ جاؤ اور ان دو آدمیوں کو میرے پاس لے آؤ، میں ان دونوں کو لے کر حاضر ہو گیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: تم دونوں کا تعلق کہاں سے ہے، انہوں نے جواب دیا: ہم اہل طائف سے ہیں، فرمایا: اگر تم یہاں کے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا کہ تم دونوں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی مسجد میں آوازوں کو بلند کرتے ہو۔ (صحیح بخاری، ج 1، ص 101، دار طوق النجاة)

امام مالک اور ابو جعفر منصور

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابو جعفر منصور بادشاہ کو مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ارشاد فرمایا: ”یا امیر المؤمنین لا ترفع صوتک فی هذا المسجد فان اللہ عزوجل ادب قوما فقال: ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ الآية و مدح قوما فقال: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ﴾ الآية و ذم قوما فقال: ﴿إِنَّ الَّذِينَ ينادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ﴾ الآية وان حرمتہ میتا کحرمتہ حیا فاستکان لها ابو جعفر وقال یا ابا عبد اللہ استقبل القبلة و ادعوا ام استقبل رسول اللہ؟ فقال ولم تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک و وسیلة ابیک آدم علیہ السلام الی اللہ تعالیٰ یوم القیامة بل استقبله و استشفع به فیشفعه اللہ عزوجل“ ترجمہ: اے مسلمانوں کے امیر! اس مسجد میں آواز بلند نہ کر کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھایا اور فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ (پ 26، الحجرات، آیت 2)

اور ایک جماعت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (پ 26، الحجرات، آیت 3)

اور ایک جماعت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ (پ 26، الحجرات، آیت 4)

بے شک بعد از وصال حضور صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی عزت ایسی ہے جیسی آپ کی حیات ظاہری میں تھی۔ (یہ سن کر) ابو جعفر نے فروتنی (عاجزی) کا اظہار کیا اور کہا اے ابو عبد اللہ (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت)! قبلہ رو ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف رخ کروں؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! تو حضور صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے کیوں رخ پھیرتا ہے؟ حالانکہ حضور صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قیامت کے دن بارگاہ الہی عزوجل میں تیرے اور تیرے جد امجد آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہیں، تو حضور صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف رخ کرو اور شفاعت کی درخواست کر، اللہ تعالیٰ تیرے لئے شفاعت قبول فرمائے گا۔

(الشفاء، الباب الثالث حرمتہ و توقیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 2، ص 92، دار الفیحاء، عمان)

جو آوازیں پست رکھتے ہیں

تفاسیر میں ہے: آیه ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ

پھر انہیں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب سکھایا: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ 26، سورہ حجرات، آیت 5)

”راعنا“ نہ کہو

تفاسیر میں ہے: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے: ”راعنا یا رسول اللہ“ اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے، یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوء ادب (بے ادبی) کے معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا، حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنان خدا! تم پر اللہ کی لعنت، اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اس کی گردن مار دوں گا، یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ آیت نازل ہوئی جس میں ”راعنا“ کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ ”انظرننا“ کہنے کا حکم ہوا۔

(تفسیر بیغوی، تحت الآیة المذکورہ، ج 1، 152، دار احیاء التراث العربی، بیروت) تفسیر نیشاپوری، تحت الآیة المذکورہ، ج 1، ص 354، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

خالق کائنات نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ترجمہ

عالمی جنہا اور بعض اور صحابہ نے بہت احتیاط لازم کر لی اور خدمت اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے، ان حضرات کے حق میں درج ذیل آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر بیغوی، ج 4، ص 254، دار احیاء التراث العربی، بیروت) تفسیر قرطبی، ج 16، ص 308، دارالکتب المصریہ، القاہرہ) تفسیر بیضاوی، ج 5، ص 133، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغْضُونَ أَسْوَأَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بے شک وہ جو اپنی آوازیں پس کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (پ 26، سورہ حجرات، آیت 3)

جو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں

تفاسیر میں ہے: بنو نسیم کے کچھ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوپہر کے وقت پہنچے جب کہ حضور آرام فرما رہے تھے، ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا شروع کیا، حضور تشریف لے آئے، ان لوگوں کے حق میں درج ذیل آیت نازل ہوئی اور اجمال شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمایا گیا کہ بارگاہ اقدس میں اس طرح پکارنا جہل و بے عقلی ہے۔

(تفسیر قرطبی، ج 16، ص 309، دارالکتب المصریہ، القاہرہ) تفسیر بیضاوی، ج 5، ص 134، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

رب العالمین جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ﴿إِنَّ الَّذِينَ ينادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ ترجمہ: ترجمہ کنز الایمان: بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

(پ 26، سورہ حجرات، آیت 4)

پر درج ذیل آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(تفسیر طبری، تحت الآیة المذكورہ، ج 20، ص 305، مؤسسة الرسالہ، بیروت) تفسیر بغوی، تحت الآیة المذكورہ، ج 3، ص 657، دار احیاء التراث العربی، بیروت) زاد المسیر فی علم التفسیر، تحت الآیة المذكورہ، ج 3، ص 478، دارالکتب العربی، بیروت)

یہ روایت بخاری و مسلم میں بھی ہے۔

(صحیح بخاری، باب قوله: لا تدخلوا بیوت النبی الخ، ج 6، ص 118، دار طوق النجاة صحیح مسلم، باب زواج زینب بنت جحش، ج 2، ص 1050، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَظِيرِ بْنِ إِيَّاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تگو، ہاں! جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ۔

(پ 22، سورة الاحزاب، آیت 53)

اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں دعوت کھانے کے آداب یہ ہیں کہ کھانا پکنے سے پہلے نہ پہنچو اور جب کھانا کھا چکو تو اس کے بعد وہاں نہ بیٹھو۔ اس کی وجہ قرآن بیان فرمایا رہا ہے: ﴿إِنَّ ذَلِكَ كَمَا كَانَ يُؤْذَى النَّبِيُّ فَيَسْتَحِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحِي مِنَ الْحَقِّ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔

(پ 22، سورة الاحزاب، آیت 53)

پہلے صدقہ دو

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب اغنیاء نے عرض و معروض کا سلسلہ

کنز الایمان: اے ایمان والو! راعننا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (پ 1، سورة البقرة، آیت 104)

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع۔

(خزائن العرفان، تحت الآیة المذكورہ)

اور فرمایا جا رہا ہے کہ ہم تن گوش ہو جاؤ تا کہ یہ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے کہ حضور توجہ فرمائیں کیونکہ دربار نبوت کا یہی ادب ہے۔

(خزائن العرفان، تحت الآیة المذكورہ)

”لِلْكَافِرِينَ“ میں اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی کفر

ہے۔ (خزائن العرفان، تحت الآیة المذكورہ)

باتوں میں دل نہ بہلاؤ

تفاسیر میں ہے: جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے نکاح کیا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو جماعتیں باری باری آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہو کر چلی جاتی تھیں، آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت دیر تک ٹھہرے رہے، مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کر سکے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے اور دورہ فرما کر تشریف لائے، اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے حضور پھر واپس ہو گئے یہ دیکھ کر وہ لوگ روانہ ہوئے تب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا۔ اس

بلانے پر حاضر ہو جاؤ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا
لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو!
اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں
جو تمہیں زندگی بخشنے گی۔

(پ9، سورة الانفال، آیت 24)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((اِنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى اَبِيْ بِنِ كَعْبٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا
اَبِيْ وَهُوَ يَصَلِّيْ، فَالتَفَتَ اَبِيْ وَلَمْ يَجِبْهُ، وَصَلَّى اَبِيْ فَنَخَفَ، ثُمَّ اَنْصَرَفَ اِلَى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، مَا مَنَعَكَ يَا اَبِيْ اَنْ تُجِيبَنِيْ اِذْ دَعَوْتُكَ فَقَالَ: يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: اَفَلَمْ تَجِدْ فِيمَا اُوْحِيَ اِلَيَّْ اَنْ
﴿اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ قَالَ: بَلَى وَلَا اَعُوْدُ اِنْ
شَاءَ اَللّٰهُ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
طرف تشریف لے گئے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکارا: اے ابی! وہ نماز
پڑھ رہے تھے، انہوں نے التفات کیا مگر جواب نہ دیا، مختصر طریقہ پر نماز مکمل کی اور
بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے، عرض کیا: السلام عليك يا رسول الله - رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وعليك السلام، اے ابی! ہم نے تمہیں پکارا تھا تو کس
چیز نے جواب دینے سے روکا، عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نماز میں تھا،
فرمایا: کیا مجھ پر جو جی کیا گیا تم اس میں یہ نہ پایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا
لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو!

دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقرا کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو
(قرآن مجید میں) عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا
حکم دیا گیا اور اس حکم پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا، ایک دینار صدقہ
کر کے دس مسائل دریافت کئے۔۔۔۔۔ جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان
سوالوں سے فارغ ہو گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(تفسیر مدارک تحت الآیة المذکورہ، ج3، ص450، دارالکلم الطیب، بیروت) تفسیر خازن، تحت
الآیة المذکورہ، ج4، ص263، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُجِئُكُمْ
الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو جب تم
رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔

(پ28، سورة المجادلة، آیت 12)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ آیت مذکورہ کے تحت فرماتے ہیں: ”سبحان
اللہ، اگر رب سے عرض و معروض کرنا ہو یعنی نماز پڑھنا ہو تو وضو کرنا کافی ہے، مگر رب
کے محبوب علیہ السلام سے عرض کرنا ہو تو پہلے صدقہ و خیرات کرو، اس سے دو فائدے
حاصل ہوئے، ایک یہ کہ پابندی لگانے سے غریب مسلمانوں کو بھی بارگاہ میں کچھ
عرض کرنے کا موقع مل جائے گا، دوسرے یہ کہ دل میں اس بارگاہ کا ادب بیٹھ جائے
گا، جو چیز کچھ خرچ اور محنت سے حاصل ہو اس کی وقعت ہوتی ہے، اگرچہ یہ آیت
کریمہ بعد کو منسوخ ہو گئی، مگر بارگاہ رسالت کی شان کا پتہ لگ ہی گیا، اپنے محبوب کو مکہ
معظمہ میں نہ رکھا بلکہ وہاں سے تین سو میل کے فاصلہ پر مدینہ منورہ میں رکھا تا کہ کوئی
شخص حج کے طفیل زیارت نہ کرے، بلکہ زیارت پاک کے لیے علیحدہ سفر کر کے حاضر
ہوتا کہ اس کو زیارت کی قدر ہو۔“

(سلطنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ص9، قادری پبلشرز، لاہور)

اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔ عرض کیا: کیوں نہیں، اس کے بعد ان شاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔

(جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل فاتحة الكتاب، ج 5، ص 155، مصطفیٰ البابی الحلبي، مصر ☆
مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ، ج 15، ص 201، 200، مؤسسة الرسالہ، بیروت ☆ تفسیر
طبری، تحت الآیة المذكورہ، ج 13، ص 463، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

ابوسعید بن معلی سے مروی ہے فرماتے ہیں: ((كُنْتُ أَصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ أَصَلِّي، فَقَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ: ﴿اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾)) ترجمہ: میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا میں نے جواب نہ دیا، (یہاں تک کہ نماز مکمل کی، پھر میں حاضر ہوا)، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔

(صحیح بخاری، باب ماجاء فی فاتحة الكتاب، ج 6، ص 17، دار طوق النجاة ☆ مسند احمد بن حنبل، حدیث سعید بن المعلی، ج 24، ص 506، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

نام اقدس سے ندا کرنا منع ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نام اقدس سے ندا کرنا منع ہے، لہذا جب بھی ندا کی جائے تو یا محمد نہ کہا جائے بلکہ یوں عرض کیا جائے: یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا نبی اللہ وغیرہا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ ترجمہ: کنز الایمان: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا جو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

(پ 18 سورة النور، آیت 63)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

((كَانُوا يَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَهَاهُمْ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ، إِعْظَامًا لِنبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ)) ترجمہ: لوگ ”یا محمد، یا ابا القاسم“ کہا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی خاطر انہیں اس سے منع کیا، لہذا (اس آیت کے نزول کے بعد) وہ یوں عرض کرتے ہیں: یا نبی اللہ، یا رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الاول، ج 1، ص 43، دارالنفائس، بیروت)
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: ((عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾، قَالَ: لَا تَقُولُوا: يَا مُحَمَّدُ! وَلَكِنْ قُولُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ)) ترجمہ: حضرت علقمہ اور حضرت اسود سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ”یا محمد“ نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہو۔

(دلائل النبوة للبيهقي، باب ماجاء فی تحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج 5، ص 490، دارالكتب العلمية، بیروت)

تفسیر درمنثور میں ہے: ”وأخرج ابن أبي شيبة وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن مجاهد في الآية قال: أمر الله أن يدعوه: يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي لِينٍ وَتَوَاضَعٍ وَلَا يَقُولُوا: يَا مُحَمَّدُ“ ترجمہ: ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم حضرت مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نرمی اور عاجزی سے یا رسول اللہ کہہ کر پکاریں، یا محمد کہہ کر نہ پکاریں۔

(تفسیر درمنثور، ج 6، ص 231، دار الفکر، بیروت)

(3) موائے مبارک

حضرت خالد اور نسطور پہلوان

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں نسطور پہلوان آیا، دونوں کا دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور آپ رضی اللہ عنہ بھی گر گئے، نسطور موقع پا کر آپ کی پشت پر آ گیا، اس موقع پر آپ کی ٹوپی گر گئی، (اس نازک وقت میں) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں سے فرما رہے تھے: میری ٹوپی مجھے دو، اللہ تم پر رحم فرمائے، ایک شخص جو آپ کی قوم بنی مخزوم میں سے تھا، دوڑ کر آیا اور ٹوپی آپ کو دے دی، آپ نے اسے پہن لیا اور نسطور کا مقابلہ کیا، یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا، لوگوں نے بعد میں آپ سے پوچھا: یا ابا سلیمان أنت فی مثل هذا الحال من القتال وأنت تقول قلنسوتی۔ یعنی اے ابوسلیمان! قتال میں ایسی (نازک) حالت میں آپ تھے اور کہہ رہے تھے: میری ٹوپی دو۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کروایا تھا تو میں نے کچھ بال مبارک لے لیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تھا کہ ان بالوں کا کیا کرو گے تو میں عرض کی تھی کہ ان سے برکت حاصل کروں گا اور جنگ میں دشمن کے مقابلے میں ان سے استعانت کروں گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تک یہ تیرے پاس ہوں گے تو ہمیشہ فتح یاب رہے گا لہذا میں نے انہیں اپنی ٹوپی کے اگلے حصے میں رکھ لیا ہے، اور کیوں کہ اس ٹوپی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں جو مجھے جان سے زیادہ محبوب ہیں، ہر جنگ میں ان بالوں کی برکت سے فتح یاب ہوتا ہوں، اس لیے بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو

حضرت مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ”لَا تُسَمُّوهُ إِذَا دَعَوْتُمُوهُ: يَا مُحَمَّدُ، وَلَا تَقُولُوا: يَا بَنَ عَبْدِ اللَّهِ، وَلَكِنْ شَرِّفُوهُ فَقُولُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ“ ترجمہ: جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارو تو نام اقدس کے ساتھ نہ پکارو یعنی ”یا محمد“ نہ کہو، اور ”یا ابن عبد اللہ“ نہ کہو بلکہ تعظیم سے پکارو یعنی یوں عرض کرو: یا نبی اللہ، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(تفسیر ابن کثیر، ج 6، ص 89، دار طیبہ للنشر والتوزیع)

تفسیر خازن میں ہے: ”وَلَا يَنَادُوهُ كَمَا يَنَادِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ بَلْ يَقُولُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ“ ترجمہ: جس طرح ایک دوسرے کو نام سے پکارتے ہو ایسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دامت دو یعنی یا محمد مت کہو بلکہ یوں عرض کرو: یا رسول اللہ، یا نبی اللہ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(تفسیر خازن، ج 4، ص 176، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

کہ ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائے۔

(فتوح الشام للواقدی ملخصاً، الشعار، ج 1، ص 210، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت خالد اور جبلہ بن اسہم

ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑی سی فوج لے کر ملک شام میں جبلہ بن اسہم کی قوم کے مقابلے کے لیے تشریف لے گئے اور ٹوپی گھر بھول گئے، جب مقابلہ ہوا تو رومیوں کا بڑا افسر مارا گیا، اس وقت جبلہ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ مسلمانوں پر یکبارگی سخت حملہ کر دو، حملے کے وقت صحابہ کی حالت نازک ہو گئی، یہاں تک کہ رافع بن عمر طائی نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آگئی، حضرت خالد نے فرمایا: سچ کہتے ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آج وہ ٹوپی گھر بھول آیا ہوں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں۔

ادھر یہ حالت تھی، ادھر اسی رات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو جو اسلامی افواج کے امیر تھے، کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: تم اس وقت سو رہے ہو، اٹھو اور خالد بن ولید کی مدد کو پہنچو، کفار نے ان کو گھیر لیا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت اٹھے اور لشکر میں اعلان کروا دیا کہ فوراً تیار ہو جاؤ! چنانچہ وہ فوراً تیار ہو کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر کی طرف تیزی سے چلے، راستے میں انہوں نے ایک سوار دیکھا جو گھوڑا دوڑائے ہوئے ان کے آگے جا رہا تھا، چند تیز رفتار سواروں کو حکم دیا کہ اس سوار کا حال معلوم کرو، سوار جب قریب پہنچے تو پکار کر کہا کہ اے سوار! ٹھہرو، یہ سنتے ہی وہ ٹھہر گیا، معلوم کیا تو وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے سفر کی وجہ پوچھی تو کہا کہ اے امیر! جب رات کو میں نے سنا کہ آپ نے لشکر اسلام

میں اعلان کروایا ہے کہ خالد بن ولید کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے فوراً تیار ہو جاؤ، تو میں نے خیال کیا کہ وہ کبھی ناکام نہیں ہوں گے کیونکہ ان کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں، لیکن جوں ہی میں نے دیکھا تو میری نظر ان کی ٹوپی پر پڑی جس میں موئے مبارک تھے، اسے وہ ادھر ہی بھول گئے ہیں تو مجھے نہایت افسوس ہوا اور اسی وقت ٹوپی لے کر چل پڑی کہ اس کو ان تک پہنچا دوں، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا تمہیں برکت دے، چنانچہ وہ بھی لشکر کے ساتھ شامل ہو گئیں، حضرت رافع بن عمیرہ جو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے، فرماتے ہیں کہ حالت یہ تھی کہ ہم اپنی زندگیوں سے بالکل مایوس ہو گئے تھے کہ اچانک تکبیر کی آواز آئی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آواز کہاں سے آئی ہے، جب نظر پڑی تو کیا دیکھتے ہیں کہ رومیوں کا ایک گروہ بدحواس ہو کر بھاگ رہا ہے اور اس کے پیچھے چند سوار آرہے ہیں، حضرت خالد گھوڑا دوڑا کر ایک سوار کے قریب پہنچے اور پوچھا: اے جوان مرد سوار! تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اے ابوسلیمان! میں آپ کی بیوی ام تمیم ہوں، تمہاری مبارک ٹوپی لے کر آئی ہوں جس کی برکت سے آپ دشمنوں پر فتح پاتے ہیں، خدا کی قسم، آپ اسی وجہ سے اسے بھول آئے کہ یہ مصیبت آپ پر آئی تھی، الغرض وہ ٹوپی انہوں نے دی اور حضرت خالد نے اس کو پہن لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں سے بجلی کی طرح ایک نور نکلا، راوی کہتے ہیں کہ حضرت خالد نے ٹوپی پہن کر جب کفار پر حملہ کیا تو لشکر کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہو گئی۔

(فتوح الشام للواقدی ملخصاً، جبلہ یحارب خالداً، ج 1، ص 116، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت خالد بن ولید کے پاس بال مبارک

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

طرف کے بالوں کو لینے کے لیے جلدی کی تو میں نے سر مبارک کے اگلے حصے کے بالوں کی طرف سبقت کی اور لے کر اپنی اس ٹوپی میں رکھ لیے، میں نے جس جنگ میں بھی اس ٹوپی کے ساتھ شرکت کی ہے مجھے فتح ملی ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ذکر مناقب خالد ابن ولید، ج 3، ص 338، دارالکتب العلمیہ، بیروت) (دلائل النبوة للبیہقی، باب ماجاء فی قلنسوة خالد بن ولید، ج 6، ص 249، دارالکتب العلمیہ، بیروت) (دلائل النبوة لابی نعیم، شعر الرسول الموجود فی قلنسوة خالد بن ولید، ج 1، ص 444، دارالفائس، بیروت)

الشفاللقاضی عیاض میں ہے: ((وَكَاثَتْ شَعْرَاتُ مِنْ شَعْرَةٍ فِي قَلَنْسُوَةِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَلَمْ يَشْهَدْ بِهَا قِتَالًا إِلَّا رُزِقَ النَّصْرَ)) ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے اس کے کچھ بال مبارک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں تھے، وہ اس ٹوپی کے ساتھ جس جنگ میں بھی شریک ہوئے انہیں فتح حاصل ہوئی۔

(الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل الثالث والعشرون فی کرمانتہ، ج 1، ص 637، دارالفتح، عمان)

شہادت کے ساتھ حملہ

شفاشریف میں ہے: ((وَكَاثَتْ فِي قَلَنْسُوَةِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ شَعْرَاتُ مِنْ شَعْرَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَسَقَطَتْ قَلَنْسُوَتُهُ فِي بَعْضِ حُرُوبِهِ فَشَدَّ عَلَيْهَا شَدَّةً أَنْكَرَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثْرَةَ مَنْ قُتِلَ فِيهَا. فَقَالَ: لَمْ أَفْعَلْهَا بِسَبَبِ الْقَلَنْسُوَةِ، بَلْ لِمَا تَضَمَّنَتْهُ مِنْ شَعْرَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِئَلَّا أُسَلَّبَ بِرَكَتِهَا وَتَقَعَّ فِي أَيْدِي الْمُشْرِكِينَ)) ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں حضور ﷺ کے بال مبارک تھے، کسی جنگ میں ان کی ٹوپی گر گئی، انہوں نے ٹوپی کو پانے کے لیے شدت کے ساتھ حملہ کیا، صحابہ کرام علیہم السلام نے اس حملہ میں زیادہ لوگوں کے قتل ہونے کی وجہ سے اس پر انکار کیا (کہ یہ آپ نے اچھا نہیں

((اعْتَمَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمَرَةَ اعْتَمَرَهَا، فَحَلَقَ شَعْرَهُ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ إِلَى شَعْرِهِ فَسَبَقْتُ إِلَى النَّاصِيَةِ فَأَخَذْتُهَا، فَاتَّخَذْتُ قَلَنْسُوَةً فَجَعَلْتُهَا فِي مَقْدَمَةِ الْقَلَنْسُوَةِ، فَمَا وَجَّهْتُ فِي وَجْهِ إِلَّا فِتْحَ لِي)) ترجمہ: ہم نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا، نبی کریم ﷺ نے حلق کروایا یعنی اپنے مبارک بال اتروائے، لوگوں نے حضور ﷺ کے بال لینے کی طرف جلدی کی، میں نے پیشانی (سر مبارک کے اگلے حصے) کے بالوں کی طرف سبقت کی پس انہیں لے لیا، پھر انہیں اپنی ٹوپی میں رکھ لیا، میں نے انہیں ٹوپی کے آگے والے حصے کی طرف رکھا، پس (ان مبارک بالوں کی برکت سے) میں جس طرف توجہ کی اللہ تعالیٰ نے مجھے فتح عطا فرمائی۔

(مسند ابی یعلیٰ، حدیث خالد ابن ولید، ج 13، ص 138، دارالمأمون للتراث، دمشق) (مغازی الواقدی، حلق شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 3، ص 1108، دارالاعلمی، بیروت)

مبارک بالوں کی برکت سے فتح

حضرت جعفر سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ، فَقَدَ قَلَنْسُوَةَ لَهُ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ فَقَالَ: اطْلُبُوهَا فَلَمْ يَجِدُوهَا، ثُمَّ طَلَبُوهَا فَوَجَدُوهَا، وَإِذَا هِيَ قَلَنْسُوَةُ خَلْقَتُهُ فَقَالَ خَالِدٌ: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ، وَأَبْتَدَرَ النَّاسُ جَوَانِبَ شَعْرِهِ فَسَبَقْتُهُمْ إِلَى نَاصِيَتِهِ فَجَعَلْتُهَا فِي هَذِهِ الْقَلَنْسُوَةِ، فَلَمْ أَشْهَدْ قِتَالًا وَهِيَ مَعِيَ إِلَّا رُزِقْتُ النَّصْرَ)) ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی یرموک والے دن گم ہو گئی، انہوں نے اسے طلب کیا، نہ ملی، پھر طلب کیا تو مل گئی، اور یہ ایک بوسیدہ ٹوپی تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا اور اپنے سر مبارک کا حلق کروایا اور لوگوں نے سر مبارک کے ہر

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حلق کرنے والا آپ کا حلق کر رہا تھا (یعنی سر مبارک کے بال اتار رہا تھا)، اور صحابہ کرام علیہم السلام حضور ﷺ کے ارد گرد طواف کر رہے تھے یعنی گھوم رہے تھے، وہ سب یہی چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہی گرے۔

(صحیح مسلم، باب قرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الناس وتبرکهم بہ، ج 4، ص 1812، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بلکہ خود تقسیم کرنے کا حکم دیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((لَمَّا رَمَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَمَحَ الْجُمُرَةَ وَنَحَرَ نَسْكَهُ وَحَلَقَ نَاقِلَ الْحَالِقِ شَقَّهُ الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَاقِلَهُ الشَّقَّ الْأَيْسَرَ، فَقَالَ: احْلِقْ فَحَلَقَهُ، فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ، فَقَالَ: اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ)) ترجمہ: حج کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے جمرہ کو نکلیا ماریں اور قربانی کی پھر حلق کروایا (اس طرح کہ) حلق کرنے والے کو دائیں طرف والے بال پکڑائے، اس نے مبارک بال اتار دیئے، حضور ﷺ نے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور انہیں وہ مبارک بال عطا فرمادیئے، پھر بائیں طرف والے بال پکڑے اور حلق کرنے والے سے فرمایا: کاٹو، اس نے مبارک بال اتار دیئے، نبی پاک ﷺ نے تقسیم کرنے والے کو عطا فرمادیئے اور ارشاد فرمایا: انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔

(صحیح مسلم، باب بیان ان السنة يوم النحران یرمی ثم ینحرم بحلق الخ، ج 2، ص 948، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

کیا)، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے یہ صرف ٹوپی کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ اس وجہ سے کیا ہے کہ اس ٹوپی میں نبی پاک ﷺ کے مبارک بال ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی برکت مجھ سے چلی جائے اور یہ مشرکین کے ہاتھ لگ جائے۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، الفصل السابع في اعزاز ماله من صلة بالنبي، ج 2، ص 127، دار الفیحاء، عمان)

دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب

صحیح بخاری میں ہے: ((عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبِيدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَمَحَ أَصْبَنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنْسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنْسٍ فَقَالَ: لِأَنَّ تَكُونَ عِنْدِي شَعْرَةً مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) ترجمہ: امام المعمرین امام ابن سیرین تابعی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ہمارے پاس حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک بال ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یا حضرت انس کے گھر والوں سے ملے ہیں۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: میرے پاس رسول کریم ﷺ کے مبارک بال کا ایک بال ہو یہ بات مجھے دنیا و ما فیہا (دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب) سے زیادہ محبوب ہے۔

(صحیح بخاری، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان، ج 1، ص 45، دار طوق النجاة)

صحابہ کا مبارک بالوں کے لیے طواف

صحیح مسلم میں ہے: ((عَنْ أَنْسٍ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَالْحَلَّاقِ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ)) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے

کے سرخ بال مبارک تھے، لوگ اپنے امراض میں ان سے برکتیں حاصل کرتے اور ان کی برکت سے شفا حاصل کرتے تھے، بال مبارک لے کر کسی پانی کے برتن میں رکھتے اور بال مبارک والا پانی پی لیتے جس کی برکت سے انہیں شفا حاصل ہو جاتی۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ نے ان میں سے ایک بال مبارک لیا اور اُسے چاندی کے پیالہ میں رکھ لیا پھر اُس پیالہ کا پانی پیا تو انہیں شفا مل گئی۔

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری، ج 22، ص 49، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((قال لی انس بن مالک: هذه شعرة من شعر رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فضعها تحت لسانی قال: فوضعها تحت لسانه، فدفن وهي تحت لسانه)) ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بوقت وصال) مجھے فرمایا: یہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مبارک بالوں میں سے ایک بال ہے، (جب میں مر جاؤں تو) اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا، (جب ان کا وصال ہو گیا تو) میں نے ان کی زبان مبارک کے نیچے موئے مبارک رکھ دیا، پس انہیں اس حال میں دفن کیا گیا کہ بال مبارک ان کی زبان کے نیچے تھا۔

(میزان الاعتدال، یوسف بن عطیہ البصری الصفار، ج 4، ص 468، دار المعرفہ للطباعة والنشر، بیروت) الاصابة فی تميز الصحابة، انس بن مالک، ج 1، ص 276، دار الکتب العلمیہ، بیروت) التہذیب، من اسمہ یوسف، ج 11، ص 417، مطبعة دائرة المعارف النظامیہ، ہند)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور موئے مبارک

حضرت مکحول کہتے ہیں: ((ولکما حلق النبی رأسه بمنی دفع إلی معاویة

موئے مبارک سے شفا کا حصول

صحیح بخاری میں ہے: ((حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عُمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: أُرْسِلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدْحٍ مِنْ مَاءٍ وَقَبْضِ إِسْرَائِيلَ ثَلَاثَ أَصَابِعَ مِنْ قَصَبَةٍ فِيهِ شَعْرٌ مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ، فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلُجْلِ، فَرَأَيْتُ شَعْرَاتٍ حُمْرًا)) ترجمہ: ہم سے اسرائیل نے بیان کیا: حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موهب فرماتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک چاندی کا پیالہ دے کر بھیجا، اسرائیل (راوی) نے (پیالے کے چھوٹے ہونے کو بیان کرنے کے لئے) تین انگلیاں سیٹھ لیں، اس پیالے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال تھا، جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کچھ ہو جاتا تو وہ ام المؤمنین کے یہاں ایک برتن بھیجتا، میں نے پیالے میں جھانکا تو چند سرخ بال دکھائی دیے۔

(صحیح بخاری، باب ما یذکر فی الشیب، ج 7، ص 160، دار طوق النجاة)

اس حدیث پاک کے تحت عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں ہے: ”ان أم سلمة كان عندها شعرات من شعر النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حمر في شيء مثل الحلجل، وكان الناس عند مرضهم يتبركون بها ويستشفون من بركتها و يأخذون من شعره ويجعلونه في قدح من الماء فيشربون الماء الذي فيه الشعر فيحصل لهم الشفاء، وكان أهل عثمان أخذوا منها شيئاً وجعلوه في قدح من فضة فشربوا الماء الذي فيه فحصل لهم الشفاء“ ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس نلکی کی مثل کسی چیز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں: ”وَرَأَيْتُ أَبِي آخِذًا شَعْرَةً مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُهَا عَلَى فِيهِ يُقْبِلُهَا، وَأَحْسِبُ أَنِّي رَأَيْتُهُ يَضَعُهَا عَلَى عَيْنَيْهِ، وَيَغْمِسُهَا فِي الْمَاءِ، ثُمَّ يَشْرِبُهَا، ثُمَّ يَسْتَشْفِي بِهَا“ ترجمہ: میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ آپ نبی کریم ﷺ کا بال مبارک اپنے ہونٹوں پر رکھتے اور اُسے چوم لیتے۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ میں نے آپ کو آنکھوں پر رکھتے بھی دیکھا ہے۔ اور آپ پانی میں اُسے ڈالتے پھر اُسے پیتے اور شفا حاصل کرتے۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ذکر جلالہ عند العلماء، ج 9، ص 183، دارالکتب العربی، بیروت) مسائل الامام احمد روایۃ ابنہ عبد اللہ، کتابہ التعویذہ للقرع والحمی، ج 1، ص 447، المکتب الاسلامی، بیروت) تاریخ اسلام از ذہبی، حرف الالف، ج 18، ص 80، دارالکتب العربی، بیروت

امام احمد بن حنبل کی وصیت

حنبل کہتے ہیں: ”أَعْطَى بَعْضُ وَلَدِ الْفَضْلِ بْنِ الرَّبِيعِ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ فِي الْحَبْسِ ثَلَاثَ شَعْرَاتٍ، فَقَالَ: هَذِهِ مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَوْصَى أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عِنْدَ مَوْتِهِ أَنْ يُجْعَلَ عَلَى كُلِّ عَيْنٍ شَعْرَةٌ، وَشَعْرَةٌ عَلَى لِسَانِهِ، فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ.“ ترجمہ: فضل بن ربیع کی اولاد میں سے کسی نے ابو عبد اللہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو تین بال دیئے جب امام احمد بن حنبل قید میں تھے، اور کہا کہ یہ نبی پاک ﷺ کا بال مبارک ہے، امام احمد بن حنبل نے اپنے وصال کے وقت وصیت کی کہ ان مبارک بالوں میں سے ایک بال میری ایک آنکھ پر، دوسرا دوسری آنکھ پر اور ایک میری زبان پر رکھ دینا، لہذا ان کے وصال کے بعد ایسا ہی کیا گیا۔

(صفة الصفوة لابن جوزی، احمد بن محمد بن حنبل، ج 1، ص 488، دارالحدیث، مصر) تاریخ اسلام از ذہبی، حرف الالف، ج 18، ص 139، دارالکتب العربی، بیروت) العواصم والقواصم فی الذب عن سنة ابي القاسم، مرضه، ج 4، ص 255، مؤسسة الرسالة للنشر ولتوزيع، بیروت

من شعرة فصانه فلما مات معاوية جعل شعر النبي على عيني) ترجمہ: جب نبی کریم ﷺ نے منیٰ میں اپنے سر مبارک کا حلق کر وایا تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بال مبارک دیئے، جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو (ان کی وصیت کے مطابق) نبی پاک ﷺ کا بال مبارک بال ان کی دونوں آنکھوں پر رکھے گئے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر، معاویہ بن صخر ابی سفیان، ج 59، ص 97، دارالفکر للطباعة والنشر والتوزيع، بیروت) الآلیء المصنوعه، کتاب المناقب، ج 1، ص 386، دارالکتب العلمیہ، بیروت) المغنی لابن قدامہ، فصل شعر آدمی طاہر، ج 1، ص 59، مکتبۃ القاہرہ

حضرت عمر بن عبد العزیز کی وصیت

حضرت عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ کہتے ہیں: ”أَوْصَى عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عِنْدَ الْمَوْتِ فَدَعَا بِشَعْرٍ مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَظْفَارٍ مِنْ أَظْفَارِهِ وَقَالَ: إِذَا مُتُّ فَخُذُوا الشَّعْرَ وَالْأَظْفَارَ ثُمَّ اجْعَلُوهُ فِي كَفَنِي. فَفَعَلُوا ذَلِكَ.“ ترجمہ: حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال کے وقت وصیت کی، انہوں نے نبی پاک ﷺ کے کچھ بال مبارک اور کچھ ناخن مبارک منگوائے اور فرمایا: جب میں مرجاؤں تو یہ بال اور ناخن میرے کفن میں رکھ دینا لہذا لوگوں نے ان کے وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا۔

(طبقات ابن سعد، عمر بن عبد العزیز، ج 5، ص 318، دارالکتب العلمیہ، بیروت) تہذیب الاسماء واللغات للتوئی، باب عمرو، ج 2، ص 24، دارالکتب العلمیہ، بیروت) سیر اعلام النبلاء، عمر بن عبد العزیز، ج 5، ص 143، مؤسسة الرسالة، بیروت

امام احمد بن حنبل اور مومئے مبارک

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے عبد اللہ اپنے والد امام احمد بن حنبل رحمۃ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((سمعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو أخذ شعرة يقول: من آذى شعرة من شعری فالجنة عليه حرام)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بال مبارک پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: جس نے میرے ایک بال کو (بھی) اذیت پہنچائی اس پر جنت حرام ہے۔

(کنز العمال، معجزاتہ و اخبارہ بالغیب، ج 12، ص 349، موسسة الرسالہ، بیروت)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((حدثني رسول

الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو أخذ بشعرة فقال: من آذى شعرة منى فقد آذنى ومن آذنى فقد آذى الله ومن آذى الله لعنه الله ملء السماء وملء الأرض، لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال مبارک پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے کہ جس نے میرے ایک بال کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی تو اس پر آسمان بھر اور زمین بھر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا نہ کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ کوئی نفل۔

(کنز العمال، معجزاتہ و اخبارہ بالغیب، ج 12، ص 349، موسسة الرسالہ، بیروت)

جس نے موئے مبارک کا ادب کیا

بلخ کا ایک تاجر تھا جو بہت دولت مند تھا، مال و دولت کے علاوہ اس کے پاس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال مبارک بھی تھے، اس کے دو لڑکے تھے، جب اس تاجر کا انتقال ہو گیا تو کل مال دونوں لڑکوں نے آپس میں تقسیم کیا، جب ایک ایک بال دونوں لڑکوں نے لے لیا تو بڑا لڑکا بولا کہ تیسرے بال کے دو ٹکڑے

ابن خنزابہ محدث اور موئے مبارک

علامہ ذہبی لکھتے ہیں: "لَمَّا غُسِلَ ابْنُ خِنْزَابَةَ جُعِلَ فِيهِ ثَلَاثُ شَعْرَاتٍ مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ أَخَذَهَا بِمَالٍ عَظِيمٍ" ترجمہ: (بعد وصال) جب (ابو الفضل) ابن خنزابہ محدث کو غسل دیا گیا تو ان کے منہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال مبارک رکھے گئے جو انہوں نے بہت زیادہ مال دے کر حاصل کئے تھے۔

(سير اعلام النبلاء، ابن خنزابہ، ج 12، ص 438، دار الحديث، القاهرة، تذكرة الحفاظ، الطبقة الثالثة عشرة، ج 3، ص 152، دار الكتب العلمية، بيروت)

علامہ ذہبی نے شروع میں ان کا تعارف یوں کروایا: "ابن خنزابہ: الإمام الحافظ الثقة، الوزير الأكمل، أبو الفضل، جعفر بن الوزير أبي الفتح الفضل بن جعفر بن محمد بن موسى بن الحسن بن الفرات البغدادي، نزيل مصر. وُلِدَ ببغداد في ذى الحجة سنة ثمان وثلاث مائة" ترجمہ: ابن خنزابہ: امام، حافظ، ثقہ، الوزير الاكمل ابو الفضل جعفر ابن الوزير ابی الفتح الفضل بن جعفر بن محمد بن موسیٰ بن حسن بن فرات بغدادی، نزیل مصر، 308ھ میں ذی الحجہ کے مہینہ میں بغداد پیدا ہوئے۔ (سير اعلام النبلاء، ابن خنزابہ، ج 12، ص 436، دار الحديث، القاهرة)

جس نے بال مبارک کو اذیت پہنچائی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ آذَى شَعْرَةً مِنْى فَقَدْ آذَانى وَمَنْ آذَانى فَقَدْ آذَى الله)) ترجمہ: جس نے میرے ایک بال کو اذیت پہنچائی تو اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی۔

(جامع صغير، حرف الميم، ج 3، ص 135، دار الفكر، بيروت)

صاحب کی انتہائی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے ان کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا لیکن اس کے بعد جب دوبارہ علوی صاحب امیر حلب کے دربار میں گئے تو امیر نے تیوری چڑھا کر بہت ہی ترش روئی کے ساتھ بات کی اور ان کی طرف سے نہایت ہی بے التفاتی کے ساتھ منہ پھیر لیا۔ علوی صاحب نے اس بے توجہی اور ترش روئی کا سبب پوچھا تو امیر حلب نے کہا کہ میں نے لوگوں کی زبانی یہ سنا ہے کہ تم جو موئے مبارک میرے پاس لائے تھے ان کی کچھ اصل اور کوئی سند نہیں ہے۔ علوی صاحب نے کہا کہ آپ ان مقدس بالوں کو میرے سامنے لائیے۔ جب وہ آگئے تو انہوں نے آگ منگوائی اور موئے مبارک کو دکھتی ہوئی آگ میں ڈال دیا پوری آگ جل جل کر راکھ ہو گئی مگر موئے مبارک پر کوئی آنچ نہیں آئی بلکہ آگ کے شعلوں میں موئے مبارک کی چمک دمک اور زیادہ نکھر گئی۔ یہ منظر دیکھ کر امیر حلب نے علوی صاحب کے قدموں کا بوسہ لیا اور پھر اس قدر انعام و اکرام سے علوی صاحب کو نوازا کہ اہل دربار ان کے اعزاز و وقار کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔“

(نسیم الریاض شرح الشفاء، باب المعجزات، فصل فی کراماتہ، جلد 3، صفحہ 132، مطبوعہ ملتان، سیرت مصطفیٰ، معجزات کا بیان، ص 19-818، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کیا پتہ یہ بال حضور ﷺ کے ہیں یا نہیں؟؟؟ یہ انداز باعثِ محرومی ہے، یاد رہے کہ موئے مبارک ہو یا کوئی اور تبرک اس کے لیے حضور ﷺ کی طرف نسبت کا مشہور و معروف ہونا کافی ہے، باقاعدہ سند کی حاجت نہیں۔

اعلیٰ حضرت کی نصیحت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ عجلہ فرماتے ہیں: ”ایسی جگہ ثبوت یقینی

کر کے اسے بھی تقسیم کیا جائے، اس پر چھوٹے لڑکے نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز گوارا نہیں کروں گا کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک بال کے ٹکڑے کیے جائیں، اس پر بڑا لڑکا بولا کہ اگر تمہیں موئے مبارک سے ایسی ہی محبت ہے تو ایسا کرو کہ اپنے حصے کی سب دولت مجھے دے دو اور تینوں موئے مبارک تم لے لو، چھوٹا لڑکا اس تبادلہ پر خوشی خوشی راضی ہو گیا، اور اپنا مال دے کر حضور ﷺ کے مبارک بال لے لیے۔ اب چھوٹے لڑکے کا یہ معمول ہو گیا کہ حضور ﷺ کے مبارک بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے درود شریف پڑھتا، ساتھ ساتھ کاروبار بھی شروع کیا، موئے مبارک کی برکت سے روز بروز اس کے مال میں اضافہ ہونے لگا اور دوسری طرف بڑے لڑے کا مال روز بروز گھٹنے لگا۔ زندگی گزرتی گئی، کچھ عرصہ بعد چھوٹے لڑکے کا انتقال ہو گیا، اس زمانے کے ایک بزرگ کو حضور سید عالم ﷺ کی زیارت ہوئی، حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: لوگوں سے کہہ دو کہ جس کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو وہ اس تاجر کی قبر پر جائے اور حاجت کے لیے دعا کرے، اس کی حاجت پوری ہوگی۔ اس واقعے کے بعد لوگوں میں اس لڑکے کے مزار کی بڑی عظمت ہو گئی اور لوگ وہاں جانے لگے، یہاں تک کہ اس مزار کی عزت ہوئی کہ بڑے بڑے لوگ بھی وہاں سے سوار ہو کر نہیں گزرتے تھے بلکہ ادب کی وجہ سے سواری سے اتر کر پیدل چلتے تھے۔

(باب النسیم علی نفعات الصلوٰۃ التسلیم از سید حسن بن نبیہ حسن مدرس مدرسۃ دیوبند، ص 32، نزہۃ المجالس ومنتخب النفاث، باب فضل الصلوٰۃ ولتسلیم، ج 2، ص 86، المطبوعہ الکاسٹلیہ، مصر)

عدیم بن طاہر علوی کے پاس چودہ موئے مبارک تھے انہوں نے ان کو امیر حلب کے دربار میں پیش کیا۔ امیر حلب نے خوش ہو کر اس مقدس تحفہ کو قبول کیا اور علوی

(4) صحابہ کرام اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

قیامت کی تیاری

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ)) یعنی ایک صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہوئے عرض کیا: ((مَتَى السَّاعَةُ؟)) یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا)) یعنی تم نے قیامت کی کیا تیاری کی ہے؟ اس صحابی نے عرض کی: ((لَا شَيْءَ، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) یعنی اس کے سوا کچھ تیاری نہیں کی کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) یعنی تم اطمینان رکھو کہ جس کے ساتھ محبت کرتے ہو قیامت والے دن اسی کے ساتھ ہو گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((فَمَا فَرَحْنَا بِشَيْءٍ، فَرَحْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) یعنی ہمیں کسی چیز سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے سے ہوئی کہ تم جس سے محبت کرتے ہو قیامت کے دن اس کے ساتھ ہو گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں: ((فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحَبِي إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ

یا سند محمد ثانیہ کی اصلاً حاجت نہیں اس کی تحقیق و تنقیح کے پیچھے پڑنا اور اس کے تعظیم و تبرک سے باز رہنا سخت محرومی کم نصیبی ہے، ائمہ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے اس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے۔ امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں: من اعظامه و اکباره صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعظام جميع اسبابه و اکرام مشاهدته و امکنته من مكة و المدينة و معاہدته و مالمسه علیہ الصلوٰۃ و السلام او اعرف به - ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علاقہ رکھنے والی تمام چیزیں، آپ کے متبرک مقامات، مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے وہ تمام مقامات جن کو آپ سے نسبت ہے نیز جن مقامات پر آپ نے بیعت فرمایا اور جن چیزوں کو آپ نے چھوا اور آپ کے نام پاک سے جو اشیا پہچانی جاتی ہوں۔ ان سب اشیا کا احترام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تکریم ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 13-412، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

((وَاللَّهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدُهُ)) ترجمہ: خدا کی قسم، وہ بگم نہیں پھینکتے مگر وہ ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرئی ہے اور وہ اس کو اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے۔

((وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ)) ترجمہ: جب وہ انہیں کوئی حکم کرتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کرنے میں بہت جلدی کرتے ہیں۔

((وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَيَّ وَضُؤِيهِ)) ترجمہ: اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی پر وہ اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لڑ مریں گے۔

((وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحَدِّثُونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ)) ترجمہ: جب وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کلام کرتے ہیں تو سب اپنی آوازوں کو پست کر لیتے ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر کی وجہ سے کوئی ان کی طرف تیز نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔

(صحیح بخاری، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اہل الحرب، ج 3، ص 193، مطبوعہ دارطوق النجاة)

مبارک بالوں کے لیے طواف

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حلق کرنے والا آپ کا حلق کر رہا تھا (یعنی سر مبارک کے بال اتار رہا تھا)، اور صحابہ کرام علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرد طواف کر رہے تھے یعنی گھوم

بیشل اعمالہم)) یعنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں ان سے محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔

(صحیح بخاری، باب مناقب عمر بن الخطاب، ج 5، ص 12، مطبوعہ دارطوق النجاة)

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکر سب کی کھائیں کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائیں کیوں
جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

سنگِ در حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جاچکے دل کو آرام آئے کیوں

میں نے قیصر و کسری کے دربار دیکھے ہیں مگر

عروہ بن مسعود صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ کی طرف سے سفیر بن کر آیا اور حدیبیہ کے میدان سے واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آتا ہے تو جو کچھ دربار رسالت میں دیکھا اسے کفار مکہ کے سامنے یوں کرتا ہے ((أُمِّي قَوْمٌ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَيَّ الْمُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَيَّ قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيَّ، وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يَعْظُمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يَعْظُمُهُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا)) ترجمہ: اے قوم! اللہ کی قسم، میں بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں، میں نے قیصر و کسری اور نجاشی کے دربار بھی دیکھے ہیں، خدا کی قسم میں نے ہرگز کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم اصحاب محمد، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔

فرما ہوں، لہذا (نبی پاک ﷺ نے اپنے غلام کی عرض کو قبول فرمایا اور) اوپر تشریف لے گئے اور حضرت ابو ایوب رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) نیچے شفٹ ہو گئے۔

(صحیح مسلم، باب اباحة اكل الثوم، ج 3، ص 1623، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صحابی نے جنت میں رفاقت مانگی

سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كُنْتُ أَيْبُتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَيْتَهُ بِوَضُوءِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: نَسَلُ (ولفظ الطبرانی فقال يوماً يا ربیعة سلنی فاعطیک رجعنا الی لفظ مسلم) قال فقلت: أسألك مرافقتك فی الجنة. قال: أو غیر ذلك قلت: هو ذاك. قال: فأعنی علی نفسک بكثرۃ السجود)) ترجمہ: میں حضور پر نور سید المرسلین ﷺ رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس رات کو حاضر رہتا، ایک شب حضور کے لیے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمت عالم ﷺ کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی: میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کی: میری مراد تو صرف یہی ہے۔ فرمایا: (ہم نے اپنے کرم سے تمہیں جنت تو عطا کر دی ہے اب تم) اپنے نفس پر کثرت سجد سے میری اعانت کر۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل السجود، ج 1، ص 193، قدیمی کتب خانہ، کراچی) ☆
(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت قیام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اللیل، ج 1، ص 187، آفتاب عالم پریس، لاہور) ☆ (المعجم الکبیر، ج 5، ص 57، 58، المكتبة الفیصلیہ، بیروت)

میں طواف نہیں کروں گا

صلح حدیبیہ کے موقع پر سروردو عالم ﷺ رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت عثمان غنی رضی

رہے تھے، وہ سب یہی چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا بال مبارک کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہی گرے۔

(صحیح مسلم، باب قرب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الناس وتبرکهم به، ج 4، ص 1812، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

میں اس چھت پر نہیں جاسکتا

حضرت ابو ایوب انصاری رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے: ((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَيْهِ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّفْلِ، وَأَبُو أَيُّوبَ فِي الْعُلُوِّ، قَالَ: فَاتَّبَعَهُ أَبُو أَيُّوبَ لَيْلَةً، فَقَالَ: نَمَشِي فَوْقَ رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوا فِي جَانِبِ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: السُّفْلُ أَرَفُّ، فَقَالَ: لَا أَعْلُو سَقِيفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا، فَتَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُلُوِّ، وَأَبُو أَيُّوبَ فِي السُّفْلِ)) ترجمہ: (نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) کے مکان پر قیام فرمایا، (ان کے مکان کی دو منزلیں تھیں)، حضور ﷺ رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) نے اوپر چلنے والی منزل میں جلوہ گر ہوئے اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) نے اوپر چلنے والی منزل پر قیام کر لیا، (رات کو جب سب سو گئے تو) حضرت ابو ایوب رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) کی آنکھ کھل گئی، اور کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) سے اوپر چل پھر رہے ہیں، (یہ سوچتے ہی) آپ اُس جگہ سے ہٹ کر ایک کنارہ میں چلے گئے اور ساری رات ایک کونے میں ہو کر گزار دی، (جب صبح ہوئی تو) نبی پاک ﷺ رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) کی بارگاہ میں سارا ماجرا عرض کیا تو نبی پاک ﷺ رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) نے ارشاد فرمایا کہ مجھے نیچے آسانی ہے، انہوں نے عرض کیا میں اس چھت پر نہیں جاسکتا جس کے نیچے آپ تشریف

کی قسم جتنی شدید محبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کرتے ہیں میں نے نہیں دیکھا کہ ایسی محبت کسی شخص کے اصحاب اس سے کرتے ہوں۔

(مغازی الواقدی، غزوة الرجیع فی صفر، ج 1، ص 362، دارالاعلمی، بیروت)

دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب

صحیح بخاری میں ہے: ((عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبِيدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاهُ مِنْ قَبْلِ أَنْسٍ أَوْ مِنْ قَبْلِ أَهْلِ أَنْسٍ فَقَالَ: لِأَنَّ تَكُونَ عِنْدِي شَعْرَةً مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) ترجمہ: امام المعمرین امام ابن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہمارے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یا حضرت انس کے گھر والوں سے ملے ہیں۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: میرے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہو یہ بات مجھے دنیا و ما فیہا (دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے) سے زیادہ محبوب ہے۔

(صحیح بخاری، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان، ج 1، ص 45، دارطوق النجاه)

بستر پاک اور باپ ناپاک

صلح حدیبیہ کا زمانہ تھا، ابوسفیان ابھی ایمان نہیں لائے تھے، مگر ان کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مسلمان تھیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں، اس زمانے میں ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان مدینہ منورہ آئے، اپنی بیٹی سے ملنے گئے، بستر پر بیٹھنے لگے تو ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر لپیٹ دیا، ابوسفیان نے پوچھا کہ اے بیٹی! یہ بستر

رضی اللہ عنہ کو کفار مکہ کے پاس گفتگو کرنے کے لیے بھیجا تو قریش مکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے ((إِنَّ شِدْتَ أَنْ تَطُوفَ بِالْبَيْتِ، فَطُفِ بِهِ)) ترجمہ: اگر آپ خانہ کعبہ کا طواف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ((مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ حَتَّى يَطُوفَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہیں کریں گے۔

(مسند امام احمد، حدیث المسور بن مخرمه الزہری، ج 31، ص 212، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کفار مکہ کی قید میں تھے، انہوں نے ان کی پھانسی کا اعلان کر دیا، مقررہ وقت پر لوگ دیکھنے کے لیے جمع ہیں ((لَمَّا رَفَعُوا خُبَيْبًا عَلَى الْخَشَبَةِ نَادَوْهُ يُنَاشِدُوهُ أَتَحِبُّ أَنْ مُحَمَّدًا مَكَانَكَ؟)) ترجمہ: جب حضرت خبیب کو تختہ دار پر چڑھایا گیا تو کفار مکہ نے آپ کو پکارتے ہوئے کہا: کیا تم پسند کرتے کہ تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں یعنی ان کو (معاذ اللہ) پھانسی دی جائے اور تمہیں چھوڑ دیا جائے۔ فرمایا: ((لَا وَاللَّهِ الْعَظِيمِ مَا أَحَبُّ أَنْ يَفْدِيََنِي بِشَوْكَةِ يُشَاكُهُا فِي قَدَمِيَّهٖ)) ترجمہ: نہیں! عظمت والے رب کی قسم، میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ مجھے چھوڑ دیا جائے اور اس کے بدلے میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین میں کانٹا بھی چبے۔

(دلائل النبوة للبيهقي، باب غزوة الرجيع، ج 3، ص 324، دارالكتب العلمية، بيروت، مغازی الواقدي، غزوة الرجيع في صفر، ج 1، ص 360، دارالاعلمی، بیروت)

اس پر ابوسفیان (جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) کہنے لگے: ((مَا رَأَيْنَا أَصْحَابَ رَجُلٍ قَطُّ أَشَدَّ لَهُ حُبًّا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ بِمُحَمَّدٍ)) ترجمہ: خدا

شوہر، بھائی اور باپ شہید

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ مِنْ بَنِي دِينَارٍ، وَقَدْ أُصِيبَ زَوْجُهَا وَأَخُوهَا وَأَبُوهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَحَدٍ، فَلَمَّا نَعَوْا لَهَا، قَالَتْ: فَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالُوا: خَيْرًا يَا أُمَّ فُلَانٍ، هُوَ بِحَمْدِ اللَّهِ كَمَا تَحْبِبِينَ، قَالَتْ: أَرُونِيهِ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: فَأَشِيرَ لَهَا إِلَيْهِ، حَتَّى إِذَا رَأَتْهُ قَالَتْ: كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ!)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر (غزوہ احد سے واپسی پر) قبیلہ بنی دینار کی ایک عورت کے پاس سے ہوا، غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس کا شوہر، بھائی اور باپ شہید ہو گئے تھے، جب اسے لوگوں نے اس بات کی خبر دی (کہ تیرا شوہر، بھائی اور باپ شہید ہو گئے ہیں) تو اس نے کہا (یہ بات چھوڑو مجھے یہ بتاؤ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اے ام فلاں! وہ الحمد للہ ٹھیک ہیں جیسا تم چاہتی ہو، وہ کہنے لگی: مجھے ان کی زیارت کراؤ، لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور کہا: آپ سلامت ہیں تو ساری مصیبتیں ہیج ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام، شأن المرأة الدیناریہ، ج 2، ص 99، مصطفیٰ البابی، مصر، شرف المصطفیٰ، باب ماخص به النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 4، ص 145، دار البشائر الاسلامیہ، مکہ، دلائل النبوة للبیہقی، باب ماجری بعد اقباض الحرب، ج 3، ص 302، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الشفا، الفصل الثالث عن السلف والائمة، ج 2، ص 51، دارالفیحاء، عمان)

تم مدینے میں داخل نہیں ہو سکتے

عبداللہ بن ابی بن سلول تمام منافقوں کا سردار تھا، ایک جگہ سے واپسی پر اس

میرے لائق نہیں یا میں اس بستر کے لائق نہیں؟ ام المؤمنین نے جواب دیا: بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ مُشْرِكٌ نَجَسٌ، فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ تَجْلِسَ عَلَيَّ فِرَاشَهُ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور تم مشرک ناپاک آدمی ہو، مجھے یہ پسند نہیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھو۔

(مغازی الواقدی، شان غزوة الفتح، ج 2، ص 792، دارالاعلمی، بیروت، سیرت ابن ہشام، خروج ابی سفیان الی المدینہ، ج 2، ص 396، مصطفیٰ البابی، مصر، دلائل النبوة للبیہقی، جماع ابواب فتح مکہ، ج 5، ص 8، دارالکتب العلمیہ، بیروت، السیرة النبویہ ابن کثیر، ذکر بعثہ الی کسری، ج 3، ص 530، دارالمعرفہ ل للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، تفسیر بغوی، سورۃ النصر، ج 8، ص 568، دارطیبہ للنشر والتوزیع، بیروت، تفسیر خازن، سورۃ النصر، ج 4، ص 488، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ہر مصیبت ہیج ہے اگر وہ سلامت ہیں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((جُنْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: عَلَيْكَ يَا بَنَ عَمِّكَ! فَأَتَى طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ وَقَدْ نَزَفَ الدَّمَ، فَجَعَلَتْ أَنْضَحُ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ وَهُوَ مَغْشَى عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ؟ فَقُلْتُ: خَيْرًا، هُوَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ. قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَهُ جَلَلٌ!)) ترجمہ: غزوہ احد والے دن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: اپنے چچا زاد بھائی (حضرت طلحہ بن عبید اللہ) کے پاس جاؤ، میں حضرت طلحہ کے پاس آیا، ان کے جسم سے بہت خون نکل چکا تھا، (جس کی وجہ سے) ان پر غشی طاری تھی، میں نے ان کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے تو انہیں کچھ آفاقہ ہوا، (ہوش میں آتے ہی) کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا کہ بہتر ہیں، انہوں نے ہی مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے، حضرت طلحہ نے کہا: الحمد للہ، وہ سلامت ہیں تو ہر مصیبت ہیج ہے۔

(مغازی الواقدی، غزوہ احد، ج 1، ص 255، دارالاعلمی، بیروت)

اس نے ایسا کہا پھر مدینے میں داخل ہونے دیا۔

(تفسیر ابن کثیر، سورة المنافقون، ج 8، ص 132، دار طیبہ للنشر و لتوزیع، بیروت)

عبداللہ بن ابی منافق کے اس قول کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے: ﴿يَقُولُونَ لَنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَا الْأَعَزُّ مِنَ الْأَذَلِّ وَ لِلَّهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُولِهِ وَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ لَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ (پ 28، سورة المنافقون، آیت 8)

نماز قربان کردی

حضرت اسمابت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، مقام صہبا میں حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ران پر سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے (ایک روایت میں ہے کہ وحی نازل ہو رہی تھی)، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا نہیں کی تھی، سورج ڈوب رہا تھا، اگر بیدار کرتے ہیں تو نیند میں خلل آتا ہے اور اگر بیدار نہیں کرتے تو نماز عصر قضا ہو جائے گی، بالآخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر حضور ﷺ کی نیند پر قربان کر دی، سورج ڈوب گیا، جب حضور ﷺ نے نماز بیدار ہوئے تو پوچھا: علی نماز عصر ادا کر لی؟ عرض کیا: نہیں، رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ فِي طَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُولِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ، ترجمہ: اے اللہ! بے شک یہ تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں تھا، لہذا سورج کو لوٹا دے۔

سورج واپس لوٹ آیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا کی، پھر

نے یہ کہہ دیا: لَسْنَا رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَا الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلِّ، اگر ہم مدینہ واپس لوٹے تو بڑی عزت والا نہایت ذلت والے کو نکال دے گا، معاذ اللہ اس منافق نے اپنے آپ کو عزت دار اور حضور ﷺ سے بڑھ کر اہم سمجھا کر امام علیہ الرضوہ کو ذلیل کہا، جس وقت اس منافق کے بیٹے حضرت عبداللہ کو اس کی خبر ہوئی جو کہ صادق الایمان مومن تھے، یہ آپ سے باہر ہو گئے اور ننگی تلوار لے کر مدینے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے، جب عبد اللہ بن ابی آیا تو اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ نے کہا: پیچھو ہٹو تم مدینے داخل نہیں ہو سکتے۔ وہ کہنے لگا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ بیٹے نے کہا: خدا کی قسم تم اس وقت تک یہاں سے نہیں گزر سکتے جب تک رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں دیں گے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور تم ذلیل ہو۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کی شکایت کی، تو بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ یہ اس وقت تک نہیں گزرے گا جب تک آپ اجازت نہیں دیں، رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی، تو حضرت عبد اللہ نے اپنے باپ عبد اللہ بن ابی سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی ہے اس لیے اب تم داخل ہو سکتے ہو۔ (تفسیر ابن کثیر، سورة المنافقون، ج 8، ص 132، دار طیبہ للنشر و لتوزیع، بیروت)

ایک روایت میں یوں ہے کہ بیٹے حضرت عبد اللہ نے اپنے باپ عبد اللہ بن ابی سے کہا: وَاللَّهِ لَا تَدْخُلُ الْمَدِينَةَ أَبَدًا حَتَّى تَقُولَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعَزُّ وَأَنَا الْأَذَلُّ۔ خدا کی قسم تم مدینے میں کبھی داخل نہیں ہو سکتے جب تک یہ نہ کہو کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ عزت والا ہے اور میں سب سے زیادہ ذلت والا ہوں۔

ایڑیاں رکھ دیں، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اب اندر تشریف لے آئیں، حضور ﷺ اندر تشریف لائے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے، ابھی حضور ﷺ آرام فرما ہی رہے تھے کہ سوراخ کے اندر سے سانپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر ڈس لیا، مگر آپ نے حرکت نہ کی اور اسی طرح بیٹھے رہے کہ حضور ﷺ کی آنکھ نہ کھل جائے، مگر سانپ کے زہر کی انتہائی تکلیف کے سبب آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے جو حضور نبی کریم ﷺ کی چہرہ اقدس پر گرے اور آپ کی آنکھ کھل گئی اور دریافت فرمایا کہ ابو بکر کیا ہو؟ عرض کیا: لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِي وَاُمِّي، یعنی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے، حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کے زخم پر لگایا تو فوراً تکلیف جاتی رہی۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب ابی بکر، الفصل الثانی، ج 3، ص 1700، المكتبة الاسلامی، بیروت)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں واقعات کو بڑے خوبصورت انداز میں ان اشعار کے اندر بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے صدیق بلکہ غار میں جان ان پدے چکے اور حفظِ جاں تو جان فروغ غر کی ہے ہاں تو نے انہیں جان، انہیں پھیر دی نماز پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں اصل الاصول بندگی اس تا جو رکھی ہے

قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے

ڈوب گیا، حضرت اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: فَرَأَيْتَهَا غَرَبَتْ، ثُمَّ رَأَيْتَهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ، ترجمہ: اسما کہتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہوتے دیکھا پھر دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج دوبارہ طلوع ہو گیا۔

(شرح مشکل الآثار للطحاوی، باب مشکل ماروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - الخ، ج 3، ص 92، مؤسسة الرسالة، بیروت) المعجم الكبير للطبرانی، ام جعفر بن محمد بن جعفر بن ابی طالب، ج 24، ص 144، مكتبة ابن تيمية، القاهرة) مواهب اللدنية، القسم الثالث، ج 2، ص 258، المكتبة التوفيقية، القاهرة) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الثانی عشر، ج 1، ص 548، دار الفیحاء، عمان) شرح الشفاء لملاعلی قاری، ج 1، ص 594، دارالکتب العلمیہ، بیروت) سیرت حلبیہ، باب ذکر الاسراء رد الشمس له صلی اللہ علیہ وسلم، ج 6، ص 485، دارالکتب العلمیہ، بیروت) المقاصد الحسنة، کتاب الفضائل، ج 1، ص 771، دارالکتب العربیہ، بیروت) رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، ج 1، ص 360، دارالفکر، بیروت) تفسیر روح البیان، سورة الاسراء، ج 5، ص 128، دارالفکر، بیروت) تفسیر روح المعانی، صورة، ص 12، ص 186، دارالکتب العلمیہ، بیروت) والمعراج، ج 1، ص 543، دارالکتب العلمیہ، بیروت) شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیہ، باب

جان قربان کر دی

ہجرت کی رات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: وَاللَّهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتَّىٰ ادْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي دُونَكَ، یعنی خدا کی قسم آپ اس وقت تک غار میں داخل نہ ہوں جب تک میں آپ سے پہلے داخل نہ ہوں تاکہ اگر غار میں کوئی (موذی) چیز ہو تو مجھے نقصان پہنچائے، آپ کو نقصان نہ پہنچائے، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں داخل ہوئے، اس کو خوب صاف کیا، غار میں کچھ سوراخ نظر آئے تو ان کو اپنی لنگی سے کپڑا پھاڑ کر بھر دیا، دو سوراخ بچ گئے، ان پر اپنی

ہیں: ((بَيْنَا أَنَا وَأَقْفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ، فَانظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، فَإِذَا أَنَا بَغْلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمَا تَمْنِيَتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعِ مِنْهُمَا، فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ: يَا عَمُّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ: أَخْبَرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا، فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ، فَغَمَزَنِي الْآخَرُ، فَقَالَ لِي مِثْلَهَا، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ، قُلْتُ: أَلَا إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمْمَ الَّذِي سَأَلْتُمَانِي، فَأَبْتَدَرَاهُ بِسَيْفِيهِمَا، فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلَاهُ ثُمَّ أَنْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَاهُ فَقَالَ: أَيُّكُمْمَ قَتَلَهُ؟، قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ: هَلْ مَسَّحْتُمَا سَيْفِيكُمَا؟، قَالَا: لَا، فَانظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ، فَقَالَ: كِلَاكُمَا قَتَلَهُ)) (ترجمہ: غزوہ بدر والے دن میں مجاہدین کی صف میں کھڑا تھا، میری نظر دائیں بائیں پڑی تو میں نے دیکھا کہ میرے دائیں بائیں دو کمن انصاری لڑکے (معاذ اور معوذ) کھڑے ہیں، میں نے تمنا کی کہ کاش میں ان سے زیادہ طاقتوروں کے درمیان ہوتا، ان میں سے ایک نے میری طرف توجہ کی اور مجھ سے پوچھا: اے چچا جان! کیا آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں پہچانتا ہوں بھیجتے! (مگر تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ وہ لڑکا کہنے لگا: مجھے معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو گالیاں دیتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں اس سے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ ہم میں سے کسی کو موت نہ آجائے۔

قسم کھائی ہے مرجائیں یا ماریں گے ناری کو سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

حضرت عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ مجھے تعجب ہوا، دوسرے نے بھی میری طرف متوجہ ہو کر یہی کہا، اس کے بعد ابھی میں نے کچھ کلام نہ کیا تھا کہ میری نظر ابو جہل پر پڑی جو لوگوں میں گھوم رہا تھا، میں نے (اشارہ کرتے ہوئے) کہا کہ یہ تمہارا مطلوبہ شخص (ہدف) ہے جس کے بارے میں تم سوال کر رہے ہو، ان دونوں نے جلدی سے اس پر تلوار سے چھپٹے اور دونوں نے اسے (تلوار سے) مارا اور قتل کر دیا، پھر وہ دونوں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس کے بارے میں بتایا، رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ ان دونوں میں سے ہر ایک کہنے لگا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے، پھر پوچھا: کیا تم دونوں نے اپنے تلواروں کو صاف کر لیا ہے؟ عرض کیا: نہیں، تو رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دونوں کی تلواروں کو دیکھا تو فرمایا: تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے۔

(صحیح بخاری، باب من لم یخمس الاسلاب ومن قتل قتیلًا، ج 4، ص 91، دار طوق النجاة صحیح مسلم، باب استحقاق القاتل سلب القتیل، ج 3، ص 1372، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

جاؤ اور اپنے باپ کو قتل کر دو

حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، تو عرض کی: ((يَا رَسُولَ اللَّهِ، مُرْنِي بِمَا أَحْبَبْتِ، فَلَا أُعْصِي لَكَ أَمْرًا)) (ترجمہ: یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! جو چاہیں مجھے حکم کریں میں آپ کی حکم عدولی نہیں کروں گا یعنی جو فرمائیں گے پورا کروں گا۔

((فَعَجِبَ لِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ غَلَامٌ)) (ترجمہ: نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ان کے اس طرح کہنے سے تعجب ہوا کیونکہ آپ ابھی (کم عمر) لڑکے تھے۔

جس وقت آپ یاد آجاتے ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، وَإِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي، وَإِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَكْدِي، وَإِنِّي لَأَكُونُ فِي الْبَيْتِ فَأَذْكُرُكَ فَمَا أَصْبِرُ حَتَّى آتِيكَ فَانظُرَ إِلَيْكَ فَإِذَا ذَكَرْتُ مَوْتِي وَمَوْتَكَ عَرَفْتُ أَنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَإِنِّي وَإِنْ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ خَشِيتُ أَنْ لَا أَرَاكَ. فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا حَتَّى نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَذِهِ الْآيَةِ ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ ترجمہ: ایک شخص نے رسول اللہ عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم آپ یقیناً میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں، جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آجاتے ہیں تو جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دیکھ نہ لوں قرار نہیں آتا، لیکن اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد جنت میں داخل ہو کر آپ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام میں ہونگے اور میں نیچے درجے میں ہونے کے سبب اندیشہ کرتا ہوں کہ کہیں آپ کو نہ دیکھ سکوں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر ہوئے: ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ

آزمائش کے لیے فرمایا: ((اذهب، فاقْتُلْ أَبَاكَ)) ترجمہ: جاؤ اور جا کر اپنے (مشرک) باپ کو قتل کر دو۔

راوی کہتے ہیں: ((فَخَرَجَ مُؤَلِّيًا لِيَفْعَلَ فِدَاعًا)) ترجمہ: وہ اس کام کو پورا کرنے کے ارادے سے نکل پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واپس بلا لیا۔

اور ارشاد فرمایا: ادھر آؤ، ((فَإِنِّي لَمْ أُبْعَثْ بِقَطِيعَةٍ رَحِمٍ)) ترجمہ: میں قطع رحمی کے لیے مبعوث نہیں کیا گیا۔

(المعجم الاوسط، من بقیة من اول اسمه ميم، ج 8، ص 125، دار الحرمین، القاہرہ، السنن الکبری للبیہقی، باب المسلم یتوقی فی الحرب قتل ابیه، ج 9، ص 46، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں

حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر کے موقع پر یوں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی وہ بات اپنے منہ سے نہ نکالیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ ﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: تو آپ جائیے اور آپ کا رب، تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

(پ 6، المائدہ، آیت 24)

آپ جو بھی چاہیں فیصلہ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

(صحیح بخاری، باب قوله فاذهب الخ، ج 6، ص 51، دار طوق النجاة)

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہم آپ کے ساتھ جائیں گے اور جہاں آپ جائیں گے آپ کے ساتھ مل کر مردانہ وار لڑیں گے۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب دوم، مذکور جنگ بدر، ج 2، ص 83)

گوشہ چشم سے دیکھا کہ حضور ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی ہی جگہ پر قائم رہو، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اس نوازش پر کہ حضور ﷺ نے مجھے امامت کا حکم فرمایا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹ کر صرف میں کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ و صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم آگے بڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَتَّبِعْتَهُ إِذْ أَمَرْتُكَ، ترجمہ: ابو بکر! جب میں خود تمہیں حکم کر چکا تھا تو تم کو اپنی جگہ پر کھڑے رہنے سے کون سی چیز مانع تھی؟ عرض کیا: مَا كَانَ لِأَبْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ و صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم! ابوقحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں کہ رسول اللہ ﷺ و صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم سے آگے بڑھ کر نماز پڑھائے۔

(صحیح بخاری، باب من دخل لیوم الناس، فساء الامام، ج 1، ص 137، دار طوق النجاة)

میں کیسے لے سکتا ہوں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((انَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى خَاتِمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ، فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ، وَقَالَ: يَعْزُبُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ، فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْ خَاتِمَكَ انْتَفِعْ بِهِ، قَالَ: لَا وَاللَّهِ لَا أَخْذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ و صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی آپ ﷺ نے اس کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا: کیا تم میں کوئی چاہتا ہے کہ آگ کا انگارا اپنے ہاتھ میں ڈالے۔ رسول اللہ ﷺ و صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم کے تشریف لے جانے کے بعد

ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (پ 5، النساء، 69) (حلیۃ الاولیاء، ج 4، ص 239، دارالکتاب العربی، بیروت)

اسی دن سے مجھے محبت ہوگئی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ و صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم کی کھانے کی دعوت کی، میں بھی حضور ﷺ نے منہ کھانے کے ساتھ گیا، جو کی روٹی اور شور بہ حضور ﷺ نے منہ کے سامنے لایا گیا جس میں کدو اور خشک کیا ہوا نمکین گوشت تھا، کھانے کے دوران میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو کی قاشیں تلاش کر رہے ہیں، فَلَئِمَّ أَزَلُّ أَحَبُّ الدُّبَّاءِ مِنْ يَوْمِئِذٍ، اسی لیے میں اس دن سے کدو سے محبت کرنے لگا۔

(صحیح بخاری، باب ذکر الخياط، ج 3، ص 61، دار طوق النجاة)

ابوقحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں

صحیح بخاری میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ و صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے واسطے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا مؤذن نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے تاکہ میں اقامت کہوں، فرمایا: ہاں! اور انھوں نے امامت کی، اس عرصہ میں حضور ﷺ نے بھی تشریف لے آئے اور صرف میں قیام فرمایا، جب نمازیوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو تصفیق کی (بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ کی انگلیاں اس طرح مارنا کہ آواز پیدا ہو، تصفیق کہلاتا ہے۔) اس غرض سے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خبردار ہو جائیں کیونکہ ان کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف توجہ نہ کرتے تھے جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تصفیق کی آواز سنی تو

(5) گستاخوں کا انجام

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (پ 22، سورۃ الاحزاب، آیت 57)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: ((مَنْ آذَى شَعْرَةً مِنِّي فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ)) ترجمہ: جس نے میرے ایک بال کو اذیت پہنچائی تو اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی۔

(جامع صغیر، حرف الممیم، ج 3، ص 135، دارالفکر، بیروت)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((سمعت

رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو آخذ شعرة يقول: من آذى شعرة من شعري فالجنة عليه حرام)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بال مبارک پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: جس نے میرے ایک بال کو (بھی) اذیت پہنچائی اس پر جنت حرام ہے۔

(کنز العمال، معجزاته و اخباره بالغیب، ج 12، ص 349، موسسة الرساله، بیروت)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((حدثني

رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو آخذ بشعرة فقال: من آذى شعرة مني فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله ومن آذى الله لعنه الله ملء السموات وملء

کسی نے اس شخص سے کہا تو اپنی انگوٹھی اٹھا اور (بیچ کر) اس سے فائدہ اٹھا، اس نے جواب دیا نہیں اللہ عزوجل کی قسم میں اسے کبھی نہیں لوں گا جب رسول خدا عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پھینک دیا ہے تو میں اسے کیسے لے سکتا ہوں؟

(صحیح مسلم، باب طرح خاتم الذهب، ج 3، ص 1655، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(فرمایا۔ (تفسیر بیغوی، سورۃ لہب کے تحت، ج 5، ص 328، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

دشمنی کی وجہ اور ابتدا

تفسیر خازن میں اس کا شان نزول لکھا ہے: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب یہ آیت پاک ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ) نازل ہوئی، تو نبی کریم ﷺ کو ہوا صف پر تشریف لے گئے اور قریش کی مختلف شاخوں کو پکارا: یا بنی فہر! یا بنی عدی وغیرہ وغیرہ، یہاں تک کہ وہ لوگ جمع ہو گئے، جو نہ آسکتا تھا اس نے اپنا قاصد بھیج دیا کہ دیکھے کیا ہوا ہے، ابولہب اور دیگر قریش آئے، تو نبی پاک ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ لوگ جمع ہوئے، تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اگر میں تمہیں کہوں کہ وادی میں ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات مان لو گے؟ سب بولے: جی ہاں، ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولتے ہی دیکھا ہے۔ تو نبی پاک ﷺ نے (اسلام و توحید کی دعوت دیتے ہوئے) فرمایا: میں تمہیں عذاب شدید سے ڈراتا ہوں۔ اس پر ابولہب بولا: تم بتاؤ ہو جاؤ (معاذ اللہ)، کیا ہمیں اس لیے جمع کیا ہے؟ تو اس پر یہ نازل ہوئی ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ ترجمہ کنز الایمان: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ ابسی لہب و تبت ﴿ترجمہ کنز الایمان: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کی طرف سے جواب دیا۔ (تفسیر خازن، سورۃ لہب کے تحت، ج 4، ص 494، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ابولہب اور ام جمیل کا رد عمل

مروی ہے کہ ابولہب نے جب پہلی آیت سنی تو کہنے لگا کہ جو کچھ میرے بھتیجے کہتے ہیں اگر سچ ہے تو میں اپنی جان کے لئے اپنے مال و اولاد کو فدیہ کر دوں گا، اس پر یہ آیت ﴿مَا أَعْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾ نازل ہوئی، اس آیت میں اس کا رد

الأرض، لا يقبل الله منه صرفاً ولا عدلاً) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے نہ زمین، نہ مال، نہ کسب، نہ نافرمانی اور نہ فرما رہے تھے کہ جس نے میرے ایک بال کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی تو اس پر آسمان بھرا اور زمین بھرا اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا نہ کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ کوئی نفل۔

(کنز العمال، معجزاتہ و اخبارہ بالغیب، ج 12، ص 349، مؤسسة الرسالة، بیروت)

ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۚ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۚ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۚ﴾ ترجمہ کنز الایمان: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا، اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا، اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جوڑو (بیوی) لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی، اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رستا۔ (پ 30، سورۃ لہب، مکمل)

ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل کا تعارف

ابولہب کا نام عبدالعزیٰ ہے یہ عبدالمطلب بن ہاشم کا بیٹا اور سید عالم ﷺ کا چچا تھا، بہت ہی گورا خوبصورت آدمی تھا اسی لئے اس کی کنیت ابولہب ہے اور اسی کنیت سے وہ مشہور تھا۔

(تفسیر خازن، سورۃ لہب کے تحت، ج 4، ص 494، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ابولہب کی بیوی ام جمیل تھی، جو کہ حرب بن امیہ کی بیٹی اور ابوسفیان کی بہن تھی، جس کو قرآن نے ”حمالة الحطب“ (یعنی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھانے والی

بَيْنَكَ وَيَبْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حَجَابًا مُسْتُورًا ﴿٤٥﴾ ترجمہ: اور اے محبوب تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔

(پ15، سورہ بنی اسرائیل، آیت 45)
وہ قریب آ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگی: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب نے میری ہجو کی ہے، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم انہوں نے تمہاری ہجو نہیں کی۔ وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئی قریش جانتا ہے کہ میں اس کے سردار کی بیٹی ہوں۔

(تفسیر کبیر، سورہ لہب کے تحت، ج32، ص354، دار احیاء التراث العربی، بیروت)
تفسیر روح البیان میں ہے:

جب سورہ تبت ید الابی لہب کی خیرام جمیل تک پہنچی تو وہ اپنے بھائی ابوسفیان کے پاس اس کے گھر میں آئی، غصے سے بھری ہوئی تھی، بھائی کو کہنے لگی کہ اے بہادر! تمہیں یہ بات غضبناک نہیں کرتی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میری ہجو کی ہے؟ ابوسفیان نے کہا: بھٹھرو میں اس کی خبر لیتا ہوں پھر تلوار لے کر باہر نکلا، فوراً ہی واپس لوٹ آیا، ام جمیل نے کہا کہ کیا تم نے اسے قتل کر دیا؟ تو ابوسفیان نے کہا کہ میری بہن! کیا تمہیں یہ پسند آئے گا کہ تمہارے بھائی کا سر اژدھے کے منہ میں چلا جائے، ام جمیل نے جواب دیا نہیں، تو ابوسفیان کہنے لگا کہ بخدا قریب تھا کہ اس وقت میرا سر اژدھے کے منہ میں ہوتا یعنی اگر وہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قریب جاتا تو اژدھا اسے اپنا لقمہ بنا لیتا۔ پھر بعد میں ابوسفیان اسلام لے آئے اور ام جمیل کا کفر پر خاتمہ ہوا اور یہ تمام اللہ تعالیٰ کے حکم سابق سے ہے۔

(تفسیر روح البیان، سورہ لہب کے تحت، ج10، ص532، دار الفکر، بیروت)

تفسیر خازن میں ہے:

فرمایا گیا کہ یہ خیال غلط ہے اس وقت کوئی چیز کام آنے والی نہیں۔

(تفسیر بغوی، سورہ لہب کے تحت، ج5، ص327، دار احیاء التراث العربی، بیروت) * تفسیر خزائن العرفان تحت سورہ تبت ید الابی لہب)

حضرت ربیعہ بن عباد دلیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا کہ لوگ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گرد جمع ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے فرما رہے ہیں: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَقْلِحُوا)) ترجمہ: اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو فلاح پا جاؤ گے۔ جبکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے ایک صاف چہرے اور بھینگی آنکھوں والا شخص کھڑا تھا جس کے سر پر دو چوٹیاں تھیں اور وہ لوگوں سے کہہ رہا تھا: (معاذ اللہ) یہ بے دین جھوٹا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جہاں جاتے یہ بھی پیچھے پیچھے جاتا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چچا ابولہب ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث ربیعہ بن عباد الدلیلی، ج31، ص342، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

تفسیر کبیر میں ہے: حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب سورہ لہب نازل ہوئی تو ام جمیل انتہائی غصے میں پتھراٹھائے ہوئے آئی، مسجد میں داخل ہوئی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مسجد میں تشریف فرما تھے، اور ان کے ساتھ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے، ام جمیل یہ کہہ رہی تھی: مُذَمَّمًا قَلِينًا ... وَدِينَهُ أَيْنًا وَحُكْمَهُ عَصِينًا، (یعنی ہمیں قابلِ مذمت (نعوذ باللہ) شخص سے نفرت ہے، اُس کے لائے ہوئے دین کو ہم نہیں مانتے اور اُس کے احکام کی ہم مخالفت کرتے ہیں) ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: وہ آپ کی طرف آرہی ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو دیکھ لے گی، تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی، اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا

کے نیچے دفن ہو گیا۔ یہی معنی ہیں اس آیت کریمہ کے کہ رب فرماتا ہے: ﴿مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَ مَا كَسَبَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔

(تفسیر کبیر، سورہ لہب کے تحت، ج 32، ص 352، 353، دار احیاء التراث العربی، بیروت) * دلائل النبوة للبیہقی، باب وقوع الخبر بمكة و قدوم عمیرین و بب، ج 3، ص 146، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ام جمیل کا عبرتناک انجام

اُم جمیل بنتِ حرب رسولِ کریم ﷺ سے نہایت عناد و عداوت رکھتی تھی اور باوجود یہ کہ بہت دولت مند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سید عالم ﷺ کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھالا کر رسولِ کریم ﷺ کے راستے میں ڈالتی تاکہ حضور کو اور حضور ﷺ کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔

ایک روز یہ بوجھ اٹھا کر لارہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لئے ایک پتھر پر بیٹھ گئی، ایک فرشتے نے حکم الہی اس کے پیچھے سے اس گٹھے کو کھینچا وہ گرا اور رسی سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مر گئی۔

(تفسیر خازن، سورہ لہب کے تحت، ج 4، ص 495، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

عتبہ بن ابی لہب

اعلانِ نبوت سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابولہب کے بیٹے عتبہ کے نکاح میں تھیں، ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی، (جب اعلانِ نبوت فرمایا یا جب سورہ تبت ید ابی لہب نازل ہوئی تو) عتبہ

اُم جمیل بنتِ حرب رسولِ کریم ﷺ سے نہایت عناد و عداوت رکھتی تھی (اور باوجود یہ کہ بہت دولت مند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سید عالم ﷺ کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ) خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھالا کر رسولِ کریم ﷺ کے راستے میں ڈالتی تاکہ حضور کو اور حضور ﷺ کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔

(تفسیر خازن، سورہ لہب کے تحت، ج 4، ص 495، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ابولہب کا عبرتناک انجام

غزوہ بدر کے سات دن کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے ابولہب کو عدسہ بیماری میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا، (عدسہ طاعون کی قسم کی ایک زہریلی پھنسی ہے جو پہلے چھوٹی سے نکلتی ہے، پھر اس کا زہر سارے جسم میں پھیل جاتا ہے اور آدمی مرجاتا ہے)، جب اس گندی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا تو اس کے بیٹوں نے اسے دو یا تین دن پڑے رہنے دیا اور دفن نہ کیا کیونکہ قریش عدسہ بیماری سے بہت زیادہ ڈرتے تھے وہ اسے طاعون کی طرح متعدی سمجھتے تھے، بالآخر قریش کے ایک آدمی نے اس کے بیٹوں کو کہا کہ تمہارا بیڑا غرق ہو، کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارا باپ گھر میں پڑا سڑ رہا ہے اور تم اسے دفن نہیں کرتے، وہ کہنے لگے کہ ہمیں اس کی بیماری کے زخموں سے ڈر لگتا ہے (کہ کہیں اس کی وجہ سے ہمیں یہ بیماری نہ لگ جائے)، اس نے کہا چلو میں تمہاری مدد کرتا ہوں، پھر ان لوگوں نے غسل کے نام پر دور ہی سے پانی پھینک دیا اور کوئی بھی قریب نہ گیا، اس کے بعد اٹھا کر وادی مکہ کے بالائی حصے پر لے گئے، جہاں ایک دیوار کے سہارے کھڑا کر دیا اور اس پر پتھر پھینکتے رہے، یہاں تک کہ وہ ان پتھروں

سکا کہ شیر کہاں سے آیا تھا اور کہاں گیا۔

(مواہب اللدنیہ و شرح الزرقانی علی المواہب، الفصل الثانی فی ذکر اولادہ الکرام، ج 4، ص 325، 326، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ولید بن مغیرہ

ولید بن مغیرہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرتے ہوئے آپ کو مجنون (دیوانہ) کہا، اس کی گستاخی سے قلب اطہر کو صدمہ پہنچا، اللہ رب العزت نے سورہ قلم اولاً تو اپنے محبوب ﷺ کے فضائل اور خوبیاں بیان کر کے ان کو خوش کیا۔

(تفسیر روح البیان مفہوماً، سورہ بقرہ، آیت 12، ج 1، ص 58، دارالفکر، بیروت)

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ۚ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۚ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۚ﴾ ترجمہ کنز الایمان: تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں، اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے، اور بے شک تمہاری خوب بڑی شان کی ہے۔

(پ 29، سورہ القلم، آیت 2 تا 4)

پھر اس کی گستاخی پر توجہ غضب فرمائی اور اس کے عیوب بیان فرمائے۔

(تفسیر روح البیان، سورہ بقرہ، آیت 12، ج 1، ص 58، دارالفکر، بیروت)

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۚ هَمَّازٍ مَّشَاءٍ بِنَمِيمٍ ۚ مَنَّاعٍ لِلْخَبِيرِ مُعْتَدٍ ۚ أَيْمٍ ۚ غُتْلٍ ۚ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ ۚ﴾ ترجمہ: اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل، بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا گنہگار، درشت خو (بد مزاج و بد زبان)، اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔

(پ 29، سورہ القلم، آیت 10 تا 13)

نے حضرت ام کلثوم کو طلاق دے دی، اور حضور نبی اکرم ﷺ سے انتہائی گستاخانہ انداز میں پیش آیا، کہنے لگا: ”کفرت بدینک و فارقت ابنتک“ میں نے آپ کے دین کا نکار کیا اور آپ کی بیٹی کو چھوڑا۔ پھر آپ ﷺ پر چھپٹ پڑا اور قمیص مبارک پھاڑ ڈالی۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب نے اس کے خلاف دعا کی: ((اللَّهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ)) اے اللہ اس پر اپنے کتوں (درندوں) میں سے ایک کتا اس پر مسلط فرما۔ ابوطالب اس وقت موجود تھے، وہ عتیبہ سے کہنے لگے: میرے بھتیجے کی دعا سے بے پروا نہ ہونا کہ وہ مستجاب الدعوات ہیں۔ (بعض روایات میں ہے کہ عتیبہ یہ سن کر کانپ گیا، آ کر ابولہب کو بتایا، ابولہب بولا: اب میرے بیٹے عتیبہ کی خیر نہیں کہ محمد ﷺ) کی دعا سے ضرر اس کے پیچھے پڑ گئی ہے، ہر طرح کی نگرانی رکھنے لگا۔ (مدارج النبوة)۔

ابولہب اور عتیبہ ایک مرتبہ تجارتی قافلے کے ساتھ ملک شام کی طرف گئے تو رات کے وقت ایک راہب کے پاس مقام زرقا میں ٹھہرے، راہب نے قافلے والوں کو بتایا کہ یہاں درندے بہت ہیں اس لیے تمام لوگ ہوشیار ہو کر سوئیں، یہ سن کر ابولہب نے قافلے والوں سے کہا کہ اے لوگو! محمد ﷺ نے میرے بیٹے عتیبہ کے لیے ہلاکت کی دعا کی ہے، لہذا تم لوگ تمام تجارتی سامان کو اکٹھا کر کے اس کے اوپر عتیبہ کا بستر لگا دو اور سب لوگ اس کے ارد گرد سو جاؤ تا کہ میرا بیٹا درندوں کے حملے سے محفوظ رہے، چنانچہ قافلے والوں نے عتیبہ کی حفاظت کا پورا بندوبست کیا لیکن رات کے وقت اچانک ایک شیر آیا اور سب کو سونگھنے ہوئے کو دکر عتیبہ کے بستر پر پہنچا اور اس کے سر کو چبا ڈالا، اور چلا گیا، لوگوں نے شیر کو تلاش کیا مگر کچھ بھی پتا نہ چل

میں بھی یہ خبر پوری ہو کر رہی اور اس کی ناک دغیلی ہو گئی۔

(خزائن العرفان، تحت الآیة المذکورہ)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ”اب بھی حضور کے گستاخوں کے چہروں پر ایمانی رونق نہیں ہوتی، بعض گستاخوں کے منہ پر کھیاں بھکتی اور آخر میں شکل بگڑتے دیکھی ہے نعوذ باللہ منہ۔“

(سلطنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص 11، قادری پبلشرز، لاہور)

ایک کاتب وحی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَاسْلَمَ، وَقَرَأَ الْبَقْرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ: مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبَتْ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَدَفَنُوهُ فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوهُ فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ)) ترجمہ: ایک نصرانی آدمی نے اسلام قبول کیا، اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی، وہ نبی پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لیے لکھا کرتا تھا، وہ نصرانیت کی طرف پھر گیا یعنی مرتد ہو گیا، اور وہ (گستاخ) لوگوں سے کہتا تھا کہ (معاذ اللہ) محمد (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اتنا ہی جانتے ہیں جتنا میں نہیں لکھ کر دیتا ہوں، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے دفن دیا، جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا تھا، لوگ کہنے لگے کہ محمد (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد (مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے میرے حق میں نو (9) باتیں فرمائیں ہیں، میں ان سب کو جانتا ہوں (کہ مجھ میں موجود ہیں) لیکن نویں بات (اصل میں خطا ہونے کی) اس کا حال مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ بتادے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مر جائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلا لیا۔ تو اسی سے ہے۔

(تفسیر الجمل، سورة القلم، ج 8، ص 75، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ ان 9 عیوب کو شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (1) بڑا قسمیں کھانے والا (2) ذلیل و حقیر (3) بہت طعنہ دینے والا (4) بہت ادھر کی ادھر لگانے والا یعنی چغلیاں کرنے والا (5) بھلائی سے بڑا روکنے والا (6) حد سے بڑھنے والا (7) بڑا گنہگار (8) بد مزاج اور بد زبان (9) اس کی اصل میں خطا ہے یعنی ولید بن مغیرہ ولد الزنا ہے۔

(التفسیر الکبیر، سورة القلم، ج 10، ص 603-604، مکتبہ علوم اسلامیہ، لاہور)

حضرت ابن قتیبہ فرماتے ہیں: جس طرح اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے عیوب بیان فرمائے اس کی مثل کسی کے بیان نہیں کئے، اس کے سبب اس کو وہ عار لاحق ہو گئی جو دنیا و آخرت میں اس سے جدا نہ ہوگی۔

(تفسیر خازن، سورة القلم، ج 4، ص 325، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

پھر ارشاد ہوا: ﴿سَنَسِئُهُ عَلَى الْخُرُطُومِ﴾ ترجمہ: قریب ہے کہ ہم اس کی سوری کی سی تھوٹھی پرداغ لگا دیں گے۔

(پ 29، سورة القلم، آیت 16)

یعنی اس کا چہرہ بگاڑ دیں گے اور اس کی بد باطنی کی علامت اس کے چہرہ پر نمودار کر دیں گے تاکہ اس کیلئے سبب عار ہو آخرت میں تو یہ سب کچھ ہوگا ہی مگر دنیا

بشر منافق

تفسیر نسفی وغیرہ میں ہے:

بشر نامی ایک منافق اور یہودی کے درمیان جھگڑا ہو گیا، یہودی کہنے لگا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس فیصلہ کرانے کے لیے چلتے ہیں کیونکہ وہ حق پر تھا اور جانتا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ رشوت نہیں لیتے، اور منافق (چونکہ حق پر نہ تھا اس لیے) کہتا تھا کہ کعب بن اشرف یہودی کے پاس فیصلہ کے لیے چلتے ہیں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ رشوت لیتا ہے، (اور رشوت سے میرا کام بن جائے گا)، بالآخر یہودی کے مجبور کرنے پر وہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، نبی پاک ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا، اس پر منافق راضی نہ ہوا، کہنے لگا آؤ (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس معاملہ لے کر چلتے ہیں ان سے فیصلہ کرواتے ہیں، یہودی راضی ہو گیا، دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں معاملہ لے کر پہنچ گئے، ابتدا ہی میں یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارا فیصلہ کر دیا ہے اور میرے حق میں کیا ہے مگر یہ شخص (مسلمان کہلانے والا) ان کے فیصلہ سے راضی نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منافق سے پوچھا: کیا واقعی ایسا ہی ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم دونوں اپنی جگہ کھڑے رہو میں اندر گھر سے ہو کر آتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں داخل ہوئے، تلوار پکڑی، پھر گھر سے نکلے اور اس منافق کی گردن پر تلوار مار کر سرتن سے جدا کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور رسول (عزوجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلہ سے راضی نہیں اس کے لیے عمر کا یہی فیصلہ ہے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ

اور ان کے اصحاب نے ایسا کیا ہے کیونکہ یہ ان سے بھاگ کر آیا ہے اس لیے انہوں نے ایسا کیا ہے، لہذا انہوں نے گہری قبر کھودی اور اس میں اسے دفن کر دیا، جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے، کہنے لگے یہ محمد (ﷺ) ہے اور ان کے اصحاب کا فعل ہے، کیونکہ یہ ان کی طرف سے بھاگ کر آیا ہے اس لیے انہوں نے اس کی قبر کھود کر اسے زمین پر ڈال دیا ہے، لہذا انہوں نے اس کے لیے جتنی استطاعت تھی اتنی گہری قبر کھودی، جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے، لوگوں نے جان لیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں، لہذا اسے وہیں زمین پر ہی ڈال دیا۔

(صحیح بخاری، باب علامات النبوة، ج 4، ص 202، دار طوق النجاة، صحیح مسلم، کتاب صفات، ج 4، ص 2145، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

مشکوٰۃ المصابیح میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے: ((اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَلِحَقِّ بِالْمُشْرِكِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ. فَأَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهُ أَتَى الْأَرْضَ الَّتِي مَاتَ فِيهَا فَوَجَدَهُ مَنبُودًا فَقَالَ: مَا شَأْنُ هَذَا؟ فَقَالُوا: دَفَنَاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلَهُ الْأَرْضُ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)) ترجمہ: ایک شخص نبی پاک ﷺ کے لیے وحی لکھا کرتا تھا، پھر اسلام سے پھر گیا (مرتد ہو گیا) اور مشرکین کے ساتھ مل گیا، نبی پاک ﷺ نے اس کے لیے فرمایا: بے شک زمین اسے قبول نہیں کرے گی، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں اطلاع دی کہ وہ اس زمین (یعنی ملک) میں گئے جہاں وہ مرتد مرا تھا، تو انہوں نے اسے بغیر دفن ہوئے زمین کے اوپر پڑا پایا، پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اسے کئی مرتبہ دفنایا ہے مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا، اس حدیث پاک کو بخاری و مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب فی المعجزات، الفصل الاول، ج 3، ص 1655، المكتبة الاسلامی، بیروت)

النساء، ج 1، ص 383، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

استہزا کرنے والے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِءِينَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔

(پ 14، سورۃ الحج، آیت 95)

اس آیت پاک کے تحت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خازن کے حوالے سے فرماتے ہیں:

کفار قریش کے پانچ سردار (۱) عاص بن وائل سہمی اور (۲) اسود بن مطلب اور (۳) اسود بن عبد یغوث اور (۴) حارث بن قیس اور ان سب کا افسر (۵) ولید بن مغیرہ مخزومی۔

یہ لوگ نبی کریم ﷺ کو بہت ایذا دیتے اور آپ کے ساتھ تمسخر و استہزا کرتے تھے۔ اسود بن مطلب کے لئے سید عالم ﷺ نے دعا کی تھی کہ یارب اس کو اندھا کر دے۔ ایک روز سید عالم ﷺ نے مسجد حرام میں تشریف فرما تھے، یہ پانچوں آئے اور انہوں نے حسب دستور طعن و تمسخر کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہو گئے۔ اسی حال میں حضرت جبریل امین حضرت کی خدمت میں پہنچے اور انہوں نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے کف پا کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اور اسود بن عبد یغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں ان کا شردفع کروں گا چنانچہ تھوڑے عرصہ میں یہ ہلاک ہو گئے۔ ولید بن مغیرہ تیر فروش کی دوکان کے پاس سے گزرا اس کے تہہ بند میں ایک پیکان چبھا مگر اس نے تکبر سے اس کو نکالنے کے لئے

إِلَيْكَ وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنْفِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۝ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءَ وَكَّ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا أَحْسَنًا وَتَوَفِّيْنَا ۝﴾ ترجمہ کنز الایمان: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اتر اور اس پر جو تم سے پہلے اتر پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا بیچ (فیصلہ کرنے والا) بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اُسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکاوے، اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں، کیسی ہوگی جب ان پر کوئی افتاد (مصیبت) پڑے (جیسا کہ بشر منافق پر پڑی کہ اس کو حضرت عمر نے قتل کر دیا، خزائن) بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا پھر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اللہ کی قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور میل ہی تھا (جیسا کہ بشر منافق کے مارے جانے کے بعد اُس کے اولیا اُس کے خون کا بدلہ طلب کرنے آئے اور بے جا معذرتیں کرنے اور باتیں بنانے لگے اللہ تعالیٰ نے اس کے خون کا کوئی بدلہ نہیں دلایا، خزائن)۔

(پ 5، سورۃ النساء، آیت 60)

اور جبریل علیہ السلام نے کہا: ان عمر فرق بین الحق والباطل فقال له رسول الله ﷺ إِنَّكَ الْفَارُوقُ - ترجمہ: بے شک عمر نے حق و باطل کے درمیان فرق کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا: تم فاروق ہو۔

(تفسیر نسفی، ج 1، ص 368، دار الکلم الطیب، بیروت) تفسیر مقاتل بن سلیمان، سورۃ

ادھر کسریٰ نے یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ حجاز میں رہنے والے اس شخص کے پاس اپنے دو طاقتور جوان بھیجتا کہ وہ اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے دو آدمی بھیج دیئے اور ان کے ساتھ خط بھی بھیج دیا، ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کے حوالے کر دیا، رسول کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا تم دونوں ابھی جاؤ، کل میرے پاس آنا میں تمہیں اپنا ارادہ بتاؤں گا۔

اگلے دن جب وہ دونوں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: باذان کو جا کر بتاؤ کہ گزشتہ رات فلاں ساعت میں میرے رب نے اس کے رب کسریٰ کو قتل کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے شیرینیہ کو اس پر مسلط کر دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ وہ دونوں باذان کے پاس لوٹ آئے اور ساری باتیں باذان کو بتادیں، ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ باذان کے پاس شیرینیہ کا خط آ گیا، جس میں اس نے اپنے باپ کو قتل کرنے اور اپنے بادشاہ بننے کی خبر دی۔ باذان یہ سب کچھ دیکھ کر اپنے بیٹوں سمیت مسلمان ہو گیا۔

(الطبقات الكبرى، ذکر بعثة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 1، ص 199، دارالكتب العلمية، بيروت)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان مذکورہ بالا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب حضور پر نور سید یوم النشور ﷺ نے ہدایت اسلام کے فرامین بنام سلاطین جہاں نافذ فرمائے قیصر ملک روم نے تصدیق نبوت کی مگر بجمہت دنیا اسلام نہ لایا مقوقش بادشاہ مصر نے شقہ والا کی کمال تعظیم کی اور ہدایا حاضر بارگاہ رسالت کئے سگ ایران خسرو پرویز قتلہ اللہ نے فرمان اقدس چاک کر دیا اور باذان

سرنیچا نہ کیا اس سے اس کی پنڈلی میں زخم آیا اور اسی میں مر گیا۔ عاص ابن وائل کے پاؤں میں کانٹا لگا اور نظر نہ آیا اس سے پاؤں ورم کر گیا اور یہ شخص بھی مر گیا۔ اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار میں سر مارتا تھا اسی میں مر گیا اور یہ کہتا مرا کہ مجھ کو محمد نے قتل کیا (ﷺ) اور اسود بن عبد یغوث کو استسقا ہوا اور کلبی کی روایت میں ہے کہ اس کو لو لگی اور اس کا منہ اس قدر کالا ہو گیا کہ گھر والوں نے نہ پہچانا اور نکال دیا اسی حال میں یہ کہتا مر گیا کہ مجھ کو محمد (ﷺ) کے رب نے قتل کیا اور حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیپ جاری ہوا، اسی میں ہلاک ہو گیا۔ انہیں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(خزائن العرفان، تحت الآیة المذكورہ فی تفسیر خازن، تحت سورة الحجر، آیت 95، ج 3، ص 64، دارالكتب العلمية، بيروت)

کسریٰ شاہ فارس

سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس کے بادشاہ کسریٰ (خسرو پرویز) کی طرف روانہ فرمایا کہ وہ اسے اسلام کی دعوت دیں، ساتھ ہی دعوت اسلام پر مشتمل ایک مکتوب بھی دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خسرو پرویز کو رسول اللہ ﷺ کا مکتوب دیا، وہ مکتوب اس کے سامنے پڑھا گیا، اس نے لے کر (معاذ اللہ) اس مکتوب مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کے خلاف یوں دعا کی: ((اللَّهُمَّ مَزِقْ مَلِكَهُ)) ترجمہ: اے اللہ! اس کے ملک (بادشاہت) کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

حدیث میں معجزہ مصطفیٰ ﷺ کا ظہور خسرو پرویز مردود کا ہلاک باذان و بانویہ و خرخسره وغیرہم بہت اہل یمن کا مشرف باسلام ہونا مذکور ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 647، 648، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

گستاخ باندی

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

((اَنَّ اَعْمَى كَانَتْ لَهُ اُمٌّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا، فَلَا تَنْتَهِي، وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجُرُ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَشْتُمُهُ، فَأَخَذَ الْمَغُولُ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَأَتَكَأَ عَلَيْهَا فَجَتَلَهَا، فَوَقَعَ بَيْنَ رَجُلَيْهَا طِفْلٌ، فَلَطَّخَتْ مَا هُنَاكَ بِالْدَّمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ: أُنشِدُ اللَّهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ، فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلُّزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا صَاحِبُهَا، كَانَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَأَزْجُرُهَا، فَلَا تَنْزَجُرُ، وَكَلِمَةُ ابْنَانِ مِثْلُ اللَّوْلُوتَيْنِ، وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْمَغُولَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، وَأَتَكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَشْهَدُ وَأَنَّ دَمَهَا هَدْرٌ)) ترجمہ: ایک نابینا شخص کی ام ولد باندی تھی، وہ رسول اللہ ﷺ کو (معاذ اللہ) سب و شتم کیا کرتی (گالیاں دیا کرتی) تھی اور برا بھلا کہا کرتی تھی، وہ نابینا صحابی اسے منع کرتے مگر وہ باز نہ آتی، وہ اسے جھڑکتے مگر وہ نہ رکتی، ایک رات جب اس نے نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہنا شروع کیا تو اس نابینا صحابی نے بھالا (یعنی دھاری دار آلہ) لے کر اس کے پیٹ

صوبہ یمن کو لکھا دو مضبوط آدمی بھیج کر انہیں یہاں بلائے۔ باذان نے اپنے داروغہ بانویہ اور ایک پارسی خرخسره نامی کو مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ انہما حین دخلا علی رسول اللہ ﷺ کانا قد حلق لحاهما و اعفيا شواربهما فکره النظر اليهما وقال ويلكما من امركما بهذا قالا ربنا يعنينا كسرى فقال رسول الله ﷺ لکن ربی امرنی باعفاء لحیتی وقص شواربی۔ یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے سید عالم ﷺ کو ان کی طرف نظر فرماتے کراہت آئی اور فرمایا خرابی ہو تمہارے لئے کس نے تمہیں اس کا حکم دیا؟ وہ بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرویز خبیث نے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مگر مجھے میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم فرمایا۔

(تاریخ الخمیس، کتاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی کسری، ج 2، ص 35، مؤسسۃ شعبان، بیروت)

مسلمان اس حدیث کو یاد رکھیں کہ بانویہ، خرخسره اس وقت تک نہ اسلام لائے تھے نہ احکام اسلام سے آگاہ تھے ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس ﷺ نے ان کی صورت دیکھنے سے کراہت کی تو جو مسلمان احکام حضور جان کر مصطفیٰ ﷺ کے خلاف مجوسیوں کے موافق ایسی گندی صورت بنائے وہ کس قدر حضور ﷺ کی کراہیت و بیزاری کا باعث ہوگا؟ آدمی جس حال پر مرتا ہے اسی حال پر اٹھتا ہے۔ اگر روز قیامت رسول اللہ ﷺ نے یہ مجوس کی صورت دیکھ کر نگاہ فرمانے سے کراہیت فرمائی تو یقین جان کہ تیرا ٹھکانا کہیں نہ رہا، مسلمان کی پناہ، امان، نجات، رستگاری جو کچھ ہے ان کی نظر رحمت میں ہے، اللہ کی پناہ اس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرماتے کراہیت لائیں۔ والعیاذ باللہ ارحم الراحمین، اس کے بعد

(6) آنکھوں کا تارنامہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محمد نام رکھنے کی فضیلت

☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ وُلِدَ لَهُ مَوْلُودٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا تَبَرَّكَ بِهِ كَانَ هُوَ وَمَوْلُودُهُ فِي الْجَنَّةِ)) ترجمہ: جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور اس نے میرے نام سے برکت لیتے ہوئے اس کا نام محمد رکھا تو وہ اور اس کا بچہ جنت میں جائیں گے۔

(المواہب اللدنیہ، ج 2، ص 376، المكتبة التوفيقية، القاہرہ مصر ☆ اللالیٰ المصنوعة للسيوطی، کتاب المبتداء، ج 1، ص 97، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد، ج 1، ص 121، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ شرح زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع ما اختص به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 7، ص 305، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اس حدیث پاک کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”هذا أمثل حديث ورد في هذا الباب، وإسناده حسن“ ترجمہ: یہ حدیث اس باب میں وارد شدہ احادیث میں سے بہترین ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

(اللالیٰ المصنوعة للسيوطی، کتاب المبتداء، ج 1، ص 97، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ شرح زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع ما اختص به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 7، ص 305، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ حدیث پاک ہے: ((وَمَا كَانَ اسْمُ مُحَمَّدٍ فِي بَيْتِ إِجْعَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ الْبَيْتِ بَرَكَةً)) ترجمہ: جس گھر میں محمد نام کا شخص ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس گھر کو بابرکت بنا دیتا ہے۔

(سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد، ج 1، ص 122، دارالکتب العلمیہ،

میں پیوست کر ڈالا اور اتنی زور سے دبایا کہ اسے قتل کر ڈالا، اُس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے بچہ بھی برآمد ہوا جس سے وہ خون میں آلودہ ہو گئی، جب صبح ہوئی تو اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا: میں اسے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس نے بھی ایسا کیا ہے، اس پر میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر وہ نابینا صحابی کھڑے ہو گئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے ڈمکاتے قدموں سے آگے بڑھے، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر بیٹھ گئے، اور عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس لونڈی کا مالک تھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی، میں اسے منع کرتا مگر وہ نہ مانتی، میں اسے جھڑکتا مگر وہ باز نہ آتی، اس کے لطن سے میرے دو موتیوں کی مانند بیٹے ہیں اور وہ مجھ پر بہت مہربان تھی، مگر جب گزشتہ رات وہ آپ کو گالیاں دینے لگی تو میں نے بھالالے لے کر اس کے پیٹ میں پیوست کر ڈالا اور اس زور سے دبایا کہ اسے قتل کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سب گواہ ہو جاؤ کہ اس کا خون رائیگاں ہو گیا۔

(سنن ابی داؤد، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 4، ص 129، المكتبة العصرية، بیروت)

قد سوا كل يوم مرتين)) ترجمہ: جس بھی دسترخوان پر کھانا کھایا جاتا ہے، بیٹھا جاتا ہے اور اس میں میرا نام کا کوئی شخص بیٹھتا ہے تو ان دسترخوان والوں کو دن میں دو مرتبہ مقدس کیا جاتا ہے (برکت دی جاتی ہے)۔

(اللائی ء المصنوعة للسيوطی، کتاب المبتداء، ج 1، ص 93، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اس روایت کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: ”هَذَا الْإِسْنَادُ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ“ ترجمہ: اس اسناد کے رجال ثقہ ہیں۔

(اللائی ء المصنوعة للسيوطی، کتاب المبتداء، ج 1، ص 93، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((لَا يَدْخُلُ الْفَقْرُ بَيْتًا فِيهِ أَسْمِي)) ترجمہ: اس گھر میں فقر داخل نہیں ہوگا جس گھر میں میرے نام کا کوئی شخص ہوگا۔

(الكامل لعدي، محمد بن عبد الملك الانصاري، ج 7، ص 352، الكتب العلمیہ، بیروت)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ قَطُّ فِي مَشُورَةٍ فِيهِمْ رَجُلٌ أَسْمُهُ مُحَمَّدٌ، لَمْ يَدْخُلُوهُ فِي مَشُورَتِهِمْ إِلَّا لَمْ يَبَارِكْ لَهُمْ فِيهِ)) ترجمہ: جو لوگ کسی مشاورت کے لئے اکٹھے ہوئے اور اپنے مشورہ میں کسی محمد نامی شخص کو شامل نہ کیا تو اللہ تعالیٰ ان کے اس مشورہ میں برکت نہ دے گا۔

(الكامل لعدي، احمد بن كنانه شامي، ج 1، ص 275، الكتب العلمیہ، بیروت)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((مَا مِنْ مَائِدَةٍ وَضَعْتَ فَحَضَرَ عَلَيْهَا مِنْ أَسْمِهِ أَحْمَدٌ أَوْ مُحَمَّدٌ إِلَّا قَدَسَ اللَّهُ ذَلِكَ الْمَنْزِلَ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ)) ترجمہ: جس گھر میں دسترخوان بچھایا گیا اور اس پر احمد یا محمد نامی شخص کھانے کے لئے حاضر ہوا تو اللہ رب العزت اس گھر کی روزانہ

بیروت اللالی ء المصنوعة للسيوطی، کتاب المبتداء، ج 1، ص 98، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ، عِبَادَتَهَا عَلَى كُلِّ دَارٍ فِيهَا أَحْمَدٌ أَوْ مُحَمَّدٌ، إِكْرَامًا مِنْهُمْ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کے باعث (اللہ عزوجل کی طرف سے) ان کی عبادت (یعنی ان کی ڈیوٹی) ہر اس گھر میں ہوتی ہے جس میں احمد یا محمد نامی شخص ہو،۔

(الشفابتعريف حقوق المصطفى، الفصل الاول مكانته صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 1، ص 339، دارالفيحاء، عمان)

☆ ایک روایت میں ہے: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ: أَلَيْقُمُ مَنْ أَسْمُهُ مُحَمَّدٌ فَلْيَدْخُلِ الْجَنَّةَ لِكِرَامَةِ أَسْمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا: جس کا نام محمد ہے وہ اٹھے اور جنت میں داخل ہو جائے، یہ نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کی وجہ سے ہوگا۔

(الشفابتعريف حقوق المصطفى، الفصل الاول مكانته صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 1، ص 341، دارالفيحاء، عمان)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَا ضَرَّ أَحَدَكُمْ أَنْ يَكُونَ فِي بَيْتِهِ مُحَمَّدٌ وَمُحَمَّدَانِ وَثَلَاثَةٌ)) ترجمہ: تمہارا کیا نقصان ہے کہ تمہارے گھر میں ایک محمد، دو محمد یا تین محمد ہوں۔

(الشفابتعريف حقوق المصطفى، الفصل الاول مكانته صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 1، ص 342، دارالفيحاء، عمان)

☆ جامع صغير مع فيض القدير، ج 5، ص 453، المكتبة التجارية الكبرى، مصر شرح زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع ما اختص به صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 7، ص 307، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَا طَعَمَ عَلَى مَائِدَةٍ وَلَا جَلَسَ عَلَيْهَا وَفِيهَا أَسْمِي إِلَّا

میرے جلال کی قسم، جس جس کا نام تیرے نام پر رکھا گیا میں ان میں سے کسی ایک کو بھی عذاب نہیں دوں گا۔

(الفردوس بمأثور الخطاب، باب الباء، ج 5، ص 485، دارالکتب العلمیہ، بیروت) ✨ المواہب اللدنیہ، ج 2، ص 377، المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر ✨ سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد، ج 1، ص 121، دارالکتب العلمیہ، بیروت ✨ شرح زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع ما اختص به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 7، ص 306، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((يُوقَفُ عَبْدَانِ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ تَعَالَى فَيَأْمُرُ بِهِمَا إِلَى الْجَنَّةِ فَيَقُولَانِ رَبَّنَا بِمَا اسْتَاهَلْنَا الْجَنَّةَ وَلَمْ نَعْمَلْ عَمَلًا تُجَازِينَا بِهِ فَيَقُولُ لَهُمَا عَبْدِي ادْخُلَا الْجَنَّةَ فَإِنِّي آيْتُ عَلَى نَفْسِي أَنْ لَا ادْخُلَ النَّارَ مِنْ أَسْمَةِ أَحْمَدَ وَلَا مُحَمَّدَ)) ترجمہ: دو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے کئے جائیں گے (ان میں سے ایک کا نام احمد اور دوسرے کا نام محمد ہوگا) ان کے بارے جنت کا حکم دیا جائے گا، وہ عرض کریں گے، ہم جنت کے مستحق کیونکر ہوئے حالانکہ ہم نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کی جزا جنت ہو؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم جنت میں داخل ہو جاؤ، بے شک میں نے اپنے ذمہ کرم پر لازم کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہوگا اسے جہنم میں داخل نہیں کروں گا۔

(سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد، ج 1، ص 121، دارالکتب العلمیہ، بیروت) ✨ فیض القدير شرح جامع صغير، حرف الميم، ج 5، ص 453، المكتبة التجارية الكبرى، مصر ✨ شرح زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع ما اختص به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 7، ص 307، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

جس نے محمد نام نہ رکھا

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی

دو بار پاپا کی بیان فرمائے گا۔ (المواہب اللدنیہ، ج 2، ص 377، المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر) ✨ امام مالک رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سَمِعْتُ أَهْلَ مَكَّةَ يَقُولُونَ: مَا مِنْ بَيْتٍ فِيهِ اسْمُ مُحَمَّدٍ إِلَّا نَمَى، وَرَزَقُوا، وَرَزِقَ جِيرَانُهُمْ“ ترجمہ: میں نے اہل مکہ کو کہتے سنا: کہ جس گھر میں نام محمد ہو اُس میں برکت ہوتی ہے، اہل خانہ کو رزق ملتا ہے اور اُن کے پڑوسیوں کو بھی رزق دیا جاتا ہے۔

(الشفاب بتعريف حقوق المصطفى، الفصل الاول مكانته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 342، دارالفيحاء، عمان)

☆ امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: ”ما كان في أهل بيت اسم محمد إلا كثرت بركته“ ترجمہ: جس گھر والوں میں محمد نامی شخص ہوتا ہے اس گھر میں کثیر برکت ہوتی ہے۔

(فيض القدير شرح جامع صغير، حرف الميم، ج 5، ص 453، المكتبة التجارية الكبرى، مصر) ✨ شرح زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع ما اختص به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 7، ص 307، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ امام قسطلانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ومما اختص به صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ التَّسْمِي بِاسْمِهِ مِيمُونَ وَنَافِعٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“ ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے نام پر نام رکھنا باعث برکت اور دنیا و آخرت میں نفع بخش ہے۔ (المواہب اللدنیہ، ج 2، ص 376، المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر)

عذاب نہیں دوں گا

☆ حضرت عُثَيْبُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حدیث قدسی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرماتے ہیں: ((قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لِأَعْذَبَ أَحَدًا تَسْمِي بِاسْمِكَ فِي النَّارِ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میری عزت اور

پیدا ہوتا تو اسے چاہئے کہ اپنا ہاتھ اپنی زوجہ کے پیٹ پر رکھے اور کہے کہ اگر میرا یہ حمل مذکر ہوا تو میں نے اس کا نام محمد رکھوں گا، اس کی برکت سے اس کا لڑکا پیدا ہوگا۔

(سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد، ج 1، ص 122، دارالکتب العلمیہ، بیروت) ت شرح زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع ما اختص به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 7، ص 307، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ دَنَا مِنْ زَوْجَتِهِ وَهُوَ يَنْوِي إِنْ حَمَلَتْ مِنْهُ يُسَمِّيهِ مُحَمَّدًا إِلَّا رَزَقَهُ اللَّهُ ذَكَرًا)) ترجمہ: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اس نیت سے کہ اگر وہ حاملہ ہوئی تو پیدا ہونے والی اولاد کا نام محمد رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو مذکر اولاد عطا فرمائے گا۔

(اللالی ء المصنوعة للسيوطی، کتاب المبتداء، ج 1، ص 98، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((مَنْ كَانَ لَهُ حَمْلٌ فَنَوَى أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا حَوْلَهُ اللَّهُ تَعَالَى ذَكَرًا وَإِنْ كَانَ أُنْثَى)) ترجمہ: جس شخص کی بیوی حاملہ ہو اور اُس کی یہ نیت ہو کہ (کہ جب ولادت ہوگی تو) اُس کا نام ”محمد“ رکھے گا تو وہ حمل خواہ مؤنث کی صورت میں ہو اللہ تعالیٰ اُس کو مذکر میں تبدیل فرما دیگا

(سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد، ج 1، ص 122، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ حضرت عطا تابعی فرماتے ہیں: ((مَا سَمِيَ مَوْلُودٌ فِي بَطْنِ أُمِّهِ مُحَمَّدًا إِلَّا كَانَ ذَكَرًا)) ترجمہ: جس مولود (پیدا ہونے والے) کا نام اپنی ماں کے پیٹ میں محمد رکھا گیا تو لڑکا ہی پیدا ہوا۔

(سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد، ج 1، ص 122، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ) نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةٌ أَوْلَادٍ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهَلَ)) ترجمہ: جس کے تین بچے ہیں اور اس نے ان میں سے ایک کا نام بھی محمد نہ رکھا تو اس نے جہالت والا فعل کیا ہے۔

(مسند حارث، باب فی الاسماء، ج 2، ص 793، مرکز خدمة السنة والسيرة النبوية، مدینہ منورہ) المعجم الكبير للطبراني، مجاهد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ج 11، ص 71، مكتبة ابن تيمية، القاهرة) الكامل لعدی، لیث بن ابی سلیم کوفی اموی، ج 7، ص 236، الکتب العلمیہ، بیروت) اللالی ء المصنوعة للسيوطی، کتاب المبتداء، ج 1، ص 93، دارالکتب العلمیہ، بیروت) سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد، ج 1، ص 122، 121، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ ایک روایت میں ہے: ((مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةٌ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَهُوَ مِنَ الْجَفَاءِ)) ترجمہ: جس کے تین بچے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے تو یہ جفا ہے۔

(الكامل لعدی، خالد بن یزید العمری المکی، ج 3، ص 437، الکتب العلمیہ، بیروت) اللالی ء المصنوعة للسيوطی، کتاب المبتداء، ج 1، ص 94، دارالکتب العلمیہ، بیروت) سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد، ج 1، ص 122، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ ایک اور روایت میں ہے: ((فَقَدْ جَفَانِي)) ترجمہ: تحقیق اس نے مجھ

پر جفا کی۔

(سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد، ج 1، ص 122، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

لڑکا پیدا ہونے کا وظیفہ

☆ حدیث پاک میں ہے: ((مَنْ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ حَمْلٌ زَوْجَتِهِ ذَكَرًا فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى بَطْنِهَا وَلْيَقُلْ إِنْ كَانَ هَذَا الْحَمْلُ ذَكَرًا فَقَدْ سَمَيْتَهُ مُحَمَّدًا فَإِنَّهُ يَكُونُ ذَكَرًا)) ترجمہ: جو چاہے کہ اس کی زوجہ کا حمل مذکر ہو یعنی لڑکا

☆ حدیث پاک میں ہے: ((وشکت إليه صلى الله عليه وسلم امرأة بأنها لا يعيش لها ولد، فقال لها: اجعلي لله عليك أن تسميه أى الولد الذى ترزقينه محمداً، ففعلت فعاش ولدها)) ترجمہ: ایک عورت نے حضور ﷺ کے لئے دعا کی بارگاہ میں درخواست کی کہ میرا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا، آپ نے اُس سے فرمایا: اللہ کی رضا کے لئے اپنے اوپر یہ لازم کر لے کہ اللہ تجھے جو بچہ دے اُس کا نام محمد رکھوں گی۔ اُس نے ایسا ہی کیا تو اُس کا جو بچہ پیدا ہوا اُس نے زندگی پائی۔

(سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمداً، ج 1، ص 122، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

محمد نامی بچے کے آداب

☆ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا سَمَيْتُمْ مُحَمَّدًا فَلَا تَضْرِبُوهُ وَلَا تَحْرِمُوهُ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔

(مسند بزار، مسند ابو رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 9، ص 327، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورہ، سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمداً، ج 1، ص 121، دارالکتب العلمیہ، بیروت، شرح زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع ما اختص به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 7، ص 307، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((إِذَا سَمَيْتُمْ الْوَلَدَ مُحَمَّدًا فَأَكْرَمُوهُ وَأَوْسَعُوا لَهُ فِي الْمَجْلِسِ وَلَا تَقْبَحُوا لَهُ وَجْهًا)) ترجمہ: جب تم بچے کا نام محمد رکھو تو اس کا اکرام کرو، اس کے لیے مجلس میں جگہ کشادہ کرو اور اس کے چہرے کو برامت کہو۔

(تاریخ بغداد، ج 4، ص 153، دارالغرب الاسلامی، بیروت، اللآلی، المصنوعة للسيوطی، کتاب

المبتداء، ج 1، ص 95، دارالکتب العلمیہ، بیروت، شرح زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع ما اختص به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 7، ص 306، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((تُسَمُّونَ أَوْلَادَكُمْ مُحَمَّدًا ثُمَّ تَلْعَنُونَهُمْ)) ترجمہ: تم اپنی اولاد کا نام محمد رکھتے ہو پھر ان پر لعنت کرتے ہو، یعنی محمد نام رکھو تو ان پر لعنت نہ کرو۔

(مسند ابی یعلی، ثابت البنانی عن انس رضی اللہ عنہ، ج 6، ص 116، دارالمأمون للتراث، دمشق، المستدرک علی الصحیحین للحاکم، واما حدیث سالم بن عبید النخعی، ج 4، ص 325، دارالکتب العلمیہ، بیروت، شرح زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع ما اختص به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 7، ص 307، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ابو محمد کنیت

☆ حدیث پاک میں ہے: ((وَكَانَ آدَمُ يُكْنِي بِأَبِي مُحَمَّدٍ)) ترجمہ: آدم علیہ السلام کی کنیت ابو محمد رکھی گئی۔

(الشفاب تعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل الاول مکاتبه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 339، دارالفيحاء، عمان)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ لَيْسَتْ لَهُمْ كُنْيٌ إِلَّا آدَمُ فَإِنَّهُ يُكْنِي بِأَبِي مُحَمَّدٍ تَوْقِيرًا وَتَعْظِيمًا)) ترجمہ: آدم علیہ السلام کے علاوہ کسی جنتی کی کنیت نہیں کیونکہ آپ کی کنیت ابو محمد ہے حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کی وجہ سے۔

(دلائل النبوة للبيهقي، باب ما جاء في تحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج 5، ص 489، دارالکتب العلمیہ، بیروت، سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمداً، ج 1، ص 122، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ((مِمَّا يَدُلُّ عَلَى فَضْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

عرض کی: اے میرے رب عزوجل! بنی اسرائیل اس بات کے گواہ ہیں کہ اس شخص نے دو سو سال تیری نافرمانی کی ہے۔ تو اللہ عزوجل نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! معاملہ ایسا ہی تھا مگر جب بھی اُس نے تورات کھولی اور نام محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کو دیکھا تو اُسے چوما، اپنی آنکھوں سے لگایا اور محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) پر درود بھیجا۔ تو میں نے اس کی جزا یہ دی کہ اُس کے تمام گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں کے ساتھ اُس کا نکاح کر دیا۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، وہب بن منبہ، ج 4، ص 42، دارالکتاب العربی، بیروت، سیرت حلبیہ، باب تسمیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد، ج 1، ص 123، 122، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

نام محمد پر انگوٹھے چومنا

امام سخاوی نے ”الفردوس اللدیمی“ کے حوالے سے نقل کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مؤذن کو یہ کہتے سنا: اشهد ان محمدا رسول الله، تو انہوں نے ایسا ہی کہا اور اپنی شہادت کی انگلیاں چوم کر آنکھوں سے لگائیں تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيلِي فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي)) ترجمہ: جس طرح میرے خلیل نے کیا ہے جو ایسا کرے گا اس کے لیے میری شفاعت ہے۔

(المقاصد الحسنہ، حرف المیم، ج 1، ص 605، دارالکتاب العربی، بیروت)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ”موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرة“ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: ((عن الخضر عليه السلام) أنه: من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمدا رسول الله: مرحبا بحبيبي وقرّة عيني محمد بن عبد الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثم يقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يرمد أبدا)) ترجمہ:

وَسَمِعَ، مَا وَرَدَ بِهِ الْخَبِيرُ مِنْ أَنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكْنَى فِي الْجَنَّةِ أَبَا مُحَمَّدٍ، فَلَوْلَا أَنَّهُ أَفْضَلُ النَّبِيِّينَ لَمَا خُصَّ عِنْدَ الْقَصْدِ إِلَى أَنْ يُكْنَى بِاسْمِ أَحَدِهِمْ اسْمُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنِيَ بِهِ دُونَ اسْمِ غَيْرِهِ)) ترجمہ: میرے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے باقی انبیا سے افضل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جنت میں بھی آدم علیہ السلام کی کنیت ابو محمد رکھی گئی۔ اگر آپ باقی انبیائے کرام سے افضل نہ ہوتے تو جب انبیائے کرام میں سے کسی کے نام کے ذریعے آدم علیہ السلام کی کنیت رکھنے کا قصد فرمایا جا رہا تھا تو حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نام اقدس کو مخصوص کر کے اس کے ساتھ کنیت نہ رکھی جاتی۔

(شعب الایمان، فصل فی براءۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 3، ص 74، مکتبۃ الرشید للنشر والتوزیع، ریاض)

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم چومنے کی برکت

حضرت وہب بن منبہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ عَصَى اللَّهَ مَا تَتَى سَنَةً ثُمَّ مَاتَ فَأَخَذُوا بِرَجْلِهِ فَأَلْقَوْهُ عَلَى مِزْبَلَةٍ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ أُخْرِجَ فَصَلَّ عَلَيْهِ. قَالَ: يَا رَبِّ بَنُو إِسْرَائِيلَ شَهِدُوا أَنَّهُ عَصَاكَ مَا تَتَى سَنَةً، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ: هَكَذَا كَانَ، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ كَلِمًا نَشَرَ التَّوْرَةَ وَنَظَرَ إِلَى اسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَهُ وَوَضَعَهُ عَلَى عَيْنَيْهِ، وَصَلَّى عَلَيْهِ، فَشَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، وَغَفَرْتُ ذُنُوبَهُ، وَزَوَّجْتَهُ سَبْعِينَ حُرًّا)) ترجمہ: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دو سو سال اللہ کی نافرمانی کی، پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے اُس کے پاؤں پکڑے اور اُسے کوڑا کرکٹ جمع ہونے کی جگہ پر ڈال دیا۔ اللہ عزوجل نے موسیٰ علی نبینا صلوات اللہ علیہ کی جانب وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! جاؤ اور اُس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ علی نبینا صلوات اللہ علیہ نے

ومسح بهما عينيه لم يرمد أبدا، قال ابن صالح: وسمعت ذلك أيضا من الفقيه محمد بن الزرندی عن بعض شيوخ العراق أو العجم أنه يقول عندما يمسح عينيه: صلى الله عليك يا سيدى يا رسول الله يا حبيب قلبى ويا نور بصرى ويا قرّة عينى، وقال لى كل منهما: منذ فعله لم ترمد عينى، قال ابن صالح: وأنا والله الحمد والشكر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عينى، وأرجو أن عافيتهما تدوم، وأنى أسلم من العمى إن شاء الله، قال وروى عن الفقيه محمد بن سعيد الخولانى قال: أخبرنى الفقيه العالم أبو الحسن على ابن محمد بن حديد الحسينى أخبرنى الفقيه الزاهد البلالى عن الحسن أنه قال: من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمدا رسول الله: مرحبا بحبيبي وقرّة عينى محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ويقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد، وقال الطاوسى: إنه سمع من الشمس محمد ابن أبى نصر البخارى خواجه حديث: من قبل عند سماعه من المؤذن كلمة الشهادة ظفري إبهاميه ومسهما على عينيه يعم“ ترجمه: سيدنا محمد بن صالح مدنى نے اپنی تاریخ میں حضرت مجدمصرى سے نقل کیا (وہ بیان کرتے ہیں) کہ میں نے مجدمصرى کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اذان کے دوران نبى كريم صلى الله عليه وسلم کا ذکر خیر سنے اور آپ پر درود پاک پڑھ کر اپنی شہادت والى انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر چومے اور اپنی آنکھوں سے لگائے تو اُس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ ابن صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے فقیہ محمد بن زرندى سے بھی یہ سنا اور وہ عراق یا عجم کے بعض مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ اپنی آنکھوں سے لگاتے وقت یہ پڑھے صلى الله عليك

حضرت خضر على نبينا وعليه (عليه السلام) سے روایت ہے: کہ جس نے مؤذن سے ”أشهد ان محمدا رسول الله“ سُن کر یہ پڑھا ”مرحبا بحبيبي وقرّة عينى محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم“ پھر اپنے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے تو اُس کی آنکھوں میں کبھی تکلیف نہ ہوگی۔

(المقاصد الحسنة، حرف الميم، ج 1، ص 605، دارالكتاب العربى، بيروت)

رسول الله صلى الله عليه وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ قَبَلَ ظَفْرِيْ اِبْهَامِهِ عِنْدَ سَمَاعِ اَشْهَادِ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فِى الْاَذَانِ اَنَا قَائِدُهُ وَمُدْخِلُهُ فِى صُفُوْفِ الْجَنَّةِ)) ترجمہ: جس نے اذان کے دوران مؤذن سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ سُنا اور نام اقدس سُن کر اپنے آنکھوں کے ناخن کو چومتا تو میں ایسے شخص کو لے جا کر جنت کی صفوں میں داخل کر دوں گا۔

(ردالمحتار بحوالہ کتاب الفردوس، فائدة التسليم بعد الاذان، ج 1، ص 398، دارالفکر، بيروت)

خاتم المحققين علامى امين ابن عابد بن شامى رحمه الله عليه نے لکھا کہ اذان میں حضور صلى الله عليه وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا مستحب ہے اور ایسا کرنے والے کے لیے لکھا: ”فَاِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُوْنُ قَائِدًا لَّهُ اِلَى الْجَنَّةِ، كَذَا فِى كَنْزِ الْعِبَادِ“ ترجمہ: نبى كريم صلى الله عليه وسلم جنت کی طرف اس کے قائد ہوں گے، ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔

(ردالمحتار، فائدة التسليم بعد الاذان، ج 1، ص 398، دارالفکر، بيروت)

شمس الدين امام محمد بن عبد الرحمن سخاوى رحمه الله عليه فرماتے ہیں: ”حكى الشمس محمد بن صالح المدنى امامها وخطيبها فى تاريخه عن المجد أحد القدماء من المصريين أنه سمعه يقول: من صلى على النبى صلى الله عليه وسلم إذا سمع ذكره فى الأذان وجمع أصبعيه المسبحة والإبهام وقبلهما

ﷺ نے اپنی لغزش کے وقت عرض کی: اے اللہ! محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل میری خطا معاف فرمادے، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان سے فرمایا: تم نے محمد ﷺ کو کہاں سے پہچانا؟ عرض کی: میں نے جنت میں ہر جگہ پر لکھا ہوئے دیکھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اور ایک روایت میں ہے کہ (میں نے جنت میں ہر جگہ لکھا ہوا دیکھا): محمد ﷺ (ﷺ) میرے بندے اور میرے رسول ہیں، تو میں نے جان لیا کہ محمد ﷺ (ﷺ) میرے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ عزت والے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان کی مغفرت فرمادی۔

(الشفاعت بتعريف حقوق المصطفى، الفصل الاول مكانته صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 1، ص 338، دار الفیحاء، عمان)

نام اقدس سے ندا کرنے کی ممانعت

حضور ﷺ کو نام اقدس سے ندا کرنا منع ہے، لہذا جب بھی ندا کی جائے تو یا محمد نہ کہا جائے بلکہ یوں عرض کیا جائے: یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا نبی اللہ وغیرہا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا جو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ((كَانُوا يَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَهَاهُمْ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ؛ إِعْظَامًا لِنَبِيِّهِ ﷺ)) ترجمہ: لوگ ”یا محمد، یا ابا القاسم“ کہا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کی عظمت کی خاطر انہیں اس سے منع کیا، لہذا (اس آیت کے نزول کے بعد) وہ یوں عرض کرتے ہیں: یا

یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب قلبی ویا نور بصری ویا قرۃ عینی۔ ابن صالح فرماتے ہیں ان میں سے ہر شیخ نے مجھ سے کہا جب سے میں یہ عمل کر رہا ہوں میری آنکھیں نہیں دکھیں۔ ابن صالح فرماتے ہیں کہ الحمد للہ جب سے میں نے ان دونوں حضرات سے سنا ہے، میری آنکھوں میں بھی کبھی تکلیف نہ ہوئی۔ اور مجھے امید ہے کہ میری آنکھیں ہمیشہ عافیت میں رہیں گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ میں اندھے پن سے بھی محفوظ رہوں گا۔ ابن صالح مزید فرماتے ہیں: فقیہ محمد بن سعید خولانی سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے فقیہ ابو حسن علی حسینی انہیں فقیہ زاہد بلالی نے سیدنا حسن سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ حسن نے بیان کیا کہ جو شخص موزن کو اُشہد ان محمد رسول اللہ کہتا سنے پھر کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ ﷺ اور اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ نہ اندھا ہو اور نہ ہی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔ طاوسی نے فرمایا کہ انہوں نے محمد بن نصر بخاری سے سنا کہ جو شخص موزن سے کلمہ شہادت سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ اندھا نہ ہوگا۔

(المقاصد الحسنہ، حرف المیم، ج 1، ص 606، 605، دارالکتاب العربی، بیروت)

ہر جگہ نام محمد ﷺ

ابو محمد علی اور فقیہ ابوللیث سمرقندی وغیرہما سے مروی ہے: ((أَنَّ آدَمَ عِنْدَ مَعْصِيَتِهِ قَالَ اللَّهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَيُرْوَى وَتَقْبَلُ تَوْبَتِي . فَقَالَ لَهُ اللَّهُ: مِنْ أَيْنَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا؟ . قَالَ: رَأَيْتُ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ . وَيُرْوَى: مُحَمَّدٌ عَبْدِي وَرَسُولِي فَعَلِمْتُ أَنَّهُ أَكْرَمُ خَلْقِكَ عَلَيْكَ . فَتَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَغَفَرَ لَهُ)) ترجمہ: آدم علیہ

نام اقدس کے ساتھ نہ پکارو یعنی ”یا محمد“ نہ کہو، اور ”یا ابن عبد اللہ“ نہ کہو بلکہ تعظیم سے پکارو یعنی یوں عرض کرو: یا نبی اللہ، یا رسول اللہ (ﷺ)۔

(تفسیر ابن کثیر، ج 6، ص 89، دار طبیبہ للنشر والتوزیع)

تفسیر خازن میں ہے: ”ولا ینادوه کما ینادی بعضهم بعضا“

فیقول یا محمد بل یقولون یا رسول اللہ یا نبی اللہ “ترجمہ: جس طرح ایک دوسرے کو نام سے پکارتے ہو ایسے حضور ﷺ کو نہ نامت کرو یعنی یا محمد مت کہو بلکہ یوں عرض کرو: یا رسول اللہ، یا نبی اللہ۔ (ﷺ)۔

(تفسیر خازن، ج 4، ص 176، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر روح البیان میں ہے: ”ومعنی محمد کثیر الحمد فان

اهل السماء والأرض حمدوه“ ترجمہ: محمد کا معنی ہے ”جس کی بہت تعریف کی گئی ہو“ کیونکہ حضور ﷺ کی آسمان وزمین والوں نے تعریف کی۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ الفتح، آیت 29، ج 9، ص 55، دارالفکر، بیروت)

نبی اللہ، یا رسول اللہ، ﷺ (ﷺ)۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الاول، ج 1، ص 43، دارالفنائس، بیروت)

امام بیہقی رحمہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: ((عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ قَالَ: لَا تَقُولُوا: يَا مُحَمَّدُ! وَلَكِنْ قُولُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ)) ترجمہ: حضرت علقمہ اور حضرت أسود رضی اللہ عنہما اللہ عز وجل کے فرمان (ترجمہ کنز الایمان) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا جو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی تم ”یا محمد“ نہ کہو بلکہ ”یا رسول اللہ“ یا ”یا نبی اللہ“ کہو۔

(دلائل النبوة للبیہقی، باب ماجاء فی تحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 5، ص 490، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر درمنثور میں ہے: ”وأخرج ابن أبي شيبة وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن مجاهد في الآية قال: أمر الله أن يدعو: يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي لِينٍ وَتَوَاضَعٍ وَلَا يَقُولُوا: يَا مُحَمَّدُ“ ترجمہ: ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم حضرت مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ حضور ﷺ کو دُعا کو نرمی اور عاجزی سے یا رسول اللہ کہہ کر پکاریں، یا محمد کہہ کر نہ پکاریں۔

(تفسیر درمنثور، ج 6، ص 231، دارالفکر، بیروت)

حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ”لَا تُسَمُّوهُ إِذَا دَعَوْتُمُوهُ: يَا مُحَمَّدُ، وَلَا تَقُولُوا: يَا بَنَ عَبْدِ اللَّهِ، وَلَكِنْ شَرَّفُوهُ فَقُولُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ“ ترجمہ: جب تم رسول اللہ ﷺ کو پکارو تو

(پ4، سورہ ال عمران، آیت 169)

ہیں روزی پاتے ہیں۔

مذکورہ آیات سے وجہ استدلال

مذکورہ آیات سے فقہاء و محدثین نے نبی پاک ﷺ کی حیات پر دو طریقوں سے استدلال کیا ہے:

- (1) جب شہید زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام تو بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں۔
- (2) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بھی شہادت سے سرفراز فرمایا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال زہر آلودہ بکری کھانے کی وجہ سے ہوا، لہذا آپ بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ، فَهَذَا أَوْ أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذَلِكَ السُّمِّ)) ترجمہ: نبی کریم ﷺ اپنے مرض وفات میں فرمایا کرتے تھے: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! میں نے خیبر میں جو زہر آلود کھانا کھایا تھا اس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں، اور اس وقت میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس زہر سے میری رگ جان منقطع ہو رہی ہے۔

(صحیح بخاری، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته، ج6، ص9، دارطوق النجاة)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((لَانَ أَحْلِفَ تِسْعًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ وَاحِدَةً أَنَّهُ لَمْ يَقْتُلْ، وَذَلِكَ بَأَنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ نَبِيًّا، وَاتَّخَذَهُ شَهِيدًا)) ترجمہ: نومرتبہ اس بات پر حلف اٹھانا کہ رسول اللہ ﷺ نے شہید کیے گئے میرے نزدیک اس

(7) تو زندہ ہے واللہ

رسول اللہ ﷺ رحمہ اللہ اور تمام انبیائے کرام حیات حقیقی دنیاوی روحانی جسمانی سے زندہ ہیں، اپنے مزارات طیبہ میں نمازیں پڑھتے ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں، جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں، زمین و آسمان کی سلطنت میں تصرف فرماتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج14، ص685، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح بحیات حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیق وعدہ الہیہ کے لیے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہو گئے، اُن کی حیات، حیات شہدا سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے، فلہذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا، اُس کی بی بی بعد عدت نکاح کر سکتی ہے بخلاف انبیاء کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں۔“

(بہار شریعت، حصہ 1، ص58 تا 60، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مردہ نہ کہو

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ ترجمہ: کنز الایمان: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

(پ2، سورۃ البقرۃ، آیت 154)

مردہ خیال بھی نہ کرو

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ ترجمہ: کنز الایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ

بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں کہ وہ مرتبے میں ان سے بڑھ کر ہیں، (بلکہ) کوئی ایسا نبی نہیں جس کے وصفِ نبوت کے ساتھ شہادت جمع نہ ہوئی ہو پس انبیا بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہوں گے۔

(الحاوی للفتاویٰ، الانبیاء الاذکیاء بحیاء الانبیاء، ج 2، ص 180، دارالفکر، بیروت)

اللہ کا نبی زندہ ہے

حضرت ابوورد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يَرْزُقُ)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا علیہم السلام کے اجسام کھانے کو حرام کر دیا ہے، پس اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ذکر وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 524، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت)

قبر میں نماز

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ)) ترجمہ: (معراج کی رات) میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم، باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام، ج 4، ص 1845، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

تمام انبیا مسجد اقصیٰ میں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرماتے ہیں: ((ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَجَمِعَ لِي الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدَّ مَنِيَّ

سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں ایک مرتبہ اس بات پر حلف اٹھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید نہیں ہوئے، کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت اور شہادت دونوں سے سرفراز فرمایا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 6، ص 115، مؤسسة الرسالة، بیروت)☆المستدرک للحاکم، کتاب المغازی والسرایا، ج 3، ص 60، دارالکتب العلمیہ، بیروت)☆المعجم الكبير للطبرانی، باب من روی عن ابن مسعود انه لم یکن مع الخ، ج 10، ص 109، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)☆مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ج 9، ص 132، دارالمأمون للتراث، دمشق)

امام حاکم اور امام ذہبی نے اس روایت کو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔

(المستدرک للحاکم، کتاب المغازی والسرایا، ج 3، ص 60، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

فقیر و محدث علامہ علی قاری رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں ”فَيَا لَلَّهِ تَعَالَى قَالَ فِي حَقِّ الشُّهَدَاءِ مِنْ أُمَّتِهِ ﴿بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزُقُونَ﴾ فَكَيْفَ سَيِّدُهُمْ بَلْ رَئِيسُهُمْ: لِأَنَّهُ حَصَلَ لَهُ أَيْضًا مَرْتَبَةُ الشَّهَادَةِ مَعَ مَزِيدِ السَّعَادَةِ بِأَكْلِ الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ وَعُودِ سُمِّهَا الْمَغْمُومَةِ“ ترجمہ: امت محمدیہ کے شہدائے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں) تو ان کے سردار بلکہ ان کے رئیس کے لیے کیا مرتبہ ہوگا کیونکہ انہیں دیگر فضیلتوں کے ساتھ ساتھ شہادت کا مرتبہ بھی حاصل ہوا ہے کہ ایک دفعہ زہر آلود بکری کا گوشت تناول فرمایا تھا جس کا زہر آخری عمر میں لوٹ آیا تھا۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الجمعة، ج 3، ص 1020، دارالفکر، بیروت)

عظیم محدث امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ علیہ اس آیت کو لکھ کر فرماتے ہیں ”وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَىٰ بِذَلِكَ، فَهُمْ أَحَلُّ وَأَعْظَمُ، وَمَا نَبِيٌّ إِلَّا وَقَدْ جَمَعَ مَعَ النَّبُوَّةِ وَصَفَ الشَّهَادَةِ، فَيَدْخُلُونَ فِي عُمُومِ لَفْظِ الْآيَةِ“ ترجمہ: انبیا

زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج 6، ص 487، دارالمعرفة، بیروت)

امام ابن حجر عسقلانی نے اس مقام پر اس حدیث پاک کے تمام راویوں کی

ثقافت بیان کی ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج 6، ص 487، دارالمعرفة، بیروت)

مزید فرماتے ہیں: ”صَحَّحَهُ الْبَيْهَقِيُّ“ ترجمہ: امام بیہقی نے اسے صحیح قرار

دیا ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج 6، ص 487، دارالمعرفة، بیروت)

امام جلال الدین شافعی رحمہ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا، فرماتے

ہیں: ((وَصَحَّحَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ يُصَلُّونَ)) ترجمہ: یہ حدیث

پاک صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام زندہ ہے، نمازیں

پڑھتے ہیں۔

(الحاوی للفتاویٰ، کتاب الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام، ج 2، ص 197، دارالفکر للطباعة والنشر، بیروت)

علامہ سہودی رحمہ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) اس حدیث پاک کو نقل کرنے

کے بعد فرماتے ہیں: ”ورواه أبو يعلى برجال ثقات، ورواه البيهقي

وصححه“ ترجمہ: اس کو امام ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے اور اس کو امام

بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

(وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفى، الفصل الثاني في بقية ادلة الزيارة، ج 4، ص 179، دارالكتب العلمية، بیروت)

علامہ علی قاری رحمہ اللہ علیہ نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے، فرماتے ہیں ”وَصَحَّ

خَبَرُ: الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ“ ترجمہ: یہ حدیث صحیح ہے کہ انبیاء علیہم

السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

(مرقاة المفاتيح، باب الجمعة، ج 3، ص 1020، دارالفکر، بیروت)

جَبْرِيلُ حَتَّى أَمَّتْهُمْ)) ترجمہ: پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، پس میرے لیے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا گیا، تو مجھے جبریل علیہ السلام نے آگے کیا یہاں تک کہ میں نے سب کی امامت کروائی۔

(سنن نسائی، فرض الصلوة وذكر الاختلاف، ج 1، ص 221، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

انبیاء زندہ ہیں

امام بزار ”مسند بزار“ میں، امام ابو یعلیٰ موصلی ”مسند ابی یعلیٰ“ میں اور امام

بیہقی رحمہ اللہ علیہ اپنی کتاب ”حیاء الانبیاء فی قبورہم“ میں روایت نقل کرتے ہیں: ((

الْأَنْبِيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ أَحْيَاءُ يُصَلُّونَ)) ترجمہ: انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ

ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔

(مسند بزار، مسند ابی حمزہ انس، ج 13، ص 62، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورہ ☆ مسند ابی یعلیٰ، ثابت البانی عن انس رضی اللہ عنہ، ج 6، ص 147، دارالمأمون للتراث، دمشق ☆ حیاء الانبیاء فی قبورہم للبیہقی، باب الانبیاء فی قبورہم احیاء یصلون، ج 1، ص 74، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورہ)

علامہ بیہقی رحمہ اللہ علیہ نے ”مجمع الزوائد“ میں یہ حدیث پاک نقل کرنے کے

بعد اس کے بارے میں لکھا: ”رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَالْبَزَّازُ، وَرَجَّاهُ أَبُو يَعْلَى

ثِقَاتٌ“ ترجمہ: اسے امام ابو یعلیٰ، امام بزار نے روایت کیا ہے اور ابو یعلیٰ کے راوی

ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد، باب ماجاء فی الخضر، ج 8، ص 211، مکتبۃ القدسی، القاہرہ)

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: ”وَقَدْ جَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ كِتَابًا لَطِيفًا فِي

حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ فِي قُبُورِهِمْ أوردَ فِيهِ حَدِيثَ أَنَسِ الْأَنْبِيَاءِ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ

يُصَلُّونَ“ ترجمہ: امام بیہقی نے انبیاء علیہم السلام کے قبور میں زندہ ہونے پر ایک لطیف

کتاب لکھی ہے اور اس میں حدیث انس وارد کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں

(العربی، بیروت)

اس حدیث پاک کے تحت شارح صحیح مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال قائم کیا کہ انبیاء علیہم السلام تو وصال فرما چکے ہیں تو وہ حج کیسے کرتے ہیں اور تلبیہ کیسے پڑھتے ہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”أَنَّهُمْ كَالشُّهَدَاءِ بَلْ هُمْ أَفْضَلُ مِنْهُمْ وَالشُّهَدَاءُ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ فَلَا يَبْعُدُونَ أَنْ يَحْجُوا وَيَصَلُّوا كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ الْآخِرِ“ ترجمہ: انبیاء علیہم السلام شہداء کی طرح ہیں بلکہ وہ شہداء سے افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں، (جب انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں) تو ان کا حج کرنا اور نمازیں پڑھنا بعید نہیں، جیسا کہ دوسری حدیث میں (نمازوں کے بارے میں) وارد ہے۔

(شرح السنوی علی مسلم، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 2، ص 228، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

قبر سے جواب دوں گا

امام ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں اور امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ الحادی للفتاویٰ میں فرماتے ہیں واللفظ لاخر ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَنْزِلَنَّ عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ لَيَنْزِلَنَّ قَامَ عَلَى قَبْرِي، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لِأَجِيبَنَّهُ)) ترجمہ: ابو یعلیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ضرور بالضرور عیسیٰ بن مریم آئیں گے پھر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے یا محمد کہہ کر خطاب کریں گے تو میں ضرور انہیں جواب دوں گا۔

(مسند ابی یعلیٰ، شمع بن حوشب عن ابی ہریرہ، ج 11، ص 462، دارالمأمون للتراث، دمشق) ☆

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((الانبياء احياء في قبورهم يصلون)) انبیاء اپنے مزارات طیبہ میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 14، ص 648، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انبیا کو بھی اجل آتی ہے مگر ایسی کہ فقط آتی ہے پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے

موسیٰ اور یونس علیہما السلام کا حج کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِي الْأَرْزَقِ، فَقَالَ: أَيُّ وَادٍ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا وَادِي الْأَرْزَقِ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظِرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِنَ الثَّنِيَّةِ، وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالتَّلْبِيَةِ، ثُمَّ أَتَى عَلَى ثَنِيَّةِ هَرَشَى، فَقَالَ: أَيُّ ثَنِيَّةٍ هَذِهِ؟ قَالُوا: ثَنِيَّةُ هَرَشَى، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظِرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةً عَلَيْهِ جَبَّةٌ مِنْ صُوفٍ، خِطَامٌ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَ يَلْبِي)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ارزق سے گزرے تو فرمایا: یہ کون سی وادی ہے، لوگوں نے عرض کیا: یہ وادی ارزق ہے، فرمایا: گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ گھاٹی میں اتر رہے ہیں، آپ کو اللہ سے قرب ہے، تلبیہ میں مشغول ہیں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہرشی کی گھاٹی پر تشریف لائے، فرمایا: یہ کون سے گھاٹی ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ یہ ہرشی کی پہاڑی ہے، فرمایا کہ گویا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹنی پر ہیں آپ پر اونی جب ہے آپ کے ناقہ کی مہار کھجور کی کھال کی ہے، تلبیہ کہہ رہے ہیں۔

(صحیح مسلم، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 152، دار احیاء التراث

الحاوی للفتاویٰ، الانبیاء الاذکیاء بحیة الانبیاء، ج 2، ص 179، دارالفکر، بیروت)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

امت کے لیے بارش طلب کریں

حضرت مالک الدار سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَسْقِ لَأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: أَنْتَ عُمَرُ فَأَقْرَبُهُ السَّلَامَ، وَأَخْبَرَهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا أَلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ)) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ جزوہم سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی، اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے، اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے، پھر کہا: اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جلد 12، صفحہ 32، الدار السلفية، الهندية)

اس روایت کی سند کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے صحیح کہا ہے، الفاظ یہ ہیں ”و روی بن ابی شیبہ بإسناد صحیح“ ترجمہ: ابن ابی شیبہ نے اسناد صحیح کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

(فتح الباری، باب سوال الناس الامام الاستسقاء، ج 2، ص 495، دارالمعرفہ، بیروت)

حافظ ابن کثیر نے بھی مصنف ابن ابی شیبہ والی سند کے ساتھ روایت بیان کر کے لکھا ہے ”وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ“ ترجمہ: یہ سند صحیح ہے۔

(البدایة النہایة، ج 7، ص 105، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

قبر سے اذان کی آواز

دلائل النبوة لابی نعیم اور الحاوی للفتاویٰ میں ہے ((عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي لَيْلِي الْحَرَّةِ وَمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرِي وَمَا يَأْتِي وَقْتُ صَلَاةٍ إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقُبْرِ)) ترجمہ: ابو نعیم نے دلائل النبوة میں سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے واقعہ حرہ کی راتوں میں اپنے آپ کو دیکھا حال یہ ہوتا تھا کہ میرے سوا مسجد میں کوئی نہیں ہوتا تھا، جب بھی نماز کا وقت آتا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے اذان کی آواز سنتا۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الثامن والعشرون، ج 1، ص 567، دارالنفائس، بیروت)

للغاتوی، الانبیاء الاذکیاء بحیة الانبیاء، ج 2، ص 179، دارالفکر، بیروت)

تھوڑے سے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہ روایت سنن دارمی میں بھی موجود ہے۔

(سنن دارمی، باب اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 227، دارالمغنی للنشر والتوزیع، عرب)

وفات کے بعد زندگی

صحیح بخاری میں ہے: جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر پہنچی تو آپ خبر ملتے ہی جسد اطہر کے پاس پہنچے، ((فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ، فَقَبَلَهُ، ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ: يَا أَبَايَ أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَيْنِ)) ترجمہ: پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الْقَبْرِ أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ)) ترجمہ: جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کو مزار انور کے پاس رکھ دیا گیا اور (قربان جاؤں صحابہ کے عقیدہ پر) عرض کی گئی: السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ابو بکر صدیق (حاضر) ہیں، تو روزہ کھلا اور قبر انور سے کسی پکارنے والا نے پکارا: حبیب کو حبیب کے پاس پہنچا دو۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر، عبد اللہ ویقال عتیق الخ، ج 30، ص 436، دارالفکر للطباعة والنشر، بیروت) تفسیر کبیر، سورۃ الکہف، ج 21، ص 433، داراحیاء التراث العربی، بیروت) ففحات الانس، ص 152، الخصائص الکبریٰ، ذکر آیات وقعت علی اثر الخ، ج 2، ص 492، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

میں پتھر کے پاس نہیں آیا

ابوداؤد بن ابی صالح سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَقْبَلَ مَرُوانُ يَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلًا وَّاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَقَالَ: تَدْرِي مَا يَصْنَعُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَالَ: نَعَمْ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمْ آتِ الْحَجَرَ)) ترجمہ: ایک دن مروان روزہ انور پر حاضر ہوا، اس نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنا چہرہ قبر انور پر رکھا ہوا ہے، مروان نے اس شخص سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ تم کیا کر رہے ہو؟ اس شخص نے جب مروان کی طرف چہرہ کیا تو وہ صحابی رسول حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ہاں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں، میں پتھر کے پاس نہیں آیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث ابی ایوب انصاری، ج 38، ص 558، مؤسسة الرسالة، بیروت) مجمع الزوائد، باب وضع الوجه علی قبر سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 4، ص 2، مكتبة القدسی، القاہرہ)

تیری بخشش کر دی گئی

امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 671ھ) ایک روایت نقل کرتے ہیں ((

عنه نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے کپڑا ہٹایا، پھر آپ پر جھکے اور آپ کو بوسہ دیا پھر رو پڑے اور کہا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد آپ پر قربان، اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا۔

(صحیح بخاری، باب الدخول علی المیت، ج 2، ص 71، دارطوق النجاة)

امام قسطلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ”لأنه يحيا في قبره ثم لا يموت“ ترجمہ: کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں پھر (دوبارہ) آپ پروفات طاری نہیں ہوگی۔

(ارشاد الساری للقسطلانی، ج 2، ص 376، المطبعة الكبرى الاميرية، مصر)

گھر سے گھر تک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((أُولِيَاءُ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ وَ لَكِنْ يُنْقَلُونَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ)) ترجمہ: اللہ کے اولیا مرتے نہیں، وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

(تفسیر کبیر، سورۃ آل عمران، ج 9، ص 427، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اگر اجازت ملے تو

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میری میت کو اس حجرہ اقدس کے دروازے کے سامنے رکھ دینا جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار پر انوار ہے، پھر دروازے پر دستک دینا، اگر اجازت ملے تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دینا ورنہ نہیں ((لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَتُهُ إِلَى بَابِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُودِيَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ بِالْبَابِ فَإِذَا الْبَابُ قَدْ انْفَتَحَ وَإِذَا بِهَاتِفٍ يَهْتِفُ مِنْ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَعْرَابِي بَعْدَ مَا دَفَنَّا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَرَمَى بِنَفْسِهِ عَلَى قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَثَّ عَلَيَّ رَأْسَهُ مِنْ تَرَابِهِ، فَقَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَمِعْنَا قَوْلَكَ، وَوَعَيْتَ عَنِ اللَّهِ فَوَعَيْنَا عَنْكَ، وَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾ وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَجَنَّتْكَ تَسْتَغْفِرُ لِي. فَنُودِيَ مِنَ الْقَبْرِ إِنَّهُ قَدْ غُفِرَ لَكَ ((

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کرنے کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا، اور روضہ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے یاد کیا اور ہم نے آپ سے یاد کیا، اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا﴾ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے، اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔

(الجامع لاحکام القرآن لقرطبی، تحت الآیة ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾، ج 5، ص 266، 265، دارالکتب المصریہ، القاہرہ)

اس روایت کو امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) نے بھی ”الجاوی للفتاویٰ“ میں انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(الجاوی للفتاویٰ، تنویر الحکک فی امکان رؤیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم والملك، ج 2، ص 315، دارالفکر للطباعة والنشر، بیروت)

یہ میرے شوہر اور وہ والد ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((كُنْتُ

أَدْخَلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي فَأَضَعُ ثُوبِي، وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عَمْرٌ مَعَهُمْ فَوَاللَّهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَى ثِيَابِي، حَيَاءٌ مِنْ عُمَرَ)) ترجمہ: جس حجرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار اقدس اور میرے والد کا مزار مبارک تھا میں داخل ہوتی تھی تو صرف کپڑا (سر پر) رکھ لیتی تھی (یعنی پردے کا خاص اہتمام نہیں کرتی تھی) اور کہتی تھی کہ یہ میرے شوہر اور وہ میرے والد ہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ دفن ہوئے تو خدا کی قسم میں جب بھی داخل ہوتی تو حضرت عمر سے حیا کرتے ہوئے اچھی طرح کپڑے کو لپیٹ کر داخل ہوتی۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند الصدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ج 42، ص 441، مؤسسة الرسالہ، بیروت، مشکوٰۃ المصابیح، باب زیارة القبور، الفصل الثالث، ج 1، ص 554، المكتب الاسلامی، بیروت)

حضور غوث اعظم کا مصافحہ کرنا

کتاب تفریح الخاطر مناقب الشیخ عبدالقادر میں ہے ”ذکروا ان الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاء مرة الى المدينة المنورة وقرأ بقرب الحجرة الشريفه هذين البيتين (فذكرهما كما مر وقال) فظهرت يده صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فصافحها ووضعها على رأسه رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ ترجمہ: راویوں نے ذکر کیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینہ ہو کر روضہ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دست انور ظاہر ہوا حضرت غوث نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا۔

(تفریح الخاطر مترجم معہ اصل عربی متن، المتقبة الثانية والعشرون، ص 56، 57، سنی دارالاشاعت، فیصل آباد)

شیخ احمد رفاعی نے دست مبارک چوما

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: ”لما وقف سید احمد الرفاعی تجاه الحجرة الشريفة قال:
في حالة البعد وحي كنت ارسلها تقبل الارض عنى وهى نائبتى
وهذه دولة الاشباح قد حضرت فامدديمينك كى تحظى بها شفتى
فخرجت اليه اليد الشريفة فقبلها“

ترجمہ: جب میرے سردار احمد رفاعی حجرہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہوئے تو یوں کہا: جب میں دور ہوتا تو اپنی روح کو بھیجتا تھا جو میری نائب ہو کر میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی، یہ زیارت کا وقت ہے میں خود حاضر ہوا ہوں اپنا دست اقدس بڑھائیں تاکہ میرے ہونٹ دست بوسی کی سعادت پائیں۔ چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک آپ کی طرف نکلا جس کو آپ نے چوما۔

(الحاوی للفتاویٰ، تنویر الحلك فی امکان رؤیة النبی والملك، ج 2، ص 261، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ابراہیم بن شیبان کا سلام سننا

القول البدیع میں ہے: ”وقال إبراهيم بن شيبان حججت فحجت المدينة فتقدمت إلى القبر الشريف فسلمت على رسول الله صلي الله عليه وسلم فسمعت من داخل الحجرة يقول وعليك السلام“ ترجمہ: حضرت ابراہیم شیبان رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوا، قبر انور کے پاس حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا تو میں نے حجرے کے اندر سے علیک السلام کی آواز سنی۔

(القول البدیع، الباب الرابع فی تبلیغہ، ج 1، ص 165، دارالریان للتراث، بیروت)

امام بیہقی کا موقف

امام بیہقی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وَالْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بَعْدَمَا قَبِضُوا رُدَّتْ إِلَيْهِمْ أَرْوَاحُهُمْ فَهُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ، وَقَدْ رَأَى نَبِيْنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَاعَةً مِنْهُمْ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ... وَأَخْبَرَ -وَأَخْبَرَهُ صِدْقٌ- أَنَّ صَلَاتَنَا مَعْرُوضَةٌ عَلَيْهِ وَأَنَّ سَلَامَنَا يَلُغُهُ، وَأَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ أَفْرَدْنَا لِإِثْبَاتِ حَيَاتِهِمْ كِتَابًا“ ترجمہ: انبیاء علیہم السلام کی ارواح قبض کرنے بعد لوٹا دی گئی ہیں، وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں جیسا کہ شہداء، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو دیکھا، (نیز) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اور ان کی خبر سچی ہے کہ ہمارا درود اور سلام حضور کی بارگاہ میں پہنچتا ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔ انبیاء علیہم السلام کی حیات پر ہماری ایک منفرد کتاب ہے۔

(الاعتقاد للبيهقي، فصل الانبياء بعد ما قبضوا ردت اليهم ارواحهم، ج 1، ص 305، دارالآفاق الجديدہ، بیروت)

امام غزالی کا موقف

امام غزالی رحمہ اللہ علیہ ”التحيات“ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: ”وَأَحْضُرُ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِيمَ وَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَلْيَصُدِّقْ أَمْلُكَ فِي أَنَّهُ يَلُغُهُ وَيَرُدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ أَوْفَى مِنْهُ“ ترجمہ: اپنے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر جان کر یوں عرض کرو: السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور یقین جانو کہ میرا یہ سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچتا اور حضور

اس کے بعد علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات انبیا پر متعدد دلائل لکھے

ہیں۔

اس سے بہتر جواب عطا فرماتے ہیں۔ (احیاء العلوم، ج 1، ص 169، دارالمعرفہ، بیروت)

علامہ سمہودی کا موقف

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) اپنی کتاب ”وفاء الوفاء“ میں ابراہیم بن بشار رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے مدینہ منورہ حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو حجرے کے اندر سے آواز آئی: وعلیک السلام۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وقد نقل مثل ذلك عن جماعة من الأولياء والصالحين. ولا شك في حياته صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بعد وفاته، وكذا سائر الأنبياء عليهم (الصلوة والسلام) أحياء في قبورهم حياة أكمل من حياة الشهداء التي أخبر الله تعالى بها في كتابه العزيز، ونبينا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سيد الشهداء، وأعمال الشهداء في ميزانه، وقد قال صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ علمي بعد وفاتي كعلمي في حياتي رواه الحافظ المنذري“ ترجمہ: اس کی مثل واقعات اولیا اور صالحین کی ایک جماعت سے منقول ہیں، حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنی وفات کے بعد بلا شک و شبہ حیات ہیں اور ایسے ہی تمام انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، ایسی حیات کے ساتھ زندہ ہیں جو شہدا کی حیات سے اکمل ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں دی ہے اور ہمارے نبی تمام شہدا کے سردار ہیں اور تمام شہدا کے اعمال آپ کی میزان میں ہیں، اور آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ میرا علم میری وفات کے بعد ایسا ہی ہے جیسا کہ میرا علم میری حیات میں ہے، اس حدیث پاک کو حافظ منذری نے روایت کیا ہے۔

(وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفى، الفصل الثاني في بقية ادلة الزيارة، ج 4، ص 179، دارالکتب

(8) حسن وجمال

اللہ جل مجرہ نے اپنے پیارے حبیبِ حبیبِ لبیبِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تمام مخلوق سے بڑھ کر حسن عطا فرمایا، علما فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حسن کل ہیں اور حسن یوسف حسن محمدی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ایک تابش تھی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حسن وجمال کو دیکھ کر کوئی یوں تعبیر کرتا کہ آپ سب سے بڑھ کر حسین ہیں، کوئی کہتا کہ آپ جیسا حسین وجمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں، کوئی چودھویں کے چاند سے تشبیہ دیتا تو کوئی سورج کی طرح کہتا، کوئی یہ کہتا نظر آتا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا چہرہ مبارک ایسا تھا کہ گویا چہرہ اقدس میں سورج تیر رہا ہو اور کوئی یوں بیان کرتا کہ پہلے اور بعد میں آپ کی مثل حسین وجمیل نہ دیکھا۔

چہرہ مبارک چاشت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ الضُّحٰی ۝ وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝﴾ ترجمہ کنز الایمان: چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے۔

(پ30، سورۃ الضحیٰ، آیت 1، 2)

اس آیت پاک کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں تفسیر روح البیان کے

حوالے سے لکھا ہے:

بعض مفسرین نے فرمایا کہ چاشت سے اشارہ ہے نور جمالِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف اور شب کنایہ ہے آپ کے گیسوئے عنبرین سے۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الایۃ المذکورہ، تفسیر روح البیان، سورۃ الضحیٰ، ج10، ص453، دارالفکر، بیروت)

ہے کلام الہی میں شمس وضحیٰ تیرے چہرہ نور فضا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ محبوب کی زلفِ دوتا کی قسم

سب سے بڑھ کر حسین وجمیل

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُمْ خُلُقًا)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام لوگوں سے زیادہ حسین وجمیل اور سب سے بڑھ کر حسن اخلاق والے تھے۔

(صحیح بخاری، باب صفة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج4، ص188، مطبوعہ دارطوق النجلیۃ، صحیح مسلم، باب فی صفة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانہ کان احسن الناس وجہاً، ج4، ص1819، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

((لَمْ أَرْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: میں نے حضور نبی

کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مثل حسین وجمیل نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

(جامع ترمذی، ج5، ص598، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر)

حضرت ابو قرق صافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأُمِّي وَخَالَتِي، فَلَمَّا رَجَعْنَا قَالَتْ لِي أُمِّي وَخَالَتِي: يَا بَنِي، مَا رَأَيْنَا

مِثْلَ هَذَا الرَّجُلِ أَحْسَنَ وَجْهًا، وَلَا أَنْقَى ثَوْبًا، وَلَا أَلْيَنَ كَلَامًا، وَرَأَيْنَا كَالنُّورِ يَخْرُجُ مِنْ فِيهِ)) ترجمہ: میں، میری والدہ اور میری خالہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بیعت کی، جب ہم پلٹے تو میری والدہ اور خالہ نے کہا: اے بیٹے! ہم نے اس شخص کی مثل خوبصورت چہرے والا، پاکیزہ لباس والا اور نرم کلام کرنے والا نہیں دیکھا، اور ہم نے دیکھا کہ گفتگو کے وقت اس کے منہ سے نور نکلتا ہے۔

(مواہب اللدنیہ، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته، ج2، ص20، المكتبة التوفيقية، مصر)

حکایت

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((

ہے۔

(صحیح بخاری، باب صفة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 4، ص 189، مطبوعہ دار طوق النجلاء، صحیح مسلم، باب حدیث توبہ کعب بن مالک وصاحبہ، ج 4، ص 2120، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح چمکیلا تھا؟ تو فرمایا: ((لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ)) ترجمہ: نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس تو سورج و چاند جیسا تھا۔

(صحیح مسلم، باب شبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 4، ص 1823، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حکایت

طارق بن عبد اللہ الحارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم ربذہ سے نکلے اور مدینہ منورہ کے قریب اتر گئے، ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے، (جن کو ہم پہچانتے نہ تھے)، انہوں نے ہمیں سلام کیا، ہم سے پوچھا: آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے جواب دیا: ربذہ سے، اور ہمارے پاس ایک سرخ رنگ کی اونٹنی تھی، فرمایا: اس اونٹنی کو بیچو گے؟ ہم نے کہا: جی ہاں؟ پوچھا: کتنے کی؟ ہم نے جواب دیا: اتنے اتنے صاع کھجوروں کے بدلے میں، کہا: میں نے اسے خریدا، یہ فرما کر اونٹنی کی مہار پکڑ کو چل پڑے اور مدینہ شہر میں داخل ہو گئے، ہم میں سے بعض بعض کو کہنے لگے: کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو، ہم میں کوئی بھی نہ پہچانتا ہے، تو ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ ایک انجان شخص کو بلا قیمت وصول کیے اونٹ دے دیا، ایک عورت جو ہمارے ساتھ ہودج میں بیٹھی ہوئے تھی بولی: ((فَلَا تَلَاوَمُوا فَلَقَدْ رَأَيْنَا رَجُلًا لَا يَغْدِرُ بِكُمْ مَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا أَشْبَهَ بِالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مِنْ

كُنْتُ أَخِيطُ فِي السَّحَرِ فَسَقَطَتْ مِنِّي الْإِبْرَةُ فَطَلَبْتُهَا فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهَا فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَيَّنَتْ الْإِبْرَةُ بِشِعَاعِ نَوْرِ وَجْهِهِ فَأَخْبَرْتَهُ فَقَالَ يَا حَمِيرَاءُ الْوَيْلُ ثُمَّ الْوَيْلُ ثَلَاثًا لِمَنْ حَرَّمَ النَّظَرَ إِلَيَّ وَجْهِي)) ترجمہ: میں سحری کے وقت بیٹھی کچھ سی رہی تھی، میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی، میں نے تلاش کیا مگر کامیاب نہ ہوئی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمرے میں تشریف لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے نور کی روشنی میں سوئی ظاہر ہو گئی یعنی مجھے مل گئی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں عرض کیا (کہ آپ کے رخ انور کی روشنی میں سوئی مل گئی ہے) تو ارشاد فرمایا: اے حمیرا (عائشہ)! اس کے لیے ہلاکت ہے، ہلاکت ہے، ہلاکت ہے جو میرے چہرے کو دیکھنے سے محروم رہا۔

(الخصائص الكبرى، ذكر المعجزات، ج 1، ص 107، دار الكتب العلمية، بيروت، تاريخ دمشق لابن عساکر، باب صفة خلقه ومعرفة خلقه، ج 3، ص 310، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت)

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

متی یبد فی اللیل البہیم جبینہ بلجہ مثل مصباح الدجی المتوقد
ترجمہ: جب اندھیری رات میں آپ کی پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو تاریکی کے روشن چراغ کی مانند چمکتی ہے۔

(زرقانی علی المواہب، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 5، ص 278، دار الكتب العلمية، بیروت)

گویا چاند کا ٹکڑا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ)) ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ ایسا روشن ہوتا گویا کہ چاند کا ٹکڑا

خوبصورت ہیں۔

(جامع ترمذی، باب ماجاء فی لبس الحمرۃ، ج 5، ص 118، مصطفیٰ البانی، مصر ☆ سنن دارمی، باب فی حسن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 202، دارالمغنی للنشر والتوزیع، عرب ☆ مشکوٰۃ المصابیح، باب اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصفاته، الفصل الثانی، ج 3، ص 1613، المكتب الاسلامی، بیروت)

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

يا صاحبَ الجمالِ ويا سيّدَ البشرِ من وجهك المُنيرِ ولقد نُورَ القمرِ
لا يُمكنُ الثناءُ كما كانَ حقُّه بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
ترجمہ: اے حسن و جمال کے مالک اور اے نوع انسانی کے سردار! بلاشبہ
چاند (بھی) آپ کے روشن چہرے سے روشنی پاتا ہے، آپ کی مدح و ثنا کا حقہ تو ممکن
ہی نہیں، بس مختصر بات یہ ہے کہ خدا (خود بخود) کے بعد سب سے زیادہ عزت و عظمت
والے، بزرگی اور تقدس والے، اعزاز و اکرام والے آپ ہی ہیں۔

حکایت

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے نعت شریف لکھی، تین مصرعے لکھے:

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجی بجمالہ

حسن تجميع خصاله

(یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کمال کے سبب بلندی کو پہنچے، ان کے جمال سے اندھیرے چھٹ گئے، ان کی تمام خصلتیں حسین و جمیل ہیں) چوتھے مصرعے کے بارے میں سوچتے رہے، مگر ذہن میں نہ آیا، اسی فکر میں سوئے تو خواب میں حضور جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، فرمایا: جو نعت لکھی ہے سناؤ، تین مصرعے سنائے:

وَجْهَهُ)) ترجمہ: ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو میں نے اس آدمی کو دیکھا ہے وہ تمہیں کبھی دھوکہ نہیں دے گا، اس شخص کے چہرے سے بڑھ کر میں نے چودھویں رات کے چاند سے مشابہ کوئی چیز نہیں دیکھی۔

طارق بن عبد اللہ کہتے ہیں: جب شام کا وقت ہوا تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: تم لوگ ہی ربذہ سے آئے ہو؟ ہم نے جواب دیا: جی ہاں، تو اس نے کہا: ((أَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُمْ وَهُوَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ هَذَا التَّمْرِ حَتَّى تَشْبَعُوا وَتَكْتَلُوا حَتَّى تَسْتَوْفُوا فَأَكَلْنَا مِنَ التَّمْرِ حَتَّى شَبِعْنَا، وَاكْتَلْنَا حَتَّى اسْتَوْفَيْنَا)) ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہوں، انہوں نے تمہیں فرمایا ہے کہ تم ان کھجوروں سے پیٹ بھر کر کھا بھی لو اور اپنی قیمت بھی پوری کر لو، تو ہم نے پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں بھی اور اپنی قیمت کے مطابق لے بھی لیں۔

(المستدرک للحاکم، ذکر اخبار سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، ج 2، ص 668، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

چاند سے بڑھ کر خوبصورت

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حُمْرَاءُ، فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا، کبھی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف دیکھتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ کا حلہ زیب تن کیا ہوا تھا، (بالآخر) میرا فیصلہ یہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ

وَإِذَا نَظَرْتُ إِلَى أَسْرَةٍ وَجْهَهُ بَرَقَتْ كَبْرُقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ
ترجمہ: جب میں اس کے چہرے تابش کی طرف دیکھتا ہوں تو اس کے
رخساروں کی چمک مثل ہلالی نظر آتی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، عائشہ زوج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 2، ص 45، دارالکتاب
العربی، بیروت) تاریخ بغداد، معمر بن المثنیٰ ابو عبیدہ التیمی، ج 15، ص 338، دارالغرب
الاسلامی، بیروت) زرقانی علی الموابہب، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته صلی اللہ
علیہ وسلم، ج 5، ص 535، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

صحابی رسول حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

فَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنٍ وَأَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبْرَأً أَمِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ
ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جمیل (حسین) کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، آپ
سے زیادہ کامل کسی ماں نے جناہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا
ہے گویا جیسے آپ نے چاہا ویسے ہی آپ کو پیدا کیا گیا۔

(المستطرف فی فن مستطرف، ما قبل فی الشعر، ج 1، ص 263، عالم الکتب، بیروت) مختارات
من اجل الشعر فی مدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، باب محمد الانسان الکبیر، ج 1، ص 10،
دارالمعرفہ، دمشق) سلك الدرر فی اعیان القرن، ج 2، ص 191، دارالبشائر الاسلامیہ، دار ابن حزم)

بعض کتابوں میں مذکورہ بالا شعریوں لکھا ہے:

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبْرَأً أَمِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ
ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھ نے دیکھا نہیں
(کیونکہ) آپ جیسا حسین وجمیل کسی ماں نے جناہی نہیں۔ آپ تو ہر عیب سے پاک

بلغ العالی بکماله کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله
پھر چپ ہو گئے، تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہو

صلوا علیہ والہ

اس طرح ان کا شعر مکمل ہو گیا:

بلغ العالی بکماله کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله صلوا علیہ والہ

(یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کمال کے سبب بلندی کو پہنچے، ان
کے جمال سے اندھیرے چھٹ گئے، ان کی تمام خصلتیں حسین وجمیل ہیں، ان پر اور
ان کی آل پر درود بھیجو)۔

حکایت

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی
ہیں: میں چرخہ کات رہی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے بیٹھے اپنے
جوتے کو پیوند لگا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی پر پسینے کے قطرے
تھے جن سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں، (اس حسین منظر کو دیکھ کر) میں حیران رہ
گئی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حیران دیکھ کر فرمایا: تجھے کیا ہوا کیوں حیران
ہو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا: آپ کی پیشانی پر پسینے کے قطرے ہیں جن سے نور کی
شعاعیں نکل رہی ہیں، اگر ابوبکر ہذلی (عرب کا مشہور شاعر) آپ کو (اس حالت
میں) دیکھ لیتا تو یقین کر لیتا کہ اُس کے اس شعر کے مصداق آپ ہی ہیں، اس نے کہا
ہے:

یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے، فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ کام کاج چھوڑ کر جلدی جلدی آپ کو دیکھنے آرہے تھے، میں بھی آ گیا، فرماتے ہیں: ((فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ (رَأَيْتُ، الْخِصَائِصَ الْكَبْرَى) وَجَهَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ)) ترجمہ: جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب اطعام الطعام، ج 2، ص 1083، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت، سنن ترمذی، ج 4، ص 652، مصطفیٰ البابی، مصر، المستدرک للحاکم، واما حدیث عبد اللہ بن عمرو، ج 4، ص 176، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الخصائص الکبریٰ، فوائد فی تعدد الاسراء، ج 1، ص 314، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حسن یوسف، موازنہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: "قَالَ أَبُو نَعِيمٍ أَعْطَى يُوسُفَ مِنَ الْحَسَنِ مَا فَاقَ بِهِ الْأَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِينَ بِلِ وَالْخَلْقَ أَجْمَعِينَ وَنَبِيْنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ تَيَّ مِنَ الْجَمَالِ مَا لَمْ يُوْتَهُ أَحَدٌ وَلَمْ يُؤْتِ يُوسُفَ إِلَّا شَطْرَ الْحَسَنِ وَأَوْ تَيَّ نَبِيْنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيعَهُ" ترجمہ: حضرت ابو نعیم فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام کو تمام انبیا و مرسلین علیہم السلام بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حسن دیا گیا، (مگر) ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ حسن و جمال دیا گیا جو کسی کو نہیں دیا گیا، یوسف علیہ السلام کو حسن کا صرف ایک جز دیا گیا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کل حسن عطا ہوا۔

(الخصائص الكبرى، ذكر موازنة الانبياء في فضائلهم بفضائل، ج 2، ص 309، دارالكتب

پیدا کیے گئے ہیں گویا کہ آپ ایسے پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ آپ خود چاہتے ہیں۔

گویا چہرہ اقدس میں سورج چل رہا ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین و جمیل کسی کو نہیں دیکھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ سورج آپ کے چہرہ اقدس میں چل رہا ہے۔

(جامع ترمذی، باب فی صفة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 5، ص 604، مصطفیٰ البابی، مصر، مشکوٰۃ المصابیح، ج 3، ص 1614، المكتبة الاسلامی، بیروت)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے نے حضرت ربیع بنت معوذ صحابیہ سے عرض کیا کہ ہمارے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کریں، تو انہوں نے فرمایا: ((يَا بَنِي لَوْ رَأَيْتَهُ، رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً)) ترجمہ: اے بیٹے! اگر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو سمجھتے کہ چمکتا ہوا سورج ہے۔

(سنن دارمی، باب فی حسن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 204، دارالمغنی للنشر والتوزيع، عرب، مشکوٰۃ المصابیح، باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصفاته، الفصل الثاني، ج 3، ص 1613، المكتبة الاسلامی، بیروت)

جیسا کہ موتی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْهَرَ اللَّوْنِ، كَأَنَّ عَرَقَهُ اللَّوْلُو)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید روشن تھا، پسینے کی بوند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اقدس پر ایسی نظر آتی جیسا کہ موتی۔

(صحیح مسلم، باب طیب رائحة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 4، ص 1815، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

مثل آئینہ

نہایہ ابن اثیر میں ہے: "إِذَا سُرِّفَكَأَنَّ وَجْهَهُ الْمِرَاةَ، وَكَأَنَّ الْجُدْرُتَلَاحِكَ وَجْهَهُ الْمَلَا حِكَةَ: شِدَّةُ الْمَلَاءَمَةِ: أَيُ يُرَى شَخْصُ الْجُدْرِ فِي وَجْهِهِ" ترجمہ: نبی کریم ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مثل آئینے کے ہو جاتا (چیزوں کا عکس آپ کے چہرے انور پر نظر آتا) گویا کہ دیواریں آپ کے چہرہ اقدس پر نظر آتیں۔

(نہایہ فی غریب الحدیث والاثر، لحک، ج 4، ص 238، المكتبة العلمیہ، بیروت، المواہب اللدنیہ، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته، ج 2، ص 11، المكتبة التوفیقیہ، مصر)

شمع رسالت کے پروانے

شفاء شریف میں ایک روایت ہے: ((كَانَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ (لَا عَجَبَ وَنَمَّحٌ يَنْظُرُ إِلَيْهِ لَا يَطْرُقُ)) یعنی نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی تھے، جو آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کو اس طرح جھکتی باندھ کر دیکھتے تھے کہ آنکھ جھپکتے ہی نہ تھے۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا: ((مَا بَالُكَ؟)) یعنی آپ کے اس طرح دیکھنے کی وجہ کیا ہے؟

ان صحابی نے عرض کیا: ((بَأْسَى أَنْتَ وَأُمَّيْ أُنْتَمَّتْ مِنْ النَّظَرِ إِلَيْكَ)) میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں آپ کی زیارت کر کے لذت حاصل کر رہا ہوں۔ ((فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ رَفَعَكَ اللَّهُ بِتَفْضِيلِهِ)) یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى مَنْ يَنْظُرُ إِلَيْكَ)) یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى مَنْ يَنْظُرُ إِلَيْكَ)) یعنی میں تو وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تو آپ کی زیارت کیسے ہوگی؟؟۔

(العلمیہ، بیروت)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں: کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنان مصر (مصر کی عورتوں) نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے اور بعض لوگ ان کو دیکھ کر مر جاتے تھے مگر آپ کو دیکھ کر کسی کی ایسی حالت نہیں ہوئی، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمالی مستور عن اعین الناس غیبرہ من اللہ عزوجل ولو ظهر لفعل الناس اکثر مما فعلوا حین راوا یوسف، یعنی میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے اور اگر آشکار ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا۔

(در الثمین فی مبشرات النبی الامین، ص 7)

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں

سرکٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ علامہ قرطبی نے بعض علما کے حوالے سے نقل کیا

ہے کہ: "لم يظهر لنا تمام حسنه صلى الله عليه وسلم لانه لو ظهر لنا تمام حسنه لما أطاقت أعيننا رؤيته صلى الله عليه وسلم" ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ کا پورا حسن وجمال ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا کیونکہ اگر آپ کا پورا حسن وجمال ظاہر کیا جاتا تو ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی طاقت نہ رکھتیں۔

(المواہب اللدنیہ، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته صلى الله تعالى عليه

وسلم، ج 2، ص 5، المكتبة التوفیقیہ، مصر)

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو

وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

اس وقت یہ آیت پاک نازل ہوئی: ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (پ5، النساء، 69)

(الشفاعت بتعريف حقوق المصطفى، الفصل الثانی ثواب محبته صلى الله تعالى عليه وسلم، ج2، ص48، دار الفیحاء، عمان)

جس وقت آپ یاد آجاتے ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، وَإِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي، وَإِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَكْدِي، وَإِنِّي لَأَكُونُ فِي الْبَيْتِ فَأَذْكُرُكَ فَمَا أَصْبِرُ حَتَّى آتِيكَ فَانظُرْ إِلَيْكَ فَإِذَا ذَكَرْتُ مَوْتِي وَمَوْتَكَ عَرَفْتُ أَنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعَتْ مَعَهُ النَّبِيُّينَ، وَإِنِّي وَإِنْ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ خَشِيتُ أَنْ لَا أَرَكَ. فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا حَتَّى نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَذِهِ الْآيَةِ (وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ، وَالصَّادِقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ، وَالصَّالِحِينَ، وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا)) ترجمہ: ایک شخص نے رسول اللہ عزوجل وصلى الله عليه وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ عزوجل وصلى الله عليه وسلم! آپ یقیناً میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں، جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آجاتے ہیں تو جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو

دیکھ نہ لوں قرار نہیں آتا، لیکن اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد جنت میں داخل ہو کر آپ انبیا کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام میں ہونگے اور میں نیچے درجے میں ہونے کے سبب اندیشہ کرتا ہوں کہ کہیں آپ کو نہ دیکھ سکوں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر ہوئے: ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (پ5، النساء، 69) (حلیۃ الاولیاء، ج4، ص239، دارالکتاب العربی، بیروت)

زیارت نصیب نہ ہو تو مر جاؤں

ایک انصاری صحابی (عبداللہ بن زید انصاری) رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: ((والله يا رسول الله لانت أحب إلى من نفسي ومالي وولدي واهلي، ولولا أن آتيك فأراك لرأيت أن أموت)) ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم آپ مجھے اپنی جان، مال، اولاد اور اہل سے زیادہ محبوب ہیں، اگر مجھے آپ کا دیدار نصیب نہ ہو تو مجھے لگتا ہے کہ میری موت واقع ہو جائے۔

(مواہب اللدنیہ، ومنہا المیل الی ما یوافق الانسان، ج2، ص620، المكتبة التوفيقية، مصر)

میری آنکھیں واپس لے لے

انہی عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب انہیں ان کے بیٹے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر دی، وہ اس

فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ﴿١٠﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اس کے
رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق
اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(مواہب اللدنیہ، ومنہا المیل الی ما یوافق الانسان، ج 2، ص 620، المكتبة التوفیقیہ، مصر)

شدید پیاس میں پانی کی محبت سے بڑھ کر

حضرت مولیٰ علی رضی (لہ تعالیٰ عنہ) سے کسی نے پوچھا: ((کیف کان
حُبُّكُمْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى (لہ عنہ) وَنَمَّحَ؟)) ترجمہ: آپ لوگ یعنی صحابہ رسول اللہ صَلَّى (لہ
عنہ) وَنَمَّحَ سے کتنی محبت کرتے تھے۔

جواباً ارشاد فرمایا: ((كَانَ وَاللَّهِ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ أَمْوَالِنَا وَأَوْلَادِنَا وَأَبَائِنَا
وَأُمَّهَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَى الظَّمَا)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى (لہ عنہ) وَنَمَّحَ ہمیں
ہمارے اموال، اولاد، آبا اور امہات سے بڑھ کر محبوب تھے، کسی پیاسے کو شدید پیاس
میں ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں اس سے کہیں بڑھ کر اپنے آقا سے محبت
تھی۔

(الشفاب تعریف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، الفصل الثالث ماروی عن السلف
والائمة، ج 2، ص 51، 52، دار الفیحاء، عمان)

ما اجملك ما احسنتك

تاجدارِ گوڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ (لہ عنہ) فرماتے ہیں: مدینہ عالیہ کے سفر
میں بمقام وادی حرا ڈاکوؤں کے حملے کی پریشانی کی وجہ سے مجبوراً عشا کی سنتیں مجھ
سے رہ گئیں، مولوی محمد غازی مدرسہ صولتینہ میں شغلِ تعلیم و تدریس چھوڑ کر حسن ظن کی

وقت باغ میں کام کر رہے تھے، (وصال کی خبر سن کر نہایت غمزدہ ہو گئے)، بارگاہ الہی
میں یہ عرض کی: ((اللهم اذهب بصری حتی لا أرى بعد حبیبی محمد
أحدا)) ترجمہ: اے اللہ! میری آنکھیں واپس لے لے تاکہ میں اپنے محبوب آقا صَلَّى
(لہ عنہ) وَنَمَّحَ کے بعد کسی دیکھ نہ سکوں۔

((فكف بصره)) ترجمہ: ان کی نظر اسی وقت چلی گئی۔

(مواہب اللدنیہ، ومنہا المیل الی ما یوافق الانسان، ج 2، ص 620، المكتبة التوفیقیہ، مصر)

زیارت نہ ہو تو بے قرار ہو جاتا ہوں

حضرت ثوبان رضی (لہ تعالیٰ عنہ) حضور صَلَّى (لہ عنہ) وَنَمَّحَ سے شدید محبت کرتے تھے
، آپ کی زیارت کے بغیر صبر و قرار نہ آتا تھا، ایک دن جان عالم صَلَّى (لہ عنہ) وَنَمَّحَ کی بارگاہ
میں حاضر ہوئے، چہرے کا رنگ متغیر تھا، چہرے سے واضح طور پر غم نظر آ رہا تھا، رسول
اللہ صَلَّى (لہ عنہ) وَنَمَّحَ نے ارشاد فرمایا: ((ما غیر لونک؟)) کس چیز نے تیرے رنگ کو
متغیر کر دیا، یعنی غمزدہ کیوں ہو؟

بارگاہ رسالت صَلَّى (لہ عنہ) وَنَمَّحَ میں عرض گزار ہوئے: نہ مجھے کوئی مرض ہے، نہ
کوئی درد، (ہاں درد ہے تو یہ ہے کہ) اگر میں آپ کی زیارت نہ کروں تو انتہائی بے
قرار ہو جاتا ہوں، جب تک ملاقات نہ ہو جائے قرار نہیں آتا، پھر مجھے آخرت یاد
آ جاتی ہے، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں وہاں آپ کو دیکھ نہ سکوں، کیونکہ آپ
صَلَّى (لہ عنہ) وَنَمَّحَ تو انبیاء کے ساتھ بلند درجات میں ہوں گے اور میں اگر جنت میں داخل
ہو بھی گیا تو ادنیٰ منزل میں ہوں گا اور اگر جنت میں داخل نہ ہو تو کبھی بھی آپ کی
زیارت نہ کر سکوں گا۔

اس موقع پر یہ آیت پاک نازل ہوئی: ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ

پیر مہر شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے جذبات چل گئے، دل کو بے قراری اور آنکھوں سے اشکباری ہونے لگی تو آپ نے اپنے مشہور نعتیہ کلام میں اس کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

اَجْسَكِ مِيزَاں دِي وَ دِهِي اے کیوں ڈڑی اداس گھنیری اے
 لُوں لُوں وَج شوق چنگیری اے اَج نیناں نے لائیاں کیوں جھڑپاں
 سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا اَجْمَلَكِ مَا اَحْسَنَكِ مَا اَكْمَلَكِ
 کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جاڑیاں

(فیضان پیر مہر علی شاہ بحوالہ مہر منیر، ص 1 تا 3، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بنا پر بغرض خدمت اس مقدس سفر میں میرے شریک ہوئے تھے، ان رفقا کی معیت میں میں قافلے کے ایک طرف سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضور جان عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سیاہ عربی جبہ زیب تن فرمائے تشریف لا کر اپنے جمال باکمال سے مجھے نئی زندگی عطا فرماتے ہیں، ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک مسجد میں بحالت مراقبہ دوزانو بیٹھا ہوں، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے قریب تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ آل رسول کو سنت ترک نہیں کرنا چاہیے۔

میں نے اس حالت میں آنجناب کی دو پنڈلیوں کو جو ریشم سے بھی زیادہ لطیف تھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر نالہ و فغاں کرتے (یعنی روتے بلکتے) ہوئے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنا شروع کیا اور عالم مدہوشی میں روتے ہوئے عرض کی کہ حضور کون ہیں؟ جواب میں وہی ارشاد ہوا کہ آل رسول کو سنت ترک نہیں کرنا چاہیے، تین بار یہی سوال و جواب ہوتے رہے۔ تیسری بار میرے دل میں ڈالا گیا کہ جب آپ ندائے یا رسول اللہ سے منع نہیں فرما رہے تو ظاہر ہے کہ خود آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہیں، اگر کوئی اور بزرگ ہوتے تو اس کلمے سے منع فرماتے، اس حسن و جمال باکمال کے متعلق کیا کہوں! اس ذوق و مستی و فیضان کرم کے بیان سے زبان عاجز ہے اور تحریر لنگ (تحریر لاچار ہے) البتہ بادہ خواران عشق و محبت (یعنی شراب محبت پینے والوں) کے حلق میں اب آیات (اشعار) کے ایک جُرعہ (گھونٹ) اور نانہہ (مشک کی تھیلی) سے ایک فقہ (خوشگوار مہک) ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

وادی حرام میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دیدار پر انوار سے مشرف ہونے والے مذکورہ واقعے اور وقت دیدار ہونے والی کیفیت کو یاد کر کے ایک مرتبہ حضرت

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے
(ج) یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم جہاں سے بھی درود پڑھیں ہماری آواز حضور صلی
اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔

ہم یہاں سے پڑھیں وہ مدینے سنیں ان کی اعلیٰ سماعت پہ لاکھوں سلام
دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ سماعت

زیر عرش چاند کے گرنے کی آواز کا سننا

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے حضور سے عرض کی: مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا،
(رَأَيْتَكَ فِي الْمَهْدِ تُنَاغِي الْقَمَرَ وَتُشِيرُ إِلَيْهِ بِأَصْبُعِكَ فَحَيْثُ أَشْرَتْ إِلَيْهِ
مَالَ) ترجمہ: میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس
طرح انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((إِنِّي كُنْتُ أُحَدِّثُهُ وَيُحَدِّثُنِي
وَيُلْهِمُنِي عَنِ الْبُكَاءِ، وَأَسْمَعُ وَجِبَّتَهُ حِينَ يَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ)) ترجمہ: ہاں
میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس
کے گرنے کی آواز سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے میں گرتا۔

(الخصائص الكبرى بحواله البيهقي والصابوني وغيره، باب مناغاة للقمر، ج 1، ص 53، مركز
ابلسنت، گجرات الہند دلائل النبوة للبيهقي، باب ماجاء في حفظ الله تعالى، ج 2، ص 41،
دارالكتب العلمیہ، بیروت دلائل النبوة والنهاية، باب مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج 2،

(9) سماعت و بصارت

ابن قیم (المتوفى 751 هـ) نے جلاء الافہام میں روایت نقل کی ہے ((عَنْ
أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثُرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدِ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ
حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِي إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ
تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ)) ترجمہ: حضرت ابو دراضی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر جمعہ والے دن کثرت کے درود پڑھا
کرو کہ یہ یوم مشہود ہے، اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں، کوئی آدمی بھی مجھ پر درود بھیجتا
ہے وہ جہاں بھی ہو اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے، ہم (صحابہ) نے عرض کیا: اور وصال
فرمانے کے بعد بھی (درود کی آواز آپ تک پہنچے گی)؟ ارشاد فرمایا: جی ہاں! اپنے
وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے
اجسام کو کھائے۔

(جلاء الافہام، واما حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ، ج 1، ص 127، دارالعروبة، الكويت)

اس حدیث پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(1) درود پاک کی کثرت عام دنوں میں بھی کرنی چاہیے مگر جمعہ والے دن
خصوصی طور پر کثرت کرنی چاہیے، کیونکہ اس کی ترغیب غمخوار امت صلی اللہ علیہ وسلم نے
خود دلائی ہے کہ اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔

(ب) یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ
حَسْبِي يَرْزُقُنِي)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ انبیاء علیہم السلام کے
اجسام کو کھائے، اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ما ذکر وفاته صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 1، ص 524، داراحیاء الكتب

فرمایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے تاکہ نماز کے لیے وضو فرمائیں، میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوران وضو تین مرتبہ فرمایا: لَبِيْكَ لَبِيْكَ لَبِيْكَ، اور تین مرتبہ فرمایا: تمہاری مدد کی گئی، تمہاری مدد کی گئی، تمہاری مدد کی گئی، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ دوران وضو فرما رہے تھے: لَبِيْكَ لَبِيْكَ لَبِيْكَ، تمہاری مدد کی گئی، تمہاری مدد کی گئی، تمہاری مدد کی گئی، گویا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی انسان سے کلام فرما رہے تھے، کیا آپ کے ساتھ کوئی تھا؟ فرمایا: بنی کعب کا راجز مجھے مدد کے لیے پکار رہا تھا، اس کا گمان تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنی بکر کی مدد کی ہے۔

(المعجم الصغير، من اسمه احمد، ج 2، ص 167، المكتبة الاسلامی، بیروت، دلائل النبوة لاسماعيل الاصبھانی، ص 73، 74، دارطیبة، ریاض)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میلوں دور موجود راجز کی آواز بھی سن رہے ہیں اور نصرت نصرت نصرت فرما کر ان کی مدد بھی فرما رہے ہیں، حالانکہ وہ مکہ میں تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ میں۔ فریاد امتی جو کرے حال زار میں ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

حضور کی برکت سے صحابہ نے بھی آواز سن لی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ سَمِعَ وَجِبَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَدْرُونَ مَا هَذَا؟ قَالَ: قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: هَذَا حَجْرٌ رَمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مِنْذُ سَبْعِينَ خَرِيْفًا، فَهُوَ يَهُوِي فِي النَّارِ الْآنَ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَعْرِهَا)) ترجمہ: ہم حضور سید

326، دار احیاء التراث العربی، بیروت، کنز العمال، ج 11، ص 383، مؤسسة الرسالة، بیروت)

میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ)) ترجمہ: میں وہ دیکھتا ہوں جو تم میں کوئی نہیں دیکھتا اور میں وہ سنتا ہوں جو تم میں سے کوئی نہیں سنتا۔

(جامع الترمذی، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لو تعلمون ما اعلم الخ، ج 4، ص 556، مطبعة مصطفى البابي، مصر)

مزید فرماتے ہیں: ((أَطَّتِ السَّمَاءُ، وَحَقَّ لَهَا أَنْ تَنْطَبَّ مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَأَضَعُ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ)) ترجمہ: آسمان چرچرا رہا ہے اور وہ صحیح ہی چرچرا رہا ہے (کیونکہ) اس میں چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں جہاں فرشتہ رب کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔

(جامع الترمذی، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لو تعلمون ما اعلم الخ، ج 4، ص 556، مطبعة مصطفى البابي، مصر)

واللہ وہ سن لیں گے

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاتَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا، فَقَامَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ فِي مَتَوَضَّئِهِ: لَبِيْكَ لَبِيْكَ ثَلَاثًا، نَصِرْتَ نَصِرْتَ، ثَلَاثًا، فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِي مَتَوَضَّئِكَ: لَبِيْكَ لَبِيْكَ ثَلَاثًا، نَصِرْتَ نَصِرْتَ، ثَلَاثًا، كَأَنَّكَ تَكَلِّمُ إِنْسَانًا، فَهَلْ كَانَ مَعَكَ أَحَدٌ؟ فَقَالَ: هَذَا رَاجِزُ بَنِي كَعْبٍ يَسْتَصْرِخُنِي، وَيَزْعَمُ أَنَّ قَرِيْشًا أَعَانَتْ عَلَيْهِمْ دَبْنِي بَكْرٍ)) ترجمہ: ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے قیام

سلام سننا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ((كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا قَالَ مَرِيْبِي جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فِي مَلَأَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ)) ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے کس کو سلام کیا ہے، ارشاد فرمایا: جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ (اوپر سے) گزر رہے ہیں، انہوں نے مجھے سلام کیا ہے (تو اس کا میں نے جواب دیا ہے)۔

(الخصائص الكبرى، قصة اسلام خالد ابن وليد رضي الله تعالى عنه، ج 1، ص 433، دارالكتب العلمية، بيروت)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عَمِيْسٍ قَرِيْبَةٌ مِنْهُ إِذْ رَدَّ السَّلَامَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَسْمَاءُ، هَذَا جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مَعَ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور حضرت اسماء بنت عمیس ان کے قریب موجود تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: اے اسماء! یہ جعفر بن ابی طالب جبریل اور میکائیل علیہما السلام کے ساتھ گزر رہے ہیں تو انہوں نے ہم پر سلام کیا ہے تو تو بھی انہیں سلام کا جواب دے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ذکر مناقب جعفر بن ابی طالب، ج 3، ص 234، دارالكتب

المبلغین، جناب رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گرجدار آواز سنی تو ہم سے استفسار فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ آواز کیسی تھی؟ ہم نے عرض کی: اللہ ورسولہ اعلم یعنی اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک پتھر تھا جس کو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا وہ اب تک اس میں گر رہا تھا یہاں تک کہ اب اس کی تہہ میں پہنچ گیا۔

(صحیح مسلم، باب فی شدة حر نار جہنم، ج 4، ص 2184، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

عذاب قبر کی آواز

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت نکلے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز سنی، ارشاد فرمایا: ((يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا)) ترجمہ: یہودیوں کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

(صحیح بخاری، باب التعوذ من عذاب القبر، ج 2، ص 99، دارطوق النجاة)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ((يَا بَلَالُ هَلْ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ؟ قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَسْمَعُهُ، قَالَ: أَلَا تَسْمَعُ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ)) ترجمہ: اے بلال! کیا تم سنتے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ عرض کیا: نہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم میں اسے نہیں سنتا۔ ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں سنتے کہ قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، اما حدیث معمر، ج 1، ص 98، دارالكتب العلمية، بیروت)

امام حاکم اور علامہ ذہبی نے اس حدیث پاک کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، اما حدیث معمر، ج 1، ص 98، دارالكتب العلمية، بیروت)

پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے، تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔ (صحیح بخاری، باب التواضع، ج 8، ص 105، دار طوق النجاة)

اس کے تحت تفسیر کبیر میں ہے:

”وَكَذَلِكَ الْعَبْدُ إِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ إِلَى الْمَقَامِ الَّذِي يَقُولُ اللَّهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا فَإِذَا صَارَ نُورٌ جَلالِ اللَّهِ سَمْعًا لَهُ سَمِعَ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ بَصَرًا لَهُ رَأَى الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ يَدًا لَهُ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيدِ وَالْقَرِيبِ“ ترجمہ: اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر پیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ((كنت له سمعاً وبصراً)) (یعنی میں سماعت اور بصارت بن جاتا ہوں) فرمایا ہے، جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آوازیں سننے لگ جاتا ہے اور جب یہی نور اس کی بصر ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل و آسانی میں دور و قریب تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر، سورۃ الکہف، آیت 9 تا 12، ج 21، ص 436، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

جب اولیاء اللہ کی یہ شان ہے تو باعث تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت و بصارت کا عالم کیا ہوگا۔

دربان بارگاہ رسالت کی سماعت

امام بخاری اپنی تاریخ میں روایت نقل کرتے ہیں، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ أَعْطَى مَلَكًا أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ، قَائِمًا عَلَى قَبْرِي)) ترجمہ: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے

(العلمیہ، بیروت)

اہل محبت کا درود خود سنتے ہیں

دلائل الخیرات شریف میں ہے: ((قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ أَرَأَيْتَ صَلَوةَ الْمُصَلِّينَ عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَأْتِي بِعَدَدِكَ مَا حَالَهُمَا عِنْدَكَ فَقَالَ أَسْمَعُ صَلَوةَ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ)) ترجمہ: جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کی بارگاہ میں دور رہنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درودوں کا کیا حال ہے تو ارشاد فرمایا: ہم محبت والوں کے درود کو خود سنتے ہیں اور ان کو پہچانتے ہیں۔

(دلائل الخیرات، ص 35، مطبع کریمی، بمبئی)

یہ شان ہے ان کے غلاموں کی

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ((إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَنَّهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أَحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتَهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لِأَعْطِيَنَّهُ، وَلَكِنَّ اسْتَعَاذَنِي لِأُعِيدَنَّهُ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی شے سے اُس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرأض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے محبوب بنا لیتا ہوں، جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے

گا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں بن فلاں نے اس طرح آپ کی بارگاہ میں درود پاک بھیجا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بندے پر ایک کے بدلے میں دس بار درود پاک بھیجے گا (یعنی رحمت نازل فرمائے گا)۔

(جلاء الافہام، واما حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 1، ص 108، دارالعروہ، کویت)

تمہارے کلام کو سنتے ہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ذکر کن اور او درود بفرست بروئے علیہ السلام و باش در حال ذکر گویا حاضر است پیش تو در حالت حیات و می بینی تو او را متأدب با جلال و تعظیم و ہیبت و حیاء و بدان کہ دے صلی اللہ علیہ وسلم می بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ دے صلی اللہ علیہ وسلم متصف است بصفات الہیہ و یکے از صفات الہی آنست کہ انا جالس من ذکرنی“ ترجمہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو ایسے رہو کہ گویا حضور حالت حیات میں تمہارے سامنے ہیں اور تم ان کو دیکھتے ہو، ادب اور جلال و تعظیم اور ہیبت و حیاء سے رہو اور جانو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیکھتے اور تمہارے کلام کو سنتے ہیں کیونکہ حضور صفات الہیہ سے متصف ہیں اور خدا کی ایک صفت یہ ہے کہ میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں۔

(مدارج النبوة، ج 2، ص 621)

بصارت کی رفعت

مشرق و مغرب سامنے

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے

شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو تمام مخلوقات کے سننے کی طاقت دی ہے، وہ فرشتہ میری قبر انور کے پاس کھڑا رہے گا۔

(التاریخ الكبير للبخاری، عمران بن حمیری، ج 6، ص 416، دائرة المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، دکن)

یہ روایت خصائص کبریٰ میں یوں ہے:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ قَائِمًا عَلَى قَبْرِى فَمَا مِنْ أَحَدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ صَلَاةً إِلَّا أَبْلَغْنِيهَا)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو تمام مخلوقات کے سننے کی طاقت دی ہے، وہ فرشتہ میری قبر انور کے پاس کھڑا رہے گا، جو بھی مجھ پر درود پاک پڑھے گا وہ مجھ تک پہنچائے گا۔

(الخصائص الكبرى، ذکر ما وقع عند وفاته صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 2، ص 489، دارالكتب العلمية، بيروت)

ابن قیم (متوفی 751ھ) نے بھی ”جلاء الافہام“ میں اس روایت کو یوں نقل کیا ہے: ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَمَارُ إِنَّ لِلَّهِ مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ كُلِّهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِى إِذَا مِتَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي يُصَلِّي عَلَيَّ صَلَاةً إِلَّا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ وَأَسْمَأُ أَبِيهِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلِّ عَلَيَّ كَيْفَ فَلَانَ بِنَ فَلَانَ كَذَا وَكَذَا فَيُصَلِّي الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيَّ ذَلِكَ الرَّجُلُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرًا)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمار! بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اس نے تمام مخلوقات کے سننے کی طاقت دی ہے، جب میرا وصال ہوگا اس وقت سے قیامت تک وہ میرے مزار پر کھڑا رہے گا، جب بھی کوئی میرا امتی مجھ پر درود پاک بھیجے گا تو وہ فرشتہ اس کا نام اور اس کے والد کا نام لے کر کہے

عَدِيَّةٌ وَنَمَّحٌ نے اس جنگ کرنے والے لشکر کے سپہ سالاروں حضرت زید، حضرت جعفر، حضرت ابن رواحہ کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی ان کی شہادت کی خبر اپنے صحابہ کرام علیہم السلام (مدینہ منورہ ہی میں) دے دی، فرمایا: اب زید نے جھنڈا پکڑا اور وہ شہید ہو گئے، پھر جھنڈا جعفر نے پکڑ لیا اور وہ شہید ہو گئے، پھر جھنڈا ابن رواحہ نے پکڑ لیا اور وہ شہید ہو گئے، حضور ﷺ یہ بتا بھی رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہیں، (پھر فرمایا:) یہاں تک کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد ابن ولید نے پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا فرمادی۔

(صحیح بخاری، باب غزوة موتة من ارض الشام، ج 5، ص 143، مطبوعہ دارطوق النجاة)

دنیا سے حوض کوثر کو دیکھنا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((إِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ)) ترجمہ: اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوة على الشهيد، ج 2، ص 91، مطبوعہ دارطوق النجاة)

صحیح بخاری کی ایک اور حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں ((إِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضُ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا، وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تَشْرِكُوهُ، وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَتَنَافَسُوهَا)) ترجمہ: میرے تمہارے وعدے (ملاقات) کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اسی جگہ سے اسے دیکھ رہا ہوں، اور مجھے تم پر یہ خوف نہیں کہ تم شرک کرو گے لیکن مجھے تم پر یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے مال کو ایک دوسرے سے حاصل کرنے کی لالچ کرو گے۔

(صحیح بخاری، باب غزوة احد، ج 5، ص 94، مطبوعہ دارطوق النجاة)

ارشاد فرمایا: ((إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری لیے زمین کو اٹھا دیا تو میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔

(صحیح مسلم، باب بلاك هذه الامة بعضهم ببعض، ج 4، ص 2215، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ساری دنیا ایسے جیسے ہتھیلی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هَذِهِ)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری لیے زمین کو اٹھا دیا، تو میں اس کو اور اس میں موجود ہر چیز کو قیامت تک دیکھ رہا ہوں، جیسا کہ اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، حدیث حدیر بن کریم، ج 6، ص 101، دارالکتاب العربی، بیروت، کنز العمال بحوالہ طبرانی، ج 11، ص 559، مؤسسة الرسالہ، بیروت، مواہب اللدنیہ، الفصل الثالث فی انباءہ، ج 3، ص 129، المكتبة التوفيقية، القاهرة)

مدینہ منورہ سے مقام موتہ

مدینہ منورہ سے بہت دور مقام موتہ میں جنگ ہو رہی تھی، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا، وَجَعَفْرًا، وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ، فَقَالَ: أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدٌ فَأَصِيبُ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأَصِيبُ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبُ وَعَيْنَاهُ تَذْرَفَانِ: حَتَّى أَخَذَ الرَّأْيَةَ سَيْفٌ مِنْ سَيْوَفِ اللَّهِ، حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ)) ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے

جنتی خوشہ کو دیکھا اور پکڑا

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْنَاكَ تَنَاولْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعَّكَمْتَ، قَالَ: إِنِّي أُرِيتُ الْجَنَّةَ، فَتَنَّاوَلْتُ مِنْهَا عُنُقُودًا، وَلَوْ أَخَذْتُهَا لَأَكَلْتُمُ مِنْهُ مَا بَقِيَتْ (الدُّنْيَا)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی، صحابہ کرام علیہم السلام نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنے مقام پر کھڑے کھڑے کوئی چیز توڑ رہے ہیں، فرمایا: بے شک میں نے جنت کو ملاحظہ فرمایا اور اس میں سے ایک خوشہ پکڑا، اگر میں یہ خوشہ لے آتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے۔

(صحیح بخاری، باب رفع البصر الى الامام في الصلوة، ج 1، ص 150، مطبوعہ دارطوق النجاة)

آگے پیچھے سے یکساں دیکھنا

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وِرَائِي كَمَا أَرَاكُمْ)) ترجمہ: میں تمہیں پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے تمہیں دیکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلوة، باب عظة الامام الناس في اتمام الصلوة وذكر القبلة، ج 1، ص 91، مطبوعہ دارطوق النجاة)

دل کا خشوع بھی پوشیدہ نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: ((هَلْ تَرَوْنَ قِبَلْتِي هَاهُنَا، فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ، إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وِرَائِي ظَهْرِي)) ترجمہ: تم کیا یہی دیکھتے ہو کہ میرا منہ ادھر ہے؟ اللہ کی قسم نہ مجھ پر تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ ہی تمہارا رکوع، میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلوة، باب عظة الامام الناس في اتمام الصلوة وذكر القبلة، ج 1، ص 91، مطبوعہ دارطوق النجاة)

مستقبل کے فتنے دیکھنا

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی ایک پہاڑی پر کھڑے ہو کر صحابہ کرام علیہم السلام سے پوچھا: ((هَلْ تَرَوْنَ مَا أُرِي، إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بَيُوتِكُمْ كَمَا وَقِعَ الْقَطْرُ)) ترجمہ: کیا تم دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں تمہارے گھروں میں بارش کی طرح فتنے گرتے دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح بخاری، باب آطام المدينة، ج 3، ص 21، مطبوعہ دارطوق النجاة)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((إِنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ. قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَقْبَلَ يَصْبِيحُ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ: يَا سَارِيَةُ الْجَبَلِ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلِ فَقَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوْنَا فَهَزَمُونَا فَأِذَا صَائِحٌ يَصْبِيحُ: يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ فَاسْتَنْدْنَا بِأَظْهُرِنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ)) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر (ایک مہینہ کی مسافت پر نہاوند) بھیجا،

قریب اور بعید کو دیکھتا ہے اور جب یہ نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسانی میں دور اور قریب میں تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر، سورة الکہف، آیت 9 تا 12، ج 21، ص 436، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کا یا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”وعزة ربي ان السعداء والاشقياء ليعرضون على عيني في اللوح المحفوظ“ ترجمہ: عزت الہی کی قسم! بے شک سب سعید و شقی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے۔

(بہجة الاسرار، ذکر کلمات اخبر بها عن نفسه محدثا بنعمة ربه، ص 50، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

مزید آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”لواللجام الشريعة على لسانی لاخبرتکم بما تاکلون و ماتدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کا لقواریری مافی بواطنکم وظواہرکم“ ترجمہ: اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں اندوختہ کر کے رکھتے ہو تم میرے سامنے شیشہ کی مانند ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں۔

(بہجة الاسرار، ذکر کلمات اخبر بها عن نفسه محدثا بنعمة ربه، ص 55، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

اس پر حضرت ساریہ کو امیر بنایا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوران خطبہ منبر پر حضرت ساریہ کو پکارا: اے ساریہ پہاڑ کو لو، اے ساریہ پہاڑ کو لو۔ پھر جب اس لشکر سے قاصد آیا، اس سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین! دشمن کی ہم سے لڑائی ہوئی، وہ ہمیں شکست دینے لگا کہ اچانک ہم نے آواز سنی: اے ساریہ پہاڑ کو لو، ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، مآظہر علی ید عمر، ج 1، ص 579، دارالنفائس، بیروت) ☆ دلائل النبوة للبيهقي، باب ماجاء فی اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 6، ص 370، دارالکتب العلمیہ، بیروت) ☆ مشکوة المصابیح، باب الکرامات، الفصل الثالث، ج 3، ص 1678، المكتب الاسلامی، بیروت)

اولیا کی شان

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ((فَإِذَا أَحْبَبْتَهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا)) ترجمہ: جب میں بندے کو اپنے محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

(صحیح بخاری، باب التواضع، ج 8، ص 105، مطبوعہ دار طوق النجاة)

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”فَإِذَا صَارَ نُورٌ جَلَالِ اللَّهِ سَمْعًا لَهُ سَمِعَ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ بَصْرًا لَهُ رَأَى الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ يَدًا لَهُ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيدِ وَالْقَرِيبِ“ ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور بندے کے کان بن جاتا ہے تو وہ قریب و بعید سے سن لیتا ہے اور جب یہ نور اس کی آنکھیں بن جاتا ہے تو بندہ

باندھ کر دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى﴾ ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (پ 27، سورة النجم، آیت 17)

فرق طالب و مطلوب میں دیکھے کوئی قصہ طور و معراج سمجھے کوئی کوئی بے ہوش، جلووں میں گم ہے کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

امام علی بن ابی بکر پیشی رحمہ اللہ علیہ (متوفی 807ھ) فرماتے ہیں: ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً بِيَصْرِهِ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ سر کی آنکھوں سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھوں سے۔

(مجمع الزوائد، باب منه في الاسراء، ج 1، ص 79، مكتبة القدسي، القاهرة)

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”ولما كانت هذه القوة حصلت للكليم بالتجلي فحصل لها للنبي صلى الله عليه وسلم بعد الاسراء“ ترجمہ: جب تجلی کی وجہ سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی قوت بصارت حاصل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بصارت کا معراج کے بعد کیا حال ہوگا۔

(نسيم الرياض شرح شفاء، ج 1، ص 381، دارالكتاب العربي، بيروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَرَأَيْتَهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيْ حَتَّى وَجَدَتْ بُرْدَ أُنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ)) ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر

دماغ نے ارشاد فرمایا ((لَمَّا كَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ كَانَ يُبْصِرُ دَيْبَابَ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظُّلْمَاءِ مِنْ مَسِيرَةِ عَشْرَةِ فَرَاسِخٍ)) ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے کلام کیا (اور تجلی دیکھی) تو وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلہ سے صفا پر دیکھ لیتے۔

(المعجم الصغير للطبراني، من اسمه احمد، ج 1، ص 65، المكتب الاسلامي، بيروت) بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، الفصل الرابع وفور عقله وفصاحة لسانه، ج 1، ص 165، دارالفيحاء، عمان) تفسير ابن كثير، سورة الاعراف، آيت 143، ج 3، ص 425، دارالكتب العلمية، بيروت)

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھا، بلکہ صرف کلام کیا اور تجلی دیکھی، وہ بھی پہاڑ پر پڑی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے، قرآن مجید میں ہے ﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنْ أَنْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی: اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا، پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔

(سورة الاعراف، آیت 143)

اس کلام اور تجلی دیکھنے کی وجہ سے بصارت میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ تیس میل کے فاصلے پر سیاہ چیونٹی سیاہ رات میں سیاہ زمین پر چل رہی ہو تو اسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے تھیلی میں کوئی چیز، تو ان کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا جنہوں نے اپنے رب کو ٹھنکی

(10) میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سب سے بڑی نعمت

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے بیان و اظہار کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (پ30، سورۃ الضحیٰ، آیت 11)

ایک مقام پر فرماتا ہے ﴿وَإِذْ كُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر۔ (پ6، سورۃ المائدہ، آیت 7) سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے ((محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمۃ)) ترجمہ: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمت ہیں۔

(صحیح بخاری، باب قتل ابی جہل، ج5، ص76، مطبوعہ دارطوق النجاة) بلکہ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نعمتوں کی اصل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ (پ4، سورۃ آل عمران، آیت 164)

فضل و رحمت ملنے پر خوشی منانے کا حکم

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا﴾ ترجمہ: اے محبوب! فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کے ملنے) پر چاہئے کہ (لوگ) خوشی کریں۔ (پ11، سورۃ یونس، آیت 58)

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا

چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی، ج5، ص221، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

میں نے تم کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، الفصل الاول فيما جاء من ذلك مجي المدح، ج 1، ص 63، دار الفيحاء، عمان)

بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد و تعریف بعینہ خدا کی یاد ہے، پس جس جس طریقہ سے آپ کی یاد کی جائے گی حسن و محمود رہے گی۔

میلا و شکرِ نعمت

اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے ﴿وَأَشْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو۔

(سورة النحل، سورت 16، آیت 114)

تفسیر روح البیان میں ہے "قال الامام السيوطي فربما يستحب لنا اظهار الشكر لمولده عليه السلام" ترجمہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

(تفسیر روح البیان، فی التفسیر، سورة فتح، سورت 48، آیت 28، جلد 9، صفحہ 56، دار الفکر، بیروت)

امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ میلا و شریف کے متعلق استخراج اصل عمل مولد مبارک میں فرماتے ہیں "وَالشُّكْرُ لِلَّهِ يَحْصُلُ بِأَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ كَالسُّجُودِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالتَّلَاوَةِ، وَأَيُّ نِعْمَةٍ أَعْظَمَ مِنَ النِّعْمَةِ بِبُرُوزِ هَذَا النَّبِيِّ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ؟" ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا شکر کئی قسم کی عبادات مثلاً صیام، سجود، تلاوت، صدقہ خیرات وغیرہ کے ذریعے ادا ہو جاتا ہے اور نبی کریم جو رحمت والے نبی ہیں اس دن ان کے ظہور سے بڑی نعمت اور کون سی ہو سکتی ہے؟

(الحاوی للفتاویٰ بحوالہ ابن حجر، حسن المقصد فی عمل المولد، جلد 1، صفحہ 196، دار الفکر، بیروت)

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

(پ 17، سورة الانبياء، آیت 107)

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات مبارکہ شہد، مبشر، نذیر، داعی باذن اللہ اور سراج منیر بیان کر کے فرماتا ہے ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

(پ 22، سورة الاحزاب، آیت 47)

معلوم ہوا حضور جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل ہیں اور فضل و رحمت ملنے پر خوشی کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے۔

ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر خدا عز و جل ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرو تا کہ فلاح پاؤ۔

(پ 10، سورة الانفال، آیت 45)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بعینہ خدا کا ذکر ہے، حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

(پ 30، سورة الانشراح، آیت 4)

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیدنا ابن عطا فرماتے ہیں: ((جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِنْ ذِكْرِي، فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِي)) یعنی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ

میلا داور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم فرمایا ہے ﴿وَتَعَزَّرُوهُ وَتُوقِّرُوهُ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (پ26، سورۃ الفتح، آیت9)

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے جو افعال کیے جاتے ہیں ان میں سے میلا دمنانا بھی ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے ”ومن تعظیمہ عمل المولد اذا لم یکن فیہ منکر“ ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے میلا دمنانا ہے جبکہ وہ بُری باتوں سے خالی ہو۔

(تفسیر روح البیان، فی التفسیر، سورۃ فتح، سورت 48، آیت 28، جلد9، صفحہ 56، دار الفکر، بیروت)

مذکورہ دلائل میلا د پر اعلیٰ حضرت کا تبصرہ

امام اہل سنت مجددین و ملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ”مذکورہ آیات“ کو دلائل میلا د کے طور پر بیان کر کے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ”اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا﴾ ترجمہ: تم فرما دو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔

اور فرماتا ہے ﴿وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ﴾ ترجمہ: انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔

(پارہ 13، سورۃ ابراہیم، آیت 5)

اور فرماتا ہے ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

(پ30، سورۃ الضحیٰ، آیت 11)

اور فرماتا ہے ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِدًا وَ مَبَشِّرًا وَ نَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَ تَعَزَّرُوهُ وَ تُوقِّرُوهُ﴾ ترجمہ: اے نبی! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر

ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (پ26، سورۃ الفتح، آیت9، 8)

اور فرماتا ہے ﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ ترجمہ: تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا، وہی بامراد ہوئے۔

(پ9، سورۃ الاعراف، آیت 157)

اور فرماتا ہے ﴿لَٰكِنِ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّا كُفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَا ذُخِّنَاكُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾ ترجمہ: اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے

رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو بیشک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔ (پ6، سورۃ المائدہ، آیت 12)

پہلی تینوں آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر

شادیاں مناؤ، لوگوں کو اللہ کے دن یاد دلاؤ، اللہ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اللہ کا کون سا فضل و رحمت، کون سی نعمت اس حبیب کریم علیہ وسلم (فضل الصلوٰۃ والسلام) کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اسی کے صدقے میں عطا

ہوئیں۔ اللہ کا کون سا دن اس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور پر نور کے دن سے بڑا ہے، تو بلاشبہ قرآن کریم ہمیں حکم دیتا ہے کہ ولادتِ اقدس پر خوشی کرو۔ مسلمانوں

کے سامنے اُسی کا چرچا خوب زور شور سے کرو، اسی کا نام مجلس میلاد ہے، بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصاً سید المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم مطلق

کہ دل کی دبی نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا، جانتے ہو کہ اب یہ منکران مجلس و قیام کون ہیں؟ ہاں ہاں وہی ہیں جو اول تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی، ان کی سروری ایسی ہی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری، اُن کی تعریف ایسی ہی کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم، باتوں مثالوں میں چوڑھے چمار سے تشبیہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اور ان سے بہت زائد ان کی دھرم پوتھی تقویۃ الایمان میں مصرح ہیں اور اب تو اور بھی کھیل کھیلے کہ ان کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے۔ جیسا علم غیب ان کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ کلمات ملعونہ۔

مسلمانو! یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک و قیام سے منکر ہیں اب تو سمجھو کہ علت انکار کیا ہے واللہ واللہ بغض محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دیکھو خبردار ہوشیار یہ ہیں وہ جن کی خبر حدیث میں دی تھی کہ ((ذیاب فی ثیاب)) بھڑیے ہوں گے کپڑے پہنے، یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں گرگ خناس۔ اے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیلو! اپنے دشمن کو پہچانو، نہیں نہیں تمہارے دشمن نہیں تمہارے پیارے مالک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن جنہوں نے وہ ملعون گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں لکھیں، چھاپیں اور آج تک اُن پر مصر ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 29، ص 249 تا 251، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

فرماتا ہے، اور قاعدہ شرعیہ المطلق یجری علی اطلاقہ۔ (مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔)

(التوضیح والتلویح، فصل حکم المطلق، ج 1، ص 169، مطبع میر محمد، کراچی)
جو بات اللہ عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کرے گی جو جو کچھ اس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب کو وہ حکم شامل ہے بلا تخصیص شرع جو اپنی طرف سے کتاب اللہ تعالیٰ کے مطلق کو مقید کرے گا تو وہ کتاب اللہ کو منسوخ کرتا ہے جب ہمیں تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تعظیم کی اجازت ہوئی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرمائے۔ یونہی رحمت پر فرحت ایام الہی کا تذکرہ، نعمت ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں جس طریقے سے کیے جائیں، سب امتثال امر الہی (اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی) ہیں جب تک شرع مطہر کسی خاص طریقے پر انکار نہ فرمائے۔ تو روشن ہوا کہ مجلس و قیام پر خاص دلیل نام لے کر چاہنا یا بعینہ اُن کا قرونِ ثلاثہ میں وجود تلاش کرنا زری اوندھی مت ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی رائے سے منسوخ کرنا ہے۔ اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرمائے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق کہا کرے، ہم تو خاص وہ صورت جائز مانیں گے جسے بالتخصیص نام لے کر جائز کیا ہو یا جس کا بہیبت کذائی قرونِ ثلاثہ میں وجود ہوا ہو، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

عقل و دین رکھتے تو جو طریقہ اظہارِ فرحت و تذکرہ نعمت و تعظیم سرکار رسالت دیکھتے اس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ و رسول نے منع تو نہیں فرمایا، اگر اُس کی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ انہیں احکام کی بجا آوری ہے جو ان آیات کریمہ میں گزرے، مگر آدمی دل سے مجبور ہے، محبوب کا چرچا محبت کا چین، اور اس کی تعظیم آنکھوں کی ٹھنڈک اور جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر سے بھی جلے گا تعظیم سے بھی بگڑے گا۔ دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے، آخر نہ دیکھا

(11) سب نے میلاد منایا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

قرآن مجید اور آمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(1) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝﴾ ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائیں جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائیں، تو تم ضرور ضروران پر ایمان لانا اور ضرور ضروران کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ (پ3، سورۃ ال عمران، آیت 81)

(2) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گرا ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان۔ (پ11، سورۃ التوبہ، آیت 128)

(3) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور

روشن کتاب۔

(پ6، سورۃ المائدہ، آیت 15)

(4) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

(پ17، سورۃ الانبیاء، آیت 107)

(5) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿بَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَذَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ (پ22، سورۃ الاحزاب، آیت 45، 46)

(6) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ﴾ ترجمہ: رب العلمین وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ (پ28، سورۃ التوبہ، آیت 33)

سابقہ انبیاء و امتیں اور آمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(1) حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَمَّا بَلَغَ وَلَدُ مَعْدِ بْنِ عَدْنَانَ أَرْبَعِينَ رَجُلًا، وَقَفُوا عَلَى عَسْكَرِ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَهَبُوهُ فَدَعَا عَلَيْهِمْ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا رَبِّ هَؤُلَاءِ وَلَدُ مَعْدٍ قَدْ أَخَارُوا عَلَيَّ عَسْكَرِي، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ، يَا مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ، لَا تَدْعُوا عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ مِنْهُمْ النَّبِيَّ الْأَمِّيَّ النَّذِيرَ الْبَشِيرَ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد کی تعداد چالیس ہو گئی تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام

مروی ہے انہوں نے کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے توراہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا صفات پائیں؟ فرمایا: ہم نے اس میں پایا کہ محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ المکرمہ میں پیدا ہوں گے، مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کریں گے شام میں ان کی سلطنت ہوگی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طعن و تشنیع کرنے والے نہیں ہوں گے۔

(سنن دارمی، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم في الكتب قبل مجيئه، ج 1، ص 158، دارالمغنى للنشر والتوزيع، عرب)

(4) مدارج النبوة میں ہے ”تمام انبیا علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبریں دیں۔“ (مدارج نبوة، جلد 1، باب چہارم، ص 162، معنی)

(5) قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول موجود ہے: ﴿مُبَشِّرًا

بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

(پ 28، سورۃ الصف، آیت 6)

(6) خصائص کبریٰ میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((

وَكَانَ آخِرَ مَنْ بَشَرَ بِبَشَرِي عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)) ترجمہ: سب سے آخر میں میری آمد کی بشارت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی۔

(الخصائص الكبرى بحواله ابن عساكر، باب خصوصيت باخذ الميثاق، ج 1، ص 17، دارالكتب العلمية، بيروت)

(7) حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((وَعَنْ

كَعْبٍ يَحْكِي عَنِ التَّورَةِ قَالَ: نَجِدُ مَكْتُوبًا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَبْدِي الْمُخْتَارُ لَا فِظٌّ وَلَا غَلِيظٌ وَلَا سَخَابٌ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ مَوْلِدَهُ بِمَكَّةَ وَهَجْرَتَهُ بِطَيْبَةَ وَمُلْكَهُ بِالشَّامِ وَأُمَّتَهُ

کے لشکر حملہ کیا اور ان کو لوٹ لیا تو موسیٰ بن عمران نے ان کے خلاف دعائے ضرر کی کہ اے اللہ! یہ معد بن عدنان کی اولاد نے میرے لشکر کے خلاف قتل و غارت کی، تو اللہ عزوجل نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ ان کے خلاف دعائے ضرر نہ کر کہ انہیں میں سے بشیر و نذیر نبی امی ہوگا۔

(المعجم الكبير للطبراني، شداد ابوعمار، عن ابی امامه رضی اللہ عنہ، ج 8، ص 140، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

(2) ابن عساکر نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

کیا ہے، فرماتے ہیں: ((لَمْ يَزَلِ اللَّهُ تَعَالَى يَتَقَدَّمُ فِي النَّبِيِّ إِلَى آدَمَ فَمَنْ بَعْدَهُ وَكَمْ تَزَلِ الْأُمَّةُ تَتَبَاشَرُ بِهِ وَتَسْتَفْتِحُ بِهِ حَتَّى أُخْرِجَهُ اللَّهُ فِي خَيْرِ أُمَّةٍ وَفِي خَيْرِ قَرْنٍ وَفِي خَيْرِ أَصْحَابٍ وَفِي خَيْرِ بَلَدٍ)) ترجمہ: ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد سب انبیا علیہم السلام سے خبر دیتا رہا، اور قدیم سے سب امتیں حضور کی تشریف آوری پر خوشیاں مناتیں اور آپ کے توسل سے اپنے اعدا پر فتح مانگتی آئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین امت و بہترین زمانہ و بہترین اصحاب و بہترین شہر میں ظاہر فرمایا۔

(الخصائص الكبرى بحواله ابن عساكر، باب خصوصيت باخذ الميثاق، ج 1، ص 16، دارالكتب العلمية، بيروت)

(3) سنن دارمی میں ہے ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَ كَعْبَ

الْأَحْبَارِ: كَيْفَ تَجِدُ نَعْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّورَةِ؟ فَقَالَ كَعْبٌ: نَجِدُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يُولَدُ بِمَكَّةَ وَيُهَاجِرُ إِلَى طَابَةَ، وَيَكُونُ مُلْكُهُ بِالشَّامِ وَكَيْسَ بِفَحَّاشٍ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

مِنْ وَكَلِدِ إِسْمَاعِيلَ، وَأَصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَأَصْطَفَى مِنْ قُرَيْشِ بَنِي هَاشِمٍ، وَأَصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ، کنانہ میں سے قریش، قریش میں سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں سے مجھے چنا۔

(صحیح مسلم، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 4، ص 1782، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(4) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کچھ سنا تھا ((فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ الْمُنْبِرَ فَقَالَ: مَنْ أَنَا؟ فَقَالُوا: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)). قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ، فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بِيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَسَبًا)) ترجمہ: تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: آپ پر سلام ہو آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان کے بہترین گروہ میں رکھا پھر انہیں دو گروہ کیا تو مجھے بہترین فرقہ میں رکھا پھر ان کے قبیلے کیے تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر ان کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر میں رکھا اور ان میں بہترین نسب والا بنایا۔

(جامع الترمذی، ج 5، ص 433، دار الغرب الاسلامی، بیروت) مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، فصل ثانی، ج 3، ص 1604، المكتبة الاسلامی، بیروت)

(5) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے

الْحَمَّادُونَ يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ)) ترجمہ: حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ توراہ شریف سے حکایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں لکھا ہوا پایا ”محمد اللہ کے رسول ہیں، میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ بدخلق ہیں نہ سخت رواور نہ ہی بازاروں میں شور کرنے والے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ غنودرگزر فرمائیں گے، مکہ میں پیدا ہوں گے مدینہ طیبہ کو ہجرت کریں گے اور ملک شام میں ان کی سلطنت ہوگی اور آپ کی امت بڑی حمد کرنے والی ہوگی خوشحالی و تنگی میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی۔“

(مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، فصل ثانی، ج 3، ص 1606، المكتبة الاسلامی، بیروت)

میلا دِ مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(1) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((تَذَاكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِيلَادَهُمَا عِنْدِي)) ترجمہ: میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے میلا د کا ذکر کیا۔ (المعجم الكبير للطبراني، سنن ابی بکر وخطبته، ج 1، ص 58، مكتبة ابن تيميه، القاهرة)

(2) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو جواباً ارشاد فرمایا: ((ذَلِكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بَعِثْتُ أَوْ أُنزِلَ عَلَيَّ فِيهِ)) ترجمہ: یہ دن میری ولادت کا دن ہے اسی دن میں مبعوث کیا گیا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، ج 2، ص 819، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ اللَّهَ أَصْطَفَى كِنَانَةَ

آپ کو رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجا اور یہ عمل آپ ﷺ نے اس لیے بھی کیا کہ یہ میری امت کے لئے مشروع ہو جائے۔
(حسن المقصد فی عمل المولد، 196)

صحابہ کرام علیہم السلام نے میلاد منایا

(1) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ يَعْنِي مِنْ أَصْحَابِهِ)) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے میلاد منایا۔
صحابہ کرام علیہم السلام کی ایک محفل میں تشریف لائے۔
چیز نے تمہیں یہاں بیٹھایا ہے۔

صحابہ کرام علیہم السلام نے عرض کیا: ((جَلَسْنَا نَدْعُو اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِدِينِهِ، وَمَنْ عَلَيْنَا بِكَ)) ہم یہاں اس لیے بیٹھے ہیں، (یہ محفل سجانے کا مقصد یہ ہے) کہ ہمیں جو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا اس پر اس کا ذکر کریں اور اس کا شکر ادا کریں۔

فرمایا: ((اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ؟)) اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟

عرض کی: ((اللَّهُ مَا أَجْلَسْنَا إِلَّا ذَلِكَ)) ترجمہ: اللہ کی قسم ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں کہ دین اسلام کی دولت اور آپ کی آمد کی نعمت عظمیٰ پر اللہ کا شکر ادا کریں۔

ارشاد فرمایا: ((أَمَّا إِنِّي لَمُ أَستَحْلِفُكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَنَا نَبِيٌّ جَبْرِيْلٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ)) ترجمہ: اے میرے صحابہ! میں تم سے قسم اس لیے نہیں لے رہا کہ مجھے تم پر شک ہے بلکہ (معاملہ یہ ہے کہ) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہارے اس عمل پر اللہ

ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((أَنَا عَبْدُ اللَّهِ، وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمُنْجِدٌ فِي طِينَتِهِ، وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: دَعَا أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةَ عَيْسَى، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ، وَكَذَلِكَ أُمَّهَاتُ النَّبِيِّينَ يَرُونَّ، وَإِنَّ أُمَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَتْهُ رَأَتْ نُورًا أَضَاءَتْ لَهَا قُصُورَ الشَّامِ)) ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے خاتم النبیین ہوں جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر بھی تیار نہ ہوا تھا اور عنقریب میں تمہیں اس کی خبر دوں گا، میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مائیں ایسا ہی دیکھتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے والدہ کی والدہ نے جب آپ کو جنا تو ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

(المعجم الكبير للطبراني، باب عبد الاعلى بن بلال سلمى عن عرياض ساريه، ج 18، ص 252، مكتبة ابن تيميه، القايرہ، مسند احمد بن حنبل، حديث عرياض بن ساريه، ج 28، ص 395، مؤسسة الرساله، بيروت)

(6) امام جلال الدين سيوطي رحمه الله عليه فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفل میلاد کی اصل آپ ﷺ کا یہ عمل ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کئے۔ بعض لوگوں نے اس عمل کو عقیقہ قرار دیا تھا، لیکن آپ علیہ السلام ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”العقيقة لاتعاد مرة ثانية فيحمل ذلك على ان الذي فعله النبي اظهاراً لشكر على ايجاد الله اياه رحمة للعلمين وتشريع لامته“ ترجمہ: عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا، اس لیے آپ ﷺ نے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ حضور ﷺ نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا کہ اس نے

تعالیٰ فرشتوں پر فخر فرما رہا ہے۔

(سنن نسائی، کیف يستحلف الحاكم، ج 8، ص 249، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَكَّرُونَ قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَقَالَ آخَرُ: مُوسَى كَلَّمَهُ اللَّهُ تَكْلِيمًا وَقَالَ آخَرُ: فَعَيْسَى كَلِمَةُ اللَّهِ وَرُوحَهُ. وَقَالَ آخَرُ: آدَمُ أَصْطَفَاهُ اللَّهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبْتُكُمْ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَآدَمُ أَصْطَفَاهُ اللَّهُ وَهُوَ كَذَلِكَ أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرُ وَأَنَا حَامِلُ لُؤَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهُ آدَمُ فَمِنْ دُونِهِ وَلَا فَخْرُ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشْفَعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرُ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللَّهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِيَ فَقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرُ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ عَلَى اللَّهِ وَلَا فَخْرُ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ ان کے قریب ہو گئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں سنا وہ باہم گفتگو کر رہے تھے ان میں سے کسی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حقیقتاً کلام فرمایا، ایک اور نے کہا: پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں، اور کسی نے کہا: حضرت آدم علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: تحقیق میں نے تمہارا کلام سن لیا اور تمہیں یہ بات بھاتی ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور آدم صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ ایسے ہی ہیں اور سن لو میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پہ کچھ فخر نہیں، اور میں قیامت کے

دن اس لواء الحمد کو اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا (سب لوگ) ہوں گے، اور میں کچھ فخر نہیں کرتا، اور روز قیامت سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی، اور اس پر کچھ فخر نہیں، اور میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت کے حلقے کو حرکت دے گا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے جنت کا دروازہ کھول دے گا اور مجھے اور میرے ساتھ غریب مسلمانوں کو جنت میں داخل کرے گا، اور کچھ فخر نہیں، اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، فصل ثانی، ج 3، ص 1604، المکتب الاسلامی، بیروت) جامع الترمذی، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 6، ص 15، دارالغرب الاسلامی، بیروت) سنن دارمی، باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 194، دارالمغنی للنشر والتوزیع، عرب)

(3) حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَةِ قَالَ: أَجَلُ الْخَيْرِ)) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نعت بیان کریں جو تورات میں ہے، جواباً فرمایا: جی ہاں! بیان کرتا ہوں (اور پھر وہ صفات بیان کیں جو تورات میں مذکور تھیں)۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، ج 3، ص 1600، المکتب الاسلامی، بیروت)

فرشتوں کا میلاد منانا

(1) امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں ((لما حضرت ولادة آمنة قال الله تعالى لملائكته: افتحوا ابواب السماء

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
 سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا تجھے یک نے یک بنایا
 (4) سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماتی ہیں ((رَأَيْتِ ثَلَاثَةَ أَعْلَامٍ
 مضروباًت علماً فی المشرق وعلماً فی المغرب وعلماً علی ظهر الکعبۃ
 فولدت مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب
 کئے گئے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبے کی چھت پر، تو حضور صَلَّی اللهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت ہو گئی۔

(خصائص کبریٰ، ج 1، ص 82، دارالکتب العلمیہ، بیروت) مواہب اللدنیہ، آیات ولادته صلی اللہ
 علیہ وسلم، ج 1، ص 76، 77، المكتبة التوفيقية، القاهرة) دلائل النبوة، القول فیما وتی عیسیٰ کل
 الخ، ج 1، ص 610، دارالفتاویٰ، بیروت) مدارج النبوة، جلد 2، باب ولادت مبارکہ، ص 34، مطبوعہ
 ضیاء القرآن

روح الامین نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا تا عرش اڑا پھریرا، صبح شب ولادت

اولیا وعلما بلکہ تمام عالم اسلام

امام ابن جوزی اور میلاد

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) فرماتے ہیں ”لا زال اهل
 الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق
 والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ويفرحون بقدم
 هلال شهر ربيع الاول ويهتمون اهتماماً بليغاً على السماع والقراءة لمولد
 النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وينالون بذلك اجراً جزياً وفوزاً عظيماً“ ترجمہ: اہل
 مکہ، اہل مدینہ، اہل مصر، اہل یمن و شام اور مشرق و مغرب میں تمام بلاد عرب ہمیشہ
 سے نبی کریم صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی میلاد کی محافل کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں، اور ربيع

كلها، وأبواب الجنان، وألبست الشمس يومئذ نورا عظيماً، وكان قد أذن
 الله تعالى تلك السنة لنساء الدنيا أن يحملن ذكورا كرامة لمحمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ)) ترجمہ: جب حضرت آمنہ کے وضع حمل کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو
 فرمایا کہ آسمان اور جنت کے سب دروازے کھول دو، اور سورج کو اس دن نور عظیم
 پہنایا گیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس سال دنیا کی تمام عورتوں کو حکم فرمادیا کہ وہ مذکورہ اولاد کو
 پیدا کریں، (یہ سب) حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز کے لئے تھا۔

(المواهب اللدنیہ، آیات ولادته صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 76، المكتبة التوفيقية، القاهرة)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ((لما ولد صلی

الله عليه وسلم قال في أذنه رضوان خازن الجنان: أبشريا محمد فما بقي لنبي علم
 إلا وقد أعطيته، فأنت أكثرهم علماً وأشجعهم قلباً)) ترجمہ: جب سرکارِ رحیمہ
 (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے تو آپ کے کان میں رضوان جنت کے خازن نے کہا کہ اے محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم آپ کو بشارت ہو کہ کسی بھی نبی کو جو علم دیا گیا وہ آپ کو عطا کر دیا گیا تو آپ
 سب سے زیادہ علم والے ہیں اور دلی طور پر سب سے زیادہ بہادر ہیں۔

(مواہب اللدنیہ، آیات ولادته صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 78، المكتبة التوفيقية، القاهرة)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

عليه وسلم نے ارشاد فرمایا: ((قَالَ لِي جِبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ، قَلْبُكَ الْأَرْضُ مَشَارِقُهَا
 وَمَغَارِبُهَا، فَلَمْ أَجِدْ وَلَدَ أَبِي خَيْرًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)) ترجمہ: مجھ سے جبریل علیہ
 السلام نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو الٹ
 پلٹ کر دیکھا، میں نے بنی ہاشم سے بڑھ کر کسی باپ کے بیٹوں کو نہ پایا۔

(فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل، ج 2، ص 628، مؤسسة الرسالة، بيروت)

نہیں، لیکن بدعت ہونے کے ساتھ یہ اچھے کاموں اور ان کی ضد پر مشتمل ہے، تو جو شخص اس کے محاسن پر نظر رکھتے ہوئے اور ان کی ضد سے اجتناب کرتے ہوئے یہ عمل کرے تو بدعت حسنہ ہے ورنہ نہیں، اور فرمایا کہ میرے لئے اس عمل کی تخریج ایک اصل مقرر سے ظاہر ہوئی جو کہ صحیحین میں ثابت ہے کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں آئے تو یہودیوں کو یوم عاشورا کا روزہ رکھتے پایا پھر ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تو ہم اس کے شکرانے میں روزہ رکھتے ہیں تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرما کر یا کسی مصیبت کو دور کر کے احسان فرمائے تو اس معین دن میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اور ہر سال اسی دن کی مثل فعل شکر کا اعادہ کیا جائے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا عبادت کی اقسام میں سے کسی کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے سجدہ، روزہ، صدقہ، تلاوت۔ اور اس روز (بارہویں شریف کو) نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور سے بڑھ کر کونسی نعمت ہے؟

(الحاوی للفتاویٰ، حسن المقصد فی عمل المولد، ج 1، ص 229، دارالفکر للنشر و لتوزیع، بیروت)

امام سخاوی اور میلاد

امام ابوالخیر سخاوی رحمہ اللہ علیہ (متوفی 902ھ) فرماتے ہیں "لازال اهل الاسلام في سائر الاقطار والمدن يشتغلون في شهر مولده صلى الله عليه وسلم بعمل اللواتم البديعة المشتملة على الامور البهجة الرفيعة ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات و يظهرون السرور يزيدون في المبرات و يتمون بقراءة مولده الكريم و يظهر عليهم من بر كاته كل فضل عميم" ترجمہ: اہل اسلام

الاول کا چاند نظر آنے پر خوشیاں مناتے ہیں، اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اور اس کے ذریعے عظیم اجرا اور بڑی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

(المیلاد النبوی، ص 58)

امام ابن حجر مکی اور میلاد

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) کا قول میلاد کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 911ھ) نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں "وَقَدْ سُئِلَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ حَافِظُ الْعَصْرِ أَبُو الْفَضْلِ ابْنُ حَجْرٍ عَنْ عَمَلِ الْمُؤَلِّدِ، فَأَجَابَ بِمَا نَصُّهُ: أَصْلُ عَمَلِ الْمُؤَلِّدِ بَدْعَةٌ لَمْ تُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنَ الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ، وَلَكِنَّهَا مَعَ ذَلِكَ قَدْ اشْتَمَلَتْ عَلَى مَحَاسِنَ وَضِدَّهَا، فَمَنْ تَحَرَّى فِي عَمَلِهَا الْمَحَاسِنَ وَتَجَنَّبَ ضِدَّهَا كَانَ بَدْعَةً حَسَنَةً وَإِلَّا فَلَا، قَالَ: وَقَدْ ظَهَرَ لِي تَخْرِيجُهَا عَلَى أَصْلِ ثَابِتٍ وَهُوَ مَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا: هُوَ يَوْمٌ أَغْرَقَ اللَّهُ فِيهِ فِرْعَوْنَ وَنَجَّى مُوسَى فَنَحْنُ نَصُومُهُ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى، فَيَسْتَفَادُ مِنْهُ فِعْلُ الشُّكْرِ لِلَّهِ عَلَى مَا مَنَّ بِهِ فِي يَوْمٍ مُعَيَّنٍ مِنْ إِسْدَاءِ نِعْمَةٍ أَوْ دَفْعِ نِقْمَةٍ، وَيُعَادُ ذَلِكَ فِي نَظِيرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ، وَالشُّكْرُ لِلَّهِ يَحْضُلُ بِأَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ كَالسُّجُودِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالتَّلَاوَةِ، وَأَيُّ نِعْمَةٍ أَعْظَمُ مِنَ النُّعْمَةِ بِرُؤُوسِ هَذَا النَّبِيِّ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ؟" ترجمہ: شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ سے میلاد کے عمل کے بارے سوال کیا گیا، تو آپ نے یہ جواب دیا، کہ میلاد کے عمل کی اصل بدعت ہے جو کہ قرون ثلاثہ کے سلف صالحین میں سے کسی سے منقول

اقسام کی خیرات کرتے اور خوشی کا اظہار، نیک کاموں کی زیادتی کرتے آئے ہیں۔ میلاد شریف پڑھنے کا اہتمام کرتے رہے ہیں اور اس کی برکت سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ظاہر ہوتا ہے۔

(مواہب اللدنیہ، باب ذکر رضاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 89، المكتبة التوفيقية، القاہرہ مصر)

علامہ اسماعیل حقی، امام جلال الدین سیوطی اور امام تقی الدین سبکی

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ)

فرماتے ہیں "قال الامام السيوطي فرسره يستحب لنا اظهار الشكر لمولده عليه (السلام) انتهى. وقد اجتمع عند الامام تقى الدين السبكي رحمه (السلام) جمع كثير من علماء عصره فأنشد منشدا قول الصرصري رحمه (السلام) في مدحه عليه (السلام) "ترجمہ: امام جلال الدین سیوطی فرسره نے فرمایا کہ ہمارے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے شکر کا اظہار مستحب ہے، اور امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ان کے دور کے کثیر علماء جمع تھے تو آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں حضرت صرصری رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے نعتیہ اشعار پڑھے۔"

(تفسیر روح البیان، سورة الفتح، آیت 29، 28، ج 9، ص 56، دارالفکر، بیروت)

شیخ محقق اور میلاد

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1052ھ) فرماتے ہیں "ولازال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلي (السلام) رحمه (السلام) "ترجمہ: اہل اسلام ہمیشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں میلاد کی محفلیں سجاتے آئے ہیں۔"

(مائتہ بالسنة، ص 274، دار الاشاعت کراچی)

تمام اطراف و اقطار اور شہروں میں بمابہ ولادت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم و زنج عمده کاموں اور بہترین شغلوں میں رہتے ہیں اور اس ماہ مبارک کی راتوں میں قسم قسم کے صدقات اور اظہار سرور و کثرت حسنات و اہتمام قراءۃ مولد شریف عمل میں لاتے ہیں اور اس کی برکت سے ان پر فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔

(انسان العیون، بحوالہ السخاوی باب تسمیة صلی اللہ علیہ وسلم محمد و احمد، ج 1، ص 83، المكتبة الاسلامیہ، بیروت)

علامہ محمد بن یوسف شامی اور میلاد

علامہ محمد بن یوسف الصالحی شامی (متوفی 942ھ) نے بھی اپنی کتاب سبل الہدیٰ میں امام ابوالخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے "لازال اهل الاسلام في سائر الاقطار والمدن الكبار يحتفلون في شهر مولده صلي (السلام) رحمه (السلام) "ترجمہ: تمام اطراف اور بڑے شہروں میں اہل اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینے میں ولادت کی خوشی میں محافل سجاتے ہیں۔"

(سبل الہدیٰ، الباب الثالث عشر فی اقوال العلماء الخ، ج 1، ص 362، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام قسطلانی اور میلاد

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) فرماتے ہیں "ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده - عليه (السلام) -، ويعملون الولائم، ويتصدقون في لياليه بأنواع الصدقات، ويظهرون السرور، ويزيدون في المبرات. ويعتنون بقراءة مولده الكريم، ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم" "ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے اور دعوت طعام کرتے آئے ہیں اور ان راتوں میں انواع و

حضور ﷺ کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا، لیکن ایک سال کھانے کا انتظام نہ کر سکا، ہاں کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں۔

(الدر الثمین فی مجموعة المسلسلات و..... الحدیث الثانی والعشرون، ص 61، سیر محمد کتب خانہ کراچی)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور میلاد

شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں ”ربیع الاول شریف کی برکت نبی ﷺ کے میلاد شریف سے ہے، جتنا امت کی طرف سے سرکار ﷺ کے بارگاہ میں درودوں اور طعموں کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اتنا ہی امت پر آپ ﷺ کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔“

(فتاویٰ عزیزی، ج 1، ص 163)

صدیق حسن بھوپالی اور میلاد

صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے ”عبارت سابقہ سے اظہار فرح میلاد نبوی ﷺ پر پایا جاتا ہے، سو جس کو حضرت کے میلاد کا سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کا منکر ہے وہ مسلمان نہیں۔“

(الشمامة العنبرية، ص 70)

جانوروں نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((فَكَانَ مِنْ دَلَالَاتِ حَمَلِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ كُلَّ دَابَّةٍ كَانَتْ لِقُرَيْشٍ نَطَقَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَقَالَتْ: حَمِلَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَبُّ الْكُعْبَةِ وَهُوَ أَمَانٌ

مخالفین کے اکابر اور میلاد

مہاجر کی اور میلاد

مخالفین کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی فرماتے ہیں ”اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔“

(فیصلہ ہفت مسئلہ، ص 5، مطبوعہ قیمی پریس، کانپور)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور میلاد

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں ”مکہ مکرمہ میں نبی ﷺ کے میلاد کے دن میں آپ ﷺ کے مولود مبارک پر حاضر تھا، جس میں حاضرین نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتے تھے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت باسعادت پر ظاہر ہوئے، یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ انوار میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھے یا روح کی آنکھ سے، میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ملائکہ کی جانب سے ہیں (جو میلاد شریف جیسے) اجتماعات و مجالس پر مقرر ہیں۔“

(فیوض الحرمین، ص 27)

شاہ عبدالرحیم اور میلاد

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد شاہ عبدالرحیم دہلوی فرماتے ہیں ”کننت اصنع فی ایام المولد طعاماً صلوة بالنبی ﷺ وذلک فلم یفتح لی سنة من السنین شیء اصنع به طعاماً فلم اجد الا حمصاً مقلیاً فقسمتہ بین الناس فرأیته ﷺ وذلک و بین یدیہ هذا الحمص متجہاً بشاشاً“ ترجمہ: میں ہر سال

(12) برکاتِ میلاد

ابولہب کا قصہ

حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں میں سے ابولہب بھی تھا، جب نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو ابولہب کی لونڈی نے آکر اسے خوشخبری دی کہ آج تیرے بھائی عبد اللہ کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی ہے، اس نے خوش ہو کر اسے انگلی کے اشارے سے کہا: جا تو آزاد ہے۔ یہ سخت کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن کی پوری سورت نازل ہوئی ہے، مگر ولادت مصطفیٰ کی اس طرح خوشی منانے کی وجہ سے اس پر یہ کرم ہوا کہ اسے شہادت کی انگلی سے پانی ملتا ہے جسے پی کر اس کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے پیش نظر علما فرماتے ہیں کہ وہ کافر تھا ہم مؤمن ہیں، وہ دشمن تھا ہم ان کے غلام ہیں، اس نے اللہ عزوجل کا رسول سمجھ کر ولادت کی خوشی نہیں کی اور ہم رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتے ہیں تو جب اس پر یہ کرم ہوا کہ عذاب میں تخفیف دی گئی تو ہمیں تو ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب ہوں۔ یہ واقعہ صحیح بخاری میں اس طرح ہے ((فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بَشْرًا حَبِيَّةً، قَالَ لَهُ: مَاذَا لَقِيتَ؟ قَالَ أَبُو لَهَبٍ: لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّي سَقِيتُ فِي هَذِهِ بَعْتَا قَتَبِي ثَوْبِيَّةً)) ترجمہ: جب ابولہب مر گیا تو اس کو اس کے بعض گھر والوں نے خواب میں برے حال میں دیکھا، پوچھا: کیا گذری، ابولہب بولا: تم سے جدا ہو کر مجھے کوئی خیر نصیب نہ ہوئی، ہاں مجھے اس کلمہ کی انگلی سے پانی ملتا ہے، کیونکہ میں نے ثویبہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب وامہاتکم التي ارضعنکم وما یحرم من الرضاۃ، ج 7، ص 9،

الدُّنْيَا وَسِرَاجِ أَهْلِهَا وَمَرَّتْ وَحُوشُ الْمَشْرِقِ إِلَى وَحُوشِ الْمَغْرِبِ بِالْبُشَارَاتِ ، وَكَذَلِكَ الْبَحَارُ يُبَشِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِهِ)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حمل کی نشانیوں میں سے تھا کہ اس رات قریش کے سب چوپایوں کو قوت گویائی عطا کی گئی اور انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمل میں آگئے، اور رب کعبہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کے لئے امان اور اس کے اہل کے لئے روشن چراغ ہیں اور مشرق کے جنگلی جانور مغرب کی طرف بشارتیں دیتے ہوئے گئے اور ایسے ہی سمندر کے بعض حصوں نے بعض کو بشارت دی۔

(دلائل النبوة، القول فیما اوتی عیسیٰ کل الخ، ج 1، ص 610، دارالفائس، بیروت)

سوائے ابلیس کے

ابن کثیر دمشقی البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں ”حکسی السہیلی عن تفسیر بقی بن مخلد الحافظ أن إبليس رن أربع رنات حين لعن، وحين أهبط، وحين ولد رسول الله ﷺ، وحين أنزلت الفاتحة“ امام سہیلی نے بقی بن مخلد حافظ کی تفسیر سے روایت کیا کہ شیطان چار مرتبہ چیخ کر رہا جب اس پر لعنت کی گئی، جب اس کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا گیا، جب نبی کریم ﷺ نے دنیا پیدا ہوئی اور جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

(البدایة والنہایة، فصل فیما وقع من الآيات لیلۃ مولده علیہ الصلاة والسلام، جلد 2، صفحہ 326، دار إحياء التراث العربی، بیروت)

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربيع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

کردی جاتی ہے تو وہ مسلمان جو آپ ﷺ کی امت میں سے ہے وہ میلاد کی خوشی کرے اور جتنا ممکن ہو حضور کی محبت میں خرچ کرے، تو بخدا اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ اسے اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمائے۔

(مواہب اللدنیہ، باب ذکر رضاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 89، المكتبة التوفيقية، القاہرہ، مصر)

میلاد والوں کے لیے دلیل

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”اس واقعہ میں مولود والوں کی بڑی دلیل ہے جو حضور ﷺ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا صلہ ہوگا جو محبت و خوشی سے بھرا ہوا ہے اور مال خرچ کرتا ہے۔“

(مدارج النبوة، فصل رضاعت، ج 2، ص 38، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

اللہ تعالیٰ نے اس کا عمل ضائع نہ کیا

حافظ ابن قیم (متوفی 751ھ) نے لکھا ”وَلَمَّا وُلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرَتْ بِهِ ثَوِيْبَةُ عَمَهُ أَبَا لَهَبٍ وَكَانَ مَوْلَاهَا وَقَالَتْ قَدْ وُلِدَ اللَّيْلَةَ لِعَبْدِ اللَّهِ ابْنِ فَاسَعْتَقَهَا أَبُو لَهَبٍ سُرُورًا بِهِ فَلَمْ يَضِيعَ اللَّهُ ذَلِكَ لَهُ وَسَقَاهُ بَعْدَ مَوْتِهِ فِي النَّقْرَةِ الَّتِي فِي أَصْلِ إِبِهَامَةَ“ ترجمہ: جب نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو ثویبہ نے اپنے آقا ابولہب کو خوشخبری سنائی اور کہا کہ رات حضرت عبد اللہ کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی ہے تو ابولہب نے خوش ہو کر اسے آزاد کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے (حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کئے گئے) اُس کے اس عمل کو بھی ضائع نہ کیا اور اس کی موت کے بعد جہنم کے گڑھے میں اسے اس کے انگوٹھے سے مشروب

مطبوعہ دار طوق النجاة)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((لَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ رَأَيْتَهُ فِي مَنَامِي بَعْدَ حَوْلٍ فِي شَرِّ حَالٍ فَقَالَ مَا لَقَيْتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ يُخَفِّفُ عَنِّي كُلَّ يَوْمٍ اثْنَيْنِ قَالَ وَذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَكَانَتْ ثَوِيْبَةُ بَشَّرَتْ أَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهِ فَأَعْتَقَهَا)) ترجمہ: جب ابولہب مر گیا تو میں نے اسے ایک سال بعد خواب میں برے حال میں دیکھا تو اس نے کہا مجھے تم سے جدا ہونے کے بعد کوئی راحت نہ ملی سوائے اس کے کہ ہر پیر کو میرے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) اور یہ اس وجہ سے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت دن دنیا میں تشریف لائے، ثویبہ نے ابولہب کو نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کر دیا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر، ج 9، ص 145، دار المعرفہ، بیروت)

مسلمان خوشی کرے تو

امام قسطلانی شارح بخاری (متوفی 923ھ) مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں ”قال ابن الجوزي: فإذا كان هذا أبو لهب الكافر، الذي نزل القرآن بدمه جوزي في النار بفرحه ليلة مولد النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ به، فما حال المسلم الموحد من أمته عليه (تلا) الذي يسر بمولده، ويبدل ما تصل إليه قدرته في محبته صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لعمرى إنما يكون جزاؤه من الله الكريم أن يدخله بفضله العميم جنات النعيم“ ترجمہ: امام شمس الدین ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جب ابولہب جیسا کافر جس کی مذمت میں قرآن کی سورت نازل ہوئی ہے نبی کریم ﷺ کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر اس کے عذاب میں کمی

شرفت بهم ليلة القدر، على الأصح المرتضى، فتكون ليلة المولد أفضل. الثالث: أن ليلة القدر وقع التفضل فيها على أمة محمد - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وليلة المولد الشريف وقع التفضل فيها على سائر الموجودات، فهو الذي بعثه الله عز وجل -رحمة للعالمين، فعمت به النعمة على جميع الخلائق، فكانت ليلة المولد أعم نفعاً، فكانت أفضل“ ترجمه: کونسی رات افضل ہے لیلة القدر یا حضور کی شب ولادت؟ میں نے جواب دیا شب ولادت مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، شب قدر سے تین وجوہ سے افضل ہے۔ ایک وجہ یہ کہ میلاد کی رات آپ کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر آپ کو عطا کی گئی اور جس رات کو اس لئے شرف حاصل ہوا کہ اُس میں آپ تشریف لائے، وہ اُس رات سے افضل ہے کہ جس کو اس وجہ سے شرف حاصل ہوا کہ وہ آپ کو رب عزوجل کی طرف سے عطا ہوئی۔ اور اس بات میں کسی قسم کا جھگڑا نہیں ہے۔ لہذا اس اعتبار سے شب ولادت افضل ہوئی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ شب قدر کی عظمت اس وجہ سے ہے کہ اس میں ملائکہ اترتے ہیں اور شب ولادت کی عظمت اس وجہ سے ہے کہ اس میں حضور کا ظہور ہوا اور جس کی بدولت شب ولادت کو شرف ملا ہے وہ ذات اصح اور مختار قول کے مطابق ان سے افضل ہے جن کی نسبت سے شب قدر معظم ہوئی، تو شب ولادت افضل ٹھہری۔ تیسری وجہ یہ کہ لیلة القدر کی برکت صرف امت محمدیہ کو ملی جبکہ میلاد کی رات کی برکت سے تمام موجودات پر فضل ہوا کہ جس کو اللہ نے رحمة للعالمین بنا کر بھیجا ہے اس کے ذریعے سب مخلوق پر عام نعمت ہوئی ہے تو شب ولادت زیادہ نفع مند ہوئی لہذا یہی افضل ہے۔

(مواہب اللدنیہ، باب ذکر رضاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 88، المكتبة التوفيقية، القاہرہ مصر)

پلایا۔

(تحفة المودود باحکام المولود، ج 1، ص 28، مكتبة دارالبيان، دمشق)

ساراسال امن وامان

امام قسطلانی رحمہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں ”ومما جرب من خواصه أنه أمان في ذلك العام، وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام، فرحم الله امرأ اتخذ ليالى شهر مولده المبارك أعيادا، ليكون أشد علة على من في قلبه مرض وعناد“ ترجمه: محفل میلاد کے خواص میں یہ بات مجرب ہے کہ محفل میلاد منعقد کرنا اس سال میں امن وامان کا سبب ہوتا ہے اور ہر مقصود و مراد پانے کے لیے جلدی آنے والی خوشخبری ملتی ہے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے جس نے میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنا لیا تاکہ یہ عید میلاد سخت مصیبت ہو جائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض اور عناد ہے۔

(مواہب اللدنیہ، باب ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 89، 90، المكتبة التوفيقية، القاہرہ مصر)

شب قدر سے افضل

امام قسطلانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”ليلة القدر افضل أو ليلة مولده صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أجيب: بأن ليلة مولده أفضل من ليلة القدر من وجوه ثلاثة: أحدها: أن ليلة المولد ليلة ظهورة صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وليلة القدر معطاة له، وما شرف بظهور ذات المشرف من أجله أشرف مما شرف بسبب ما أعطيه، ولا نزاع في ذلك، فكانت ليلة المولد -بهذا الاعتبار- أفضل. الثاني: أن ليلة القدر شرفت بنزول الملائكة فيها، وليلة المولد شرفت بظهوره صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيها. ومن شرفت به ليلة المولد أفضل ممن

(13) افعال میلاد پر دلائل

میلاد شریف کے بابرکت موقع پر مسلمان ذکر مصطفیٰ ﷺ کی محافل سجاتے ہیں، نعت خوانی کرتے ہیں، محافل کے آخر میں کوئی چیز کھانے وغیرہ کی پیش کی جاتی ہے، جلوس نکالتے ہیں، چراغاں کرتے ہیں، جھنڈے لگاتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔

سب افعال کی ایک ہی دلیل کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فضل اور رحمت حاصل ہونے پر خوشی منانے کا حکم فرمایا، ارشاد فرماتا ہے ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں، وہ ان کے سب دھن و دولت سے بہتر ہے۔

نبی رحمت ﷺ اللہ ﷻ نے یقیناً رحمت بلکہ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (پ 17، سورۃ الانبیاء، آیت 107)

تاجدار رسالت ﷺ اللہ ﷻ نے آمد اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی صفات مبارکہ شہد، مبشر، نذیر، داعی باذن اللہ اور سراج منیر بیان کر کے فرماتا ہے ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (پ 22، سورۃ الاحزاب، آیت 47)

اللہ تعالیٰ نے ﴿فَلْيَفْرَحُوا﴾ فرما کر مطلق حکم دیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و فضل ملنے پر خوشیاں مناؤ، کسی مخصوص طریقے کے ساتھ مقید نہ فرمایا کہ

سرور کائنات ﷺ اللہ ﷻ نے خوش ہوتے ہیں

میلاد کی خوشی کرنے والوں سے آقائے نامدار ﷺ اللہ ﷻ نے خوش ہوتے ہیں، انسان العیون میں ہے ”بعض صالحین خواب میں زیارت جمال اقدس سے مشرف ہوئے عرض کی یا رسول اللہ! یہ جو لوگ ولادت حضور کی خوشی کرتے ہیں؟ فرمایا: ((مَنْ فَرَحَ بِنَا فَرَحْنَا بِهِ)) ترجمہ: جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں، ﷺ اللہ ﷻ نے خوش ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 23، ص 754، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

قریب ہی تھے، آواز دی کہ یہ آرہے ہیں تمہارے مقصد و مقصود۔ تمام مسلمان اپنے اپنے ہتھیاروں سے لیس ہو کر سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے نکل پڑے، اور انہوں نے ”حرہ“ پر ملاقات کی، مرحبا اہلا وسہلا کہتے ہوئے مبارک باد دینے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرنے لگے، ان کا ہر جوان، بچہ، عورت و مرد اور چھوٹا بڑا کہنے لگا: جاء رسول الله وجاء نبي الله، اللہ کے رسول تشریف لے آئے، اللہ کے نبی تشریف لے آئے، اور اپنی عادت کے مطابق خوشی و مسرت سے اچھلنے کودنے لگے۔

بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنو نجار کی لڑکیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی و شادمانی میں دف بجاتی اور گاتی ہوئی نکل آئیں۔

نحن جوار من بنى النجار

يا حبذا محمداً من جار

قبیلہ بنو نجار کو ایک جانب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قریبی نسبت بھی تھی (کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کہ کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا: یقیناً یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی تم سے محبت رکھتا ہوں۔ قبائل انصار کی پردہ نشین عورتیں اپنے اپنے گھروں کی چھتوں، دروازوں اور گلیوں میں کھڑے ہو کر اس طرح تہنیت کہنے لگیں:

طلع البدر علينا من ثينات الوداع

وجب الشكر علينا مادع الله داع

فلاں طریقے سے خوشی مناؤ، فلاں طریقے سے خوشی نہ مناؤ، بلکہ مطلق فرما کر اجازت دے دی کہ رب عزوجل کی طرف سے رحمت و فضل ملنے پر ہر جائز طریقے سے خوشی منا سکتے ہو۔

جلوس نکالنے کا ثبوت

صحیح مسلم میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو مدینہ منورہ میں جو مسلمان موجود تھے، ان کا حال یہ تھا ((فَصَعِدَ الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ، وَتَفَرَّقَ الْعُلَمَاءُ وَالْخَدَمُ فِي الطَّرِيقِ، ينادون: يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ)) ترجمہ: مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ گئے، بچے اور غلام راستوں میں پھیل گئے اور اس طرح پکارتے تھے یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(صحیح مسلم، باب فی حدیث الہجرة، ج 4، ص 2310، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ خوشی کے موقع پر جلوس نکالنا صحابہ کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے۔

یہ روایت کچھ تفصیل کے ساتھ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوة میں نقل کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: ”جب انصار محبت شعار نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر سنی تو روزانہ مدینہ منورہ کی چوٹیوں پر آتے اور آفتاب جمال محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طلوع کے منتظر رہتے، جب سورج گرم ہو جاتا اور دھوپ سخت ہو جاتی تو گھروں کو لوٹ جاتے، اچانک ایک یہودی کی جو کہ ایک مقام مقررہ پر کھڑا تھا اس مبارک جماعت کو کہہ قدم پر نظر پڑی، اس نے جان لیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو قبیلہ انصار کو جو کہ اس کے

بعض روایتوں میں اتنا اور زیادہ آیا ہے:

ایہا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانے میں آٹھ یا نو سال کا تھا، آپ کی آمد سے درود پورا ایسے روشن و منور ہو گئے جس طرح آفتاب طلوع کرتا ہے، اسی طرح جس دن اس آفتاب نبوت نے اس جہان سے روپوشی اختیار کی سب جگہ تاریک ہو گئی بعینہ اسی طرح جیسے سورج غروب ہو جاتا ہے۔ (مدارج النبوة مترجم، ج 2، ص 106، 105)

جھنڈے لہرانے کا ثبوت

نبی مکرم نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ((رأیت ثلاثاً أعلاماً مضر و بات علماء فی المشرق و علماء فی المغرب و علماء علی ظهر الکعبۃ۔ فولدت محمداً صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کئے گئے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبے کی چھت پر تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہو گئی۔

(خصائص کبری، ج 1، ص 82، دارالکتب العلمیہ، بیروت) مواہب اللدنیہ، آیات ولادته صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 77، 76، المكتبة التوفیقیہ، القاہرہ، دلالات النبوة، القول فیما وتی عیسیٰ کل الخ، ج 1، ص 610، دارالفنائس، بیروت)

روح الامین نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا تا عرش اڑا پھر بیا، صبح شہ ولادت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سوے مدینہ ہجرت فرمائی اور مدینہ پاک کے قریب ”موضع غمیم“ میں پہنچے تو بریدہ اسلمی، قبیلہ بنی سہم کے ستر سوار لے کر سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ گرفتار کرنے آئے، مگر سرکار عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کی

نگاہ فیض اثر سے خود ہی محبت شاہ ابرار صلی اللہ علیہ وسلم میں گرفتار ہو کر پورے قافلے سمیت مشرف باسلام ہو گئے اب عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں آپ کا داخلہ پرچم کے ساتھ ہونا چاہئے۔ چنانچہ اپنا عمامہ اتار کر نیزے پر باندھ لیا اور سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے روانہ ہوئے۔ چنانچہ علامہ سہودی رحمہ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں: ((وقد روی ابن الجوزی فی شرف المصطفی من طریق البیہقی موصولاً إلی بریدة قال: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یتطیر، وکان یتفاءل، وکانت قریش جعلت مائة من الإبل لمن یأخذ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیرده إلیہم حین توجه إلی المدینة، فرکب بریدة فی سبعین راکباً من أهل بیتہ من بنی سہم، فلقی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من أنت؟ قال: أنا بریدة، فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقال: یا أبا بکر، برد أمرنا و صلح، ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم: ممن أنت؟ قال: من أسلم، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لأبى بکر: سل من، ثم قال: ممن؟ قال: من بنی سہم، قال: خرج سہمک، فقال بریدة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم: من أنت؟ قال: أنا محمد بن عبد اللہ رسول اللہ، فقال بریدة: أشهد ألا إله إلا اللہ، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، فأسلم بریدة وأسلم من كان معه جميعاً، فلما أصبح قال بریدة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم: لا تدخل المدینة إلا ومعک لواء، فحل عمامتہ ثم شدھا فی رمح ثم مشی بین یدیه صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرف المصطفیٰ میں امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریق سے بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک موصولاً روایت کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بد شگون

چراغاں کرنے کا ثبوت

حضرت ابو العاص کی والدہ بیان کرتی ہیں: ((شَهِدْتُ آمِنَةً لَمَّا وَكَدَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا ضَرَبَهَا الْمُخَاضُ نَظَرْتُ إِلَى النَّجُومِ تَدَلَّى، حَتَّى إِنِّي أَقُولُ لَتَقَعَنَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا وَكَدَتْ، خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهُ الْبَيْتَ الَّذِي نَحْنُ فِيهِ وَالْدَّارَ، فَمَا شَيْءٌ أَنْظَرُ إِلَيْهِ، إِلَّا نُورٌ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت قریب ہوئی تو ستارے اتنے قریب ہو گئے کہ میں نے کہا کہ ستارے مجھ پر گر جائیں گے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ایسا نور نکلا جس نے ہمارے کمرے اور گھر کو بھر دیا، پس میں جس چیز کی طرف بھی دیکھتی نور ہی نظر آتا۔

(المعجم الكبير للطبراني، ج 1، ص 147، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

امام قسطلانی رحمہ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) نے ایک روایت نقل کی، فرماتے ہیں: ((وأخرج أبو نعيم عن عطاء بن يسار عن أم سلمة عن أمينة: قالت: لقد رأيت ليلة وضعتها نورا أضاءت له قصور الشام حتى رأيتها)) ترجمہ: حافظ ابو نعیم نے عطاء بن یسار کے واسطے سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، انہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، وہ فرماتی ہیں: ایک رات میں نے دیکھا کہ میں نے ایک نور جنما ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے یہاں تک کہ میں نے انہیں دیکھ لیا۔

(مواهب اللدنه، ج 1، ص 78، المكتبة التوفيقية، القاهرة)

معراج کی رات جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو آپ کی آمد پر آپ کے اعزاز و اکرام کے اظہار کے لئے اس مبارک درخت کو سونے کے جگمگاتے ٹکڑوں سے سجایا گیا تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم اور سنن نسائی شریف میں فرمان

نہیں لیا کرتے تھے اور اچھی فال لیتے تھے اور جب رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینۃ المنورہ کی جانب ہجرت کر رہے تھے تو قریش نے مقرر کیا کہ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے ان کے حوالے کرے اسے سواونٹ دیئے جائیں گے تو بریدہ سلمیٰ اپنے قبیلہ بنی سہم کے ستر (70) سوار لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے آئے پس جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملے تو آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ کہا: میں بریدہ ہوں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف التفات فرمایا اور فرمایا اے ابو بکر ہمارا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا اور صلح والا ہو گیا، پھر فرمایا؟ تم کس قبیلہ سے ہو؟ کہا: اسلم سے، تو اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا: ہم محفوظ رہے، پھر فرمایا: تم کس کی اولاد سے ہو، کہا: بنو سہم سے، فرمایا تمہارا تیر نکل گیا، پھر بریدہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا: آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد بن عبد اللہ، اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو بریدہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، پس حضرت بریدہ اور آپ کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب مسلمان ہو گئے، پھر جب صبح ہوئی تو حضرت بریدہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: آپ مدینہ طیبہ میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ آپ کے ساتھ ایک جھنڈا بھی ہو تو انہوں نے اپنا عمامہ اتارا اور اسے نیزے پہ باندھ لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے آگے چلنے لگے۔

(وفاء الوفا، باب خروج ابی بریدہ لاستقبال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 190، دارالکتب

العلمیہ، بیروت)

اس روایت میں جھنڈے اور جلوس دونوں کا ثبوت ہے۔

(یعنی نعت خوانی کرتے)۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی انشاد الشعر، ج 4، ص 435، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

شہاب الدین محمد بن احمد الاشہبی (متوفی 852ھ) لکھتے ہیں ”صحابی رسول

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اس

طرح کی:

فَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنٌ وَأَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبْرَأً آمِنَ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں، آپ سے زیادہ کامل کسی ماں نے جنا ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے گویا جیسے آپ نے چاہا ویسے ہی آپ کو پیدا کیا گیا۔

(المستطرف فی فن مستطرف، ما قبل فی الشعر، ج 1، ص 263، عالم الکتب، بیروت) مختارات

من اجل الشعر فی مدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، باب محمد الانسان الكبير، ج 1، ص 10،

دار المعرفہ، دمشق) سلك الدرر فی اعيان القرن، ج 2، ص 191، دار البشائر الاسلامیہ، دار ابن حزم)

حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے نعتیہ اشعار پڑھے، جن میں ایک شعر اس طرح تھا:

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ مُهْنَدٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ مَسْلُورٌ

ترجمہ: بے شک یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں، جن سے روشنی اخذ کی جاتی ہے، اور

اللہ تعالیٰ کی شمشیروں میں سے برہنہ شمشیر ہیں۔

یہ شعر سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

(المعجم الكبير للطبرانی، کعب بن زہیر، ج 19، ص 178، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ) المستدرک

للحاکم، ذکر کعب، ج 3، ص 670، دار الکتب العلمیہ، بیروت) السنن الكبرى للبيهقي، باب من

شبه فلم يسم احدًا، ج 10، ص 412، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

باری تعالیٰ ﴿اذْ يَغْشَى السُّدْرَةَ مَا يَغْشَى﴾ ترجمہ کنز الایمان: جب سدرہ پر چھا

رہا تھا جو چھارہا تھا۔ (پارہ 27، سورة النجم، آیت 16)

کی تفسیر میں مذکور ہے ((فَرَأَشُ مِنْ ذَهَبٍ)) یعنی اس وقت سدرۃ المنتہیٰ پر سونے کے

جگمگ جگمگ کرتے ٹکڑے چھارے تھے۔

(صحیح مسلم، باب فی ذکر سدرۃ المنتہیٰ، ج 1، ص 157، دار احیاء التراث العربی، بیروت) سنن

نسائی، فرض الصلوٰۃ و ذکر اختلاف الناقلین، ج 1، ص 223، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

نعت خوانی کا ثبوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعت خوانی

کے ذریعہ کفار کے اعتراضات کا جواب دینے کا حکم فرماتے اور ان کے لیے دعا فرمایا

کرتے، صحیح بخاری میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ((يَا حَسَّانُ أَجِبْ

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّدُهُ بَرُوحِ الْقُدُسِ)) ترجمہ: اے حسان! اللہ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دو، اے اللہ روح القدس کے ذریعہ

حسان کی مدد فرما۔

(صحیح بخاری، باب الشعر فی المسجد، ج 1، ص 98، دار طوق النجاة) صحیح مسلم، باب فضائل

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، ج 4، ص 1932، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے منبر

رکھوا دیتے اور وہ منبر پر کھڑے ہو کر حضور کے اوصاف بیان کرتے، چنانچہ حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ

مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا يَفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسجد میں منبر

رکھوا دیتے، وہ منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفاخر بیان کرتے

ارشاد فرمایا: ((أَمَا إِنِّي لَمُؤْتَمِرٌ بِكُمْ تَهْمَةٌ لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ)) ترجمہ: اے میرے صحابہ! میں تم سے قسم اس لیے نہیں لے رہا کہ مجھے تم پر شک ہے بلکہ (معاملہ یہ ہے کہ) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہارے اس عمل پر اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر فرما رہا ہے۔

(سنن نسائی، کیف يستحلف الحاكم، ج 8، ص 249، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ کرام علیہم (رضی اللہ عنہم) بیٹھ کر مختلف انبیاء علیہم (صلی اللہ علیہم و آلہم و سلم) کے درجات و کمالات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ایک نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے، دوسرے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم تھے، تیسرے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ تھے، ایک نے حضرت آدم علیہ السلام کو صلی اللہ علیہم و آلہم و سلم کہا۔

اتنے میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم تشریف لائے اور فرمایا جو کچھ تم نے کہا، میں نے سن لیا اور یہ تمام حق ہے اور میرے بارے میں سن لو: ((أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرٌ)) میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں۔

(جامع ترمذی، ابواب المناقب عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، ص 827، دارالکتب العلمیہ، بیروت، مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، ص 513، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) فرماتے ہیں: لا زال اهل الحرمين الشريفيين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ويفرحون بقدم هلال شهر ربيع الاول ويهتمون اهتماماً بليغاً على السماع والقراءة لمولد

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لکھی ہوئی نعت پڑھی جس کا ایک شعر اس طرح ہے:

أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا
بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنْ مَا قَالَ وَاقِعٌ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہالت کے بعد راہ ہدایت دکھائی، اور جو انہوں نے فرمایا ہے ہمارے دل یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہو کر رہے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب التمجید، باب فضل من تعار من الليل فصلى، ج 2، ص 54، دار طوق النجاة)

محافل سجانے کا ثبوت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيَّ حَلْقَةً يَعْنِي مِنْ أَصْحَابِهِ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم صحابہ کرام علیہم (رضی اللہ عنہم) کی ایک محفل میں تشریف لائے۔

صحابہ کرام علیہم (رضی اللہ عنہم) سے ارشاد فرمایا: ((مَا أَجْلَسَكُمْ؟)) ترجمہ: کس چیز نے تمہیں یہاں بیٹھایا ہے۔

صحابہ کرام علیہم (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: ((جَلَسْنَا نَدْعُو اللَّهَ وَنُحَمِّدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِدِينِهِ، وَمَنْ عَلَيْنَا بِكَ)) ہم یہاں اس لیے بیٹھے ہیں، (یہ محفل سجانے کا مقصد یہ ہے) کہ ہمیں جو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا اس پر اس کا ذکر کریں اور اس کا شکر ادا کریں۔

فرمایا: ((اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ؟)) اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟ عرض کی: ((اللَّهُ مَا أَجْلَسْنَا إِلَّا ذَلِكَ)) ترجمہ: اللہ کی قسم ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں کہ دین اسلام کی دولت اور آپ کی آمد کی نعمت عظمیٰ پر اللہ کا شکر ادا کریں۔

(14) نور کی تخلیق اور منتقلی

نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے

کائنات کی ہر چیز سے پہلے نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی۔

قرآن مجید میں نبی کریم سے حکایت ہے ﴿وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ ترجمہ: میں

سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (سورۃ الانعام، آیت 163)

ظاہر ہے کہ اختیاری یا غیر اختیاری اسلام سے تو عالم کا کوئی ذرہ خالی

نہیں۔ قرآن مجید میں ہے ﴿وَلَوْ أَن سَلَّمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا

وَكَرْهًا وَآلِيهِ يُرْجَعُونَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو

کوئی آسمان اور زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے اور اسی کی طرف پھریں گے۔

(سورۃ آل عمران، آیت 83)

پھر سب اسلام لانے والوں سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت

ہو سکتے ہیں جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے ہوں۔ چنانچہ اس آیت

کریمہ کے تحت تفسیر عرائس البیان میں ہے ”اشارۃ علی تقدم روحه وجوهره

علی جمیع الکون“ ترجمہ: اس آیت پاک میں اس طرف اشارہ ہے کہ نبی پاک

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اور آپ کا جوہر (پیدائش میں) تمام کائنات پر مقدم

ہے۔ (تفسیر عرائس البیان، تحت آیت ﴿وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ ج 1، ص 238)

علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 850ھ)

فرماتے ہیں ”وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ عِنْدَ الْإِيجَادِ لِأَمْرٍ كُنْ كَمَا قَالَ: أَوَّلُ مَا

خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“ ترجمہ: میں پہلا مسلمان ہوں امر کن سے ایجاد کے وقت جیسا کہ

حدیث پاک میں فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

(تفسیر نیشاپوری، ج 3، ص 196، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینالون بذلك اجراً جزیلاً وفوزاً عظیماً“ ترجمہ: اہل

مکہ، اہل مدینہ، اہل مصر، اہل یمن و شام اور مشرق و مغرب میں تمام بلاد عرب ہمیشہ

سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی محافل کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں، اور ربيع

الاول کا چاند نظر آنے پر خوشیاں مناتے ہیں، اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف

پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اور اس کے ذریعے عظیم اجزا اور بڑی کامیابی

حاصل کرتے ہیں۔ (المیلاد النبوی، ص 58)

روزہ رکھنے کا ثبوت

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے، حضرت قتادہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اس دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو جواباً ارشاد فرمایا ((ذَٰكَ

يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنزِلَ عَلَيَّ فِيهِ) ترجمہ: یہ دن میری ولادت کا دن

ہے، اسی دن میں مبعوث کیا گیا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، ج 2، ص 819، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

کھانا وغیرہ کھلانے کا ثبوت

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ

حَرَّيْ أُجْرُ)) ترجمہ: ہر گرم جگر میں ثواب ہے، یعنی زندہ کو کھانا کھلانے کا، پانی پلانے

کا ثواب پائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، ص 270، باب فضل صدقہ الماء، ج 1، ص 1، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

حالت میں موجود تھے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ چودہ ہزار برس پہلے آپ کا نور تخلیق کیا گیا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چودہ ہزار برس پہلے بھی موجود تھا جبکہ تخلیق اس سے بھی بہت پہلے ہو چکی تھی۔ سیرت حلبیہ میں ہے ((وعن علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن أبيه عن جدّه أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: كنت نوراً بین یدی ربی قبل خلق آدم (صلی اللہ علیہ وسلم) بأربعة عشر ألف عام)) ترجمہ: امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنے والد مکرم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں پیدائش آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے رب کے حضور میں ایک نور تھا۔

(سیرت حلبیہ، باب نسبه الشریف صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 47، دارالکتب العلمیہ، بیروت) حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”حدیث میں چودہ ہزار کا ذکر ہے اس سے زیادہ کی نفی نہیں، لہذا دوسری روایت میں چودہ ہزار سے زیادہ سالوں کا وارد ہونا تعارض کا موجب نہیں۔“

(سیلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص 15، اسلامک بکس، لاہور)

آدم علیہ السلام جو کہ ابوالبشر ہیں جس وقت ان کے جسم میں روح نہیں ڈالی گئی تھی اس وقت بھی ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منصب نبوت پر فائز تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى وَجِبَتْ لَكَ النَّبُوءَةُ؟ قَالَ: وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ)) ترجمہ: صحابہ کرام علیہم السلام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کو نبوت کب ملی؟ فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(جامع ترمذی، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 6، ص 9، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((سألت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن اول شئی خلقه الله تعالیٰ؟ فقال: هو نور نبیک یا جابر خلقه الله)) ترجمہ: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا: اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا۔

(الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر 18، ص 63، مؤسسة الشرف، لاہور)

نور مصطفیٰ کی عمر مبارک

عمر کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگائیں۔ سیرت حلبیہ اور تفسیر روح البیان میں ہے ((وعن ابی ہریرة انه علیہ السلام سأل جبریل علیہ السلام فقال (یا جبریل کم عمرک من السنین) فقال یا رسول الله لست اعلم غیر ان فی الحجاب الرابع نجماً یطلع فی کل سبعین الف سنة مرة رأیته اثنتین وسبعین الف مرة فقال علیہ السلام: یا جبریل وعزة ربی انا ذلک (الکوکب)) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: آپ کی عمر کتنے سال ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب عظمت میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے جسے میں نے اپنی عمر میں بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! میرے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہوں۔

(سیرت حلبیہ، باب نسبه الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 47، دارالکتب العلمیہ، بیروت) تفسیر روح البیان، سورة التوبہ، تحت آیت 128، ج 3، ص 543، دارالفکر، بیروت

بعض روایات میں آیا ہے کہ پیدائش آدم سے چودہ ہزار برس پہلے نور کی

من ذريتك اسمه في السماء أحمد، وفي الأرض محمد، لولا ما خلقتك ولا خلقت السماء ولا أرضاً)) ترجمہ: مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو الہام فرمایا کہ وہ یہ عرض کریں: اے میرے رب! تو نے میری کنیت ابو محمد کیوں رکھی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! اپنا سراٹھاؤ، آپ نے سراٹھایا تو نور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو عرش کے پردوں میں دیکھا، عرض کیا: اے میرے رب! یہ نور کیسا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ نور تیری اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے، اس کا نام آسمانوں میں احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور زمین میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے، اگر یہ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ ہی آسمان و زمین کو پیدا کرتا۔

(مواہب اللدنیہ، باب تشریف اللہ تعالیٰ له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 47، المكتبة التوفيقية، القاہرہ مصر)

حضرت آدم علیہ السلام کے پاس

نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام کی پشتِ اطہر میں رکھ دیا گیا جو کہ پیشانی سے چمکتا تھا۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں: ((ولما خلق الله آدم جعل نور حبيبه في ظهره فكان يلمع في جبينه)) ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو ان کی پشت میں رکھ دیا تو وہ (اس قدر روشن و تابندہ تھا کہ) ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ التوبہ، تحت آیت 128، ج 3، ص 543، دار الفکر، بیروت)

فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو اس کا سبب ہی یہی تھا کہ آپ کی پیشانی میں نور مصطفیٰ چمکتا تھا۔ سید المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں: ”أَنَّ الْمَلَائِكَةَ أُمِرُوا بِالسُّجُودِ لِأَدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ

امام اہلسنت مجددین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”(1) ترمذی جامع میں فائدہ تحسین واللفظ لہ، اور (2) حاکم و (3) بیہقی و (4) ابونعیم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور (5) احمد مسند اور (6) بخاری تاریخ میں، اور (7) ابن سعد و (8) حاکم و (9) بیہقی و (10) ابونعیم میسرۃ الفجر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور (11) بزار و (12) طبرانی، (13) ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور (14) ابونعیم بطریق صنابحی امیر المؤمنین عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور (15) ابن سعد ابن ابی الجداء ومطرف بن عبداللہ بن الشحی وعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے باسانید متباہینہ والفاظ متقار بہ راوی حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی (متسی وجبت لك النبوة)) حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی؟ فرمایا (وادم بين الروح والجسد)) جبکہ آدم درمیان روح اور جسد کے تھے۔

جبل الحفظ امام عسقلانی نے کتاب الاصابہ میں حدیث میسرہ کی نسبت فرمایا ”سندہ قوی“ ترجمہ: اس کی سند قوی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 30، ص 149، 150، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں کہاں رہا

جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش کے پردوں پر نظر آیا۔ عظیم محدث امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) نقل کرتے ہیں: ((یروی أنه لما خلق الله تعالى آدم، ألهمه أن قال: يا رب لم كنيتني أبا محمد، قال الله تعالى: يا آدم ارفع رأسك، فرفع رأسه فرأى نور محمد صلي الله عليه وسلم في سرادق العرش، فقال: يا رب ما هذا النور؟ قال: هذا نور نبي

نُورٌ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي جَبْهَةِ آدَمَ“ ترجمہ: بے شک ملائکہ کو حکم دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اس کی وجہ یہ تھی کہ نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی پیشانی میں تھا۔

(تفسیر کبیر، سورہ بقرہ، تحت آیت 253، ج 6، ص 525، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”ہذا فی الحقیقۃ تعظیم علامہ المنطبع فی مرآة آدم علیہ السلام وهو النور المحمدی والحقیقۃ الاحمدیة“ ترجمہ: آدم علیہ السلام کو سجدہ کروانے میں حقیقتاً اس نور کی تعظیم مقصود تھی جو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں موجود تھا، وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اور حقیقت احمدیہ تھا۔

(تفسیر روح البیان، ج 4، ص 462، دار الفکر، بیروت)

آباء و اجداد کی پشتوں میں

پھر نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے آباء و اجداد کی پشتوں میں منتقل ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقْلُبُكَ فِي السَّاجِدِينَ﴾ ترجمہ: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور ساجدین میں تمہارے دورے کو دیکھتا ہے۔

(سورۃ الشعراء، آیت 219، 218)

صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مؤمنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانہ حضرت آدم و حوا علیہ السلام درضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ خاتون تک مؤمنین کی اصلااب و ارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباء و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔“

(تفسیر خزائن العرفان، ص 677، مطبوعہ ضیاء القرآن، لاہور)

امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 360ھ) نے اپنی سند کے ساتھ اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَتَقْلُبُكَ فِي السَّاجِدِينَ) قَالَ: مَنْ نَبِيٍّ إِلَى نَبِيٍّ حَتَّى أُخْرِجَتْ نَبِيًّا)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ساجدین میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے یعنی ایک نبی سے دوسرے نبی تک آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے یہاں تک کہ آپ دنیا میں تشریف لائے اس حال میں کہ آپ نبی ہیں۔

(المعجم الكبير للطبراني، عكرمة عن ابن عباس، ج 11، ص 362، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

ابونعیم احمد بن عبداللہ اصمہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 430ھ) اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کرتے ہیں ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَتَقْلُبُكَ فِي السَّاجِدِينَ) مَا زَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَلَّبُ فِي أَصْلَابِ الْأَنْبِيَاءِ، حَتَّى وَكَلَّتْهُ أُمَّهُ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم السلام کی اصلااب (پاکیزہ پشتوں) میں دورہ فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ اپنی والدہ سے پیدا ہوئے۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، ذکر فضیلتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطیب، ج 1، ص 58، دار النفايس، بیروت)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں ((وَأَخْرَجَ ابْنُ مَرْدُوَيْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا أَبَى أُنْتُمْ وَأُمِّي أَيْنَ كُنْتُمْ وَأَدَمُ فِي الْجَنَّةِ فَتَبَسَّمَ حَتَّى بَدَأَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَالَ: إِنِّي كُنْتُ فِي صُلْبِهِ وَهَبَطَ إِلَى الْأَرْضِ وَأَنَا فِي صُلْبِهِ وَرَكِبْتُ السَّفِينَةَ فِي صُلْبِ أَبِي نُوحٍ وَقَذَفْتُ فِي النَّارِ فِي صُلْبِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَكَمْ يَلْتَقِ أَبُوَايَ قَطٌّ عَلَى سَفَاحٍ لَمْ يَزَلِ اللَّهُ يَنْقُلْنِي مِنَ الْإِصْلَابِ الطَّيِّبَةِ إِلَى

تھا، پھر یہ نور آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہو گیا جو کہ ان کے وصی تھے اور ان کی اولاد میں سے تیسرے تھے، حضرت حوا ایک بچہ اور ایک بچی اکٹھے پیدا کرتی تھیں، صرف حضرت شیث علیہ السلام کو اکیلے پیدا کیا نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم کی وجہ سے، پھر نور مصطفیٰ کیے بعد دیگرے ان کی اولاد میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلب کے پاس آیا، پھر ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ کے پاس آیا اور پھر حضرت آمنہ کے پاس تشریف لایا۔

(تفسیر روح البیان، سورة التوبة، تحت آیت 128، ج 3، ص 543، دارالفکر، بیروت)

محدث و فقیہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1014) فرماتے

ہیں ”والحاصل أن نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقل من آباءه الكرام إلى أن ظهر ظهوراً بيناً في ظهر إبراهيم عليه الصلاة والسلام“ ترجمہ: حاصل کلام یہ ہے کہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آباء کرام سے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت اطہر میں خوب ظاہر ہوا۔

(شرح شفاء، الفصل الاول فيما جاء من ذلك معجىء المدح، ج 1، ص 50، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام کے پاس

امام علی بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1044ھ) نقل کرتے ہیں: ((قال صلی اللہ علیہ وسلم: فأهبطني الله تعالى إلى الأرض في صلب آدم، وجعلني في صلب نوح، وقذفني في صلب إبراهيم عليه الصلاة والسلام، ثم لم يزل ينقلني من الأصبال الكريمة والأرحام الطاهرة حتى أخرجني من بين أبوي لم يلتقيا على سفاح قط)) ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں اتارا اور مجھے نوح علیہ السلام کی پشت میں رکھا، اور مجھے ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں رکھا، مجھے اصلاب

الأرحام الطاهرة مصفى مهذباً لا تتشعب شعبتان إلا كنت في خيرهما)) ترجمہ: ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے، آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ اس وقت کہاں تھے جب آدم علیہ السلام جنت میں تھے؟ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے، پھر فرمایا: (اس وقت) میں ان کی پشت میں تھا، جب وہ زمین پر اتارے گئے تو (بھی) میں ان کی پشت میں تھا اور میں اپنے والد نوح علیہ السلام کی پشت میں کشتی میں سوار ہوا اور میں اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ہونے کی حالت میں آگ میں پھینکا گیا، میرے والدین نے کبھی بھی سفاح (بدکاری) نہیں کی، اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل کرتا رہا پاک صاف اور مہذب طریقہ سے، جب بھی دو گروہ بنتے تو میں ان میں سے بہتر گروہ میں ہوتا

(تفسیر درمنثور، ج 6، ص 330، دارالفکر، بیروت)

حضرت شیث علیہ السلام کی پشت میں

علامہ اسماعیل حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں: ((و لما خلق الله آدم جعل نور حبيبه في ظهره فكان يلمع في جبينه ثم انتقل الى ولده شيث الذي هو وصيه والثالث من ولده وكانت حواء تلد ذكرا وأنثى معا ولم تلد ولدا منفردا الا شيث كرامة لهذا النور ثم انتقل الى واحد بعد واحد من أولاده الى ان وصل الى عبد المطلب ثم الى ابنه عبد الله ثم الى آمنه)) ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ان کی پشت میں رکھ دیا تو وہ نور ان کی پیشانی میں چمکتا

الحرام مثل السراج، فلما نظر عبد المطلب إلى ذلك قال: يا معشر قريش: ارجعوا فقد كفيتم هذا الأمر، فوالله ما استدار هذا النور مني إلا أن يكون الظفر لنا، فرجعوا متفرقين“ ترجمہ: یمن کا بادشاہ ابرہہ (جو کہ اصمہ نجاشی سے پہلے تھا) جب (معاذ اللہ) بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لیے آیا، حضرت عبد المطلب تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے قریش کو کہا: اے گروہ قریش! وہ بیت اللہ کو نہیں گرا سکے گا کیونکہ یہ رب عزوجل کا گھر ہے وہ ہی اس کی حفاظت فرمائے گا۔ پھر جب ابرہہ آیا تو وہ قریش کے اونٹوں کو ہانک کر لے گیا۔ حضرت عبد المطلب کوہ ثبیر پر چڑھے تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہلال (چاند) کی شکل میں ان کی پیشانی میں اس قوت سے چمکا کہ اس کی شعاعیں چراغ کی طرح خانہ کعبہ پر پڑیں، جب حضرت عبد المطلب نے نور مصطفیٰ کو خانہ کعبہ پر چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا: اے گروہ قریش! واپس چلو تمہیں یہ امر کافی ہے، اللہ کی قسم جب بھی یہ نور مجھ میں اس طرح چمکتا ہے تو فتح ہماری ہوتی ہے، تمام لوگ متفرق ہو کر واپس آگئے۔

(مواہب اللدنیہ، باب طہارۃ نسبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 63، المكتبة التوفيقية، القاہرہ مصر)

مزید فرماتے ہیں ”وروی: أنه لما حضر عبد المطلب عند أبرهة أمر سايس فيله الأبيض العظيم الذي كان لا يسجد للملك أبرهة كما تسجد سائر الفيلة أن يحضره بين يديه، فلما نظر الفيل إلى وجه عبد المطلب، برك كما يبرك البعير، وخر ساجدا، وأنطق الله تعالى الفيل، فقال: السلام على النور الذي في ظهره يا عبد المطلب“ ترجمہ: جب حضرت عبد المطلب ابرہہ کے پاس تشریف لے کر گئے تو ابرہہ نے سائیس کو حکم دیا کہ بڑے سفید ہاتھی کو لائے، یہ وہ سفید ہاتھی تھا کہ (سدھانے کے باوجود) جس نے کبھی ابرہہ کو سجدہ نہیں

کریمہ اور ارحام طاہرہ سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ میں اپنے والدین سے پیدا ہوا اور میرے والدین کبھی بھی بدکاری پر اکٹھے نہیں ہوئے۔

(سیرت حلبیہ، باب نسبہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 47، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت عبد المطلب کے پاس

امام قسطلانی رحمہ اللہ علیہ متوفی (923ھ) فرماتے ہیں: ”وكان عبد المطلب يفوح منه رائحة المسك الإذفر، ونور رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يضيء في غرته، وكانت قريش إذا أصابها قحط تأخذ بيد عبد المطلب فتخرج به إلى جبل ثبير فيتقربون به إلى الله تعالى، ويسألونه أن يسقيهم الغيث، فكان يغيثهم ويسقيهم ببركة نور محمد - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - غيثا عظيما“ ترجمہ: حضرت عبد المطلب سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیشانی میں چمکتا تھا، جب قریش قحط میں مبتلا ہوتے تو وہ حضرت عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر کوہ ثبیر کی طرف لے جاتے اور ان کے ذریعے تقرب خداوندی تلاش کرتے اور بارش کے لیے دعائیں کرتے، اللہ تعالیٰ ان کو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کثرت سے بارش عطا فرماتا۔

(مواہب اللدنیہ، باب طہارۃ نسبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 63، المكتبة التوفيقية، القاہرہ مصر)

مزید فرماتے ہیں ”ولما قدم أبرهة ملك اليمن من قبل أصحابه النجاشي لهدم بيت الله الحرام، وبلغ عبد المطلب ذلك، قال: يا معشر قريش، لا يصل إلى هدم البيت، لأن لهذا البيت رباً يحميه ويحفظه. ثم جاء أبرهة فاستاق إبل قريش حتى طلع جبل ثبير، فاستدارت دائرة غرة رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ على جبينه كالهلال واشتد شعاعها على البيت

کوفاطمہ بنت مرثعمیہ کہا جاتا تھا، اس نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخ زیا میں ایک نور دیکھا تو اس نے کہا کہ اے نوجوان، کیا تو ابھی میرے ساتھ جماع کی رغبت رکھتا ہے اور میں تجھے (اس کے بدلے) ایک سواونٹ دوں گی، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بہر حال حرام تو اس کے ارتکاب سے موت اچھی، اور حلال ابھی ہے نہیں تو میں اس کے بارے میں غور کروں گا۔ پس میرے لئے وہ امر کیسے ممکن ہے جس کی تو دعوت دیتی ہے، پھر والد گرامی کے ساتھ آگے تشریف لے گئے، اور آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ رضی اللہ عنہم سے عقد فرمایا اور تین شبانہ روز آپ کے پاس گزارے پھر آپ کے قلب مبارک میں اس کا خیال تشریف لایا جس کی ختمیہ عورت نے دعوت دی تھی، تو آپ اس کے پاس تشریف لائے، تو اس نے کہا کہ اے نوجوان تو نے میرے بعد کیا کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے آمنہ بنت وہب سے شادی کی اور اس کے پاس تین دن ٹھہرا رہا، تو اس عورت نے کہا کہ خدا کی قسم میں مشکوک عورت نہیں، لیکن میں نے تیرے چہرے میں نور دیکھا تو میری خواہش ہوئی کہ وہ نور مجھ میں تشریف لائے لیکن اللہ تعالیٰ کو جہاں وہ نور رکھنا محبوب ہوا وہیں اس نے رکھا۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الثامن فی تزویج امہ آمنہ بنت وہب، ج 1، ص 131، دارالنفائس، بیروت)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”فی روایۃ کعب الأحبار: أنه نودی تلك الليلة في السماء وصفاحها، والأرض وبقاعها، أن النور المكنون الذي منه رسول الله صلى الله عليه وسلم يستقر الليلة في بطن آمنه“ ترجمہ: کعب الاحبار کی روایت میں ہے: (جس رات نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا تھا لانکہ باقی سارے ہاتھی (سدھانے کی وجہ سے) اسے سجدہ کرتے تھے، جب ہاتھی کی نظر حضرت عبدالمطلب کے چہرے پر پڑی تو ان کے سامنے ادب سے اس طرح بیٹھ گیا جیسے اونٹ بیٹھتا ہے، پھر سجدہ کرتا ہوا گر پڑا، اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی عطا فرمائی تو ہاتھی نے کہا: السلام علی النور الذی فی ظہرک یا عبد المطلب، سلام ہو اس نور پر جو تمہاری پیٹھ میں ہے اے عبدالمطلب۔

(مواہب اللدنیہ، باب طہارۃ نسبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 63، 64، المكتبة التوفیقیہ، القاہرہ مصر)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((لَمَّا خَرَجَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بِابْنِهِ لِيُزَوِّجَهُ، مَرَّ بِهِ عَلَى كَاهِنَةٍ مِنْ أَهْلِ تِبَالَةَ مَثَوِّدَةٍ، قَدْ قَرَأَتْ الْكِتَابَ يُقَالُ لَهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مَرْثَعْمِيَّةٍ، فَرَأَتْ نُورَ النُّبُوَّةِ فِي وَجْهِ عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَتْ: يَا فَتَى، هَلْ لَكَ أَنْ تَقَعَ عَلَيَّ الْآنَ، وَأُعْطِيكَ مِائَةً مِنَ الْبَابِلِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُونَهُ... وَالْحِلُّ لَا حَلَّ فَاسْتَبَيَّنَهُ... فَكَيْفَ لِي الْأَمْرُ الَّذِي تَبْغِيئُهُ، ثُمَّ مَضَى مَعَ أَبِيهِ، فَزَوَّجَهُ أَمْنَةَ بِنْتَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ مَنْفِ بْنِ زُهْرَةَ، فَأَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ نَفْسَهُ دَعَتْهُ إِلَى مَا دَعَتْهُ إِلَيْهِ الْخُثْعَمِيَّةُ، فَأَتَاهَا، فَقَالَتْ: يَا فَتَى، مَا صَنَعْتَ بَعْدِي؟ قَالَ: زَوَّجْتَنِي أَبِي أَمْنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ، وَأَقَمْتُ عِنْدَهَا ثَلَاثًا، قَالَتْ: ابْنِي وَاللَّهِ مَا أَنَا بِصَاحِبَةِ رِيَّةٍ، وَلَكِنْ رَأَيْتُ فِي وَجْهِكَ نُورًا، فَأَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ فِيَّ، وَأَبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يَصْبِرَهُ (حَيْثُ أَحَبَّ)) ترجمہ: جب عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لخت جگر کی شادی کے لئے نکلے تو اہل تبالہ کی ایک یہودی کاہنہ پر گزر رہا اس نے کتب بھی پڑھ رکھی تھیں اس

فِيهِ وَالذَّارُ فَمَا شَيْءٌ أَنْظَرُ إِلَيْهِ، إِلَّا نُورٌ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر میں موجود تھی، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت قریب ہوئی تو ستارے اتنے قریب ہو گئے کہ میں نے کہا کہ ستارے مجھ پر گر جائیں گے، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ایسا نور نکلا جس نے کمرے اور گھر کو بھردیا، نور کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔

(المعجم الكبير للطبراني، ج 1، ص 147، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

محدث ابو نعیم رحمہ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں ((لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ وُلْدِ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَجَسَ إِيوَانُ كِسْرَى وَسَقَطَتْ مِنْهُ أَرْبَعُ عَشْرَةَ شُرَافَةً وَخَمَدَتْ نَارُ فَارَسَ وَكَمْ تَخَمَدَ قَبْلَ ذَلِكَ بِالْفِ عَامٍ، وَعَاَصَتْ بِحَيْرَةَ سَاوَةَ وَرَأَى الْمُوبَدَانَ إِبِلًا صَعَابًا تَقُودُ خَيْلًا عَرَابًا قَدْ قَطَعَتْ دِجْلَةَ وَأَنْتَشَرَتْ فِي بِلَادِهِ)) ترجمہ: جس رات میں سرکار علیہ السلام پیدا ہوئے، کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے، اور فارس کی آگ بجھ گئی جبکہ اس سے ایک ہزار سال سے نہ بجھی اور بحیرہ ساوہ کا پانی اتر گیا، اور موبدان نے خواب میں سرکش اونٹ دیکھے جن کو خالص عربی گھوڑے ہانک رہے تھے انہوں نے دجلہ عبور کیا اور سب شہروں میں پھیل گئے۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل التاسع فی ذکر حمل امہ، ج 1، ص 138، دارالنفائس، بیروت)

اپنی والدہ حضرت آمنہ کے رحم مبارک میں تشریف لایا) اس رات آسمانوں اور زمین میں ندا کی گئی کہ نور مکنون رات کو اپنی والدہ کے لطن میں مستقر ہو جائے گا۔

(مواهب اللدنیہ، باب طہارة نسبه صلى الله عليه وسلم، ج 1، ص 72، المكتبة التوفيقية، القاهرة، مصر)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((رَأَتْ أَمِنَةَ بِنْتِ وَهْبِ أُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْامِهَا، فَقِيلَ لَهَا: إِنَّكَ قَدْ حَمَلْتِ بِخَيْرِ الْبَرِيَّةِ وَسَيِّدِ الْعَالَمِينَ، فَإِذَا وَكَلْتِيهِ فَسَمِّيهِ أَحْمَدَ وَمُحَمَّدًا)) ترجمہ: حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا، آپ سے کہا گیا کہ آپ کے لطن اقدس میں مخلوق میں سب سے بہتر اور تمام جہانوں کے سردار ہیں، جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد اور احمد رکھنا۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل التاسع فی ذکر حمل امہ، ج 1، ص 136، دارالنفائس، بیروت)

نور کی دنیا میں تشریف آوری

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ((ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔

(تفسیر ابن عباس، ج 1، ص 90، مطبوعہ لبنان)

حضرت ابوالعاص کی والدہ بیان کرتی ہیں ((شَهِدْتُ أَمِنَةَ لَمَّا وَكَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ نَظَرْتُ إِلَى النَّجُومِ تَدَلَّى، حَتَّى إِنِّي أَقُولُ لَتَنْعَنَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا وَكَلَتْ، خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهُ الْبَيْتَ الَّذِي نَحْنُ

چہرہ اقدس

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے، فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ کام کاج چھوڑ کر جلدی جلدی آپ کو دیکھنے آرہے تھے، میں بھی آ گیا، فرماتے ہیں: ((فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ (رَأَيْتُ، الْخِصَائِصَ الْكَبْرَى) وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ)) ترجمہ: جب میں رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب اطعام الطعام، ج 2، ص 1083، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت، سنن ترمذی، ج 4، ص 652، مصطفیٰ البابی، مصر، المستدرک للحاکم، واما حدیث عبد اللہ بن عمرو، ج 4، ص 176، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الخصاص الکبریٰ، فوائد فی تعدد الاسراء، ج 1، ص 314، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

جسم مبارک کی خوشبو

(1) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيقًا فَيَتْبَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ سَلَكَ مِنْ طِيبٍ عَرَفَهُ أَوْ قَالَ: مِنْ رِيحِ عَرَقِهِ)) ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کسی راستہ پر تشریف لے جاتے، کوئی شخص آپ کو تلاش کرتے ہوئے آپ ﷺ کے پیچھے جاتا تو آپ ﷺ کی خوشبو کی وجہ سے (یا فرمایا کہ آپ ﷺ کے پسینے کی خوشبو کی وجہ سے) پہچان جاتا کہ حضور ﷺ اس راستہ پر تشریف لے کر گئے ہیں۔

(سنن دارمی، باب فی حسن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 207، دار المغنی للنشر والتوزیع، عرب، مشکوٰۃ المصابیح، باب اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصفاته، الفصل

(15) معجزات

تمام انبیا معجزات لے کر آئے اور ہمارے نبی سراپا معجزا بن کر تشریف لائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا﴾ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں کے ساتھ بھیجا۔

(سورہ ہود، آیت 96)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام عصا، بیضا وغیرہ معجزات اور نشانیاں لے کر دنیا میں تشریف لائے۔

تمام انبیا اور رسولوں کے بارے میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ﴿جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: جو (رسول) صاف نشانیاں اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر آئے تھے۔ (سورہ ال عمران، آیت 184)

الغرض ہر نبی کچھ نہ کچھ معجزات لے کر آیا، کوئی کم، کوئی زیادہ۔۔۔ مگر حضور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ کی باری آئی تو رب عزوجل نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ معجزہ یا معجزات لے کر آئے، دلیل یا دلائل لے کر آئے بلکہ فرمایا: ﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ كُفْرًا مِنْ رَبِّهِمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔ (سورہ النساء، آیت 174)

یعنی خود حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات ہی سراپا معجزہ و دلیل ہے، آپ ﷺ کا ہر ہر عضو برہان و دلیل اور معجزہ ہے۔

معجزے انبیا کو خدا نے دیئے

معجزہ بن کے آیا ہمارا نبی ﷺ

اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچ جاتی تھی، چنانچہ اہل مدینہ اس گھر کو 'بیت المطہین'، یعنی خوشبوداروں کا گھر کہا کرتے تھے۔
(حجة الله، ص 685)

(۵) حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت ام عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عتبہ کے یہاں ہم چار عورتیں تھیں، ہم میں سے ہر ایک عتبہ کی خاطر ایک دوسری سے زیادہ خوشبودار رہنے کی کوشش کرتی، پھر بھی جو خوشبو عتبہ کے جسم سے آتی وہ ہماری خوشبو سے بہت زیادہ ہوتی: ((وَكَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى النَّاسِ قَالُوا مَا شَمَمْنَا رِيحًا أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ عَتَبَةَ فَقُلْنَا لَهُ فِي ذَلِكَ قَالَ أَخَذَنِي الشَّرِيُّ عَلِيٌّ عَهْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَّوتَ ذَلِكَ إِلَيَّ فَأَمَرَنِي أَنْ أَتَجَرَّدَ فَتَجَرَّدْتُ وَقَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَلْقَيْتُ ثُوبِي عَلَى فَرْجِي فَفَنَفَثَ فِي يَدِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى ظَهْرِي وَبَطْنِي فَعَبِقَ بِي هَذَا الطَّيِّبِ مِنْ يَوْمِئِذٍ)) ترجمہ: اور جب وہ لوگوں کے پاس جاتے تو لوگ کہتے ہم نے کوئی ایسی خوشبو نہیں سونگھی جو عتبہ کی خوشبو سے اچھی ہو ایک دن ہم نے اس کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ مبارک میں میرے بدن میں پھنسیاں نکل آئیں تو میں نے حضور کی خدمت میں اس بیماری کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: کپڑے اتار دیں میں نے کپڑے اتار دیئے اور اپنا ستر چھپا کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے اپنا لعاب دہن اپنے مبارک ہاتھ پر ڈال کر میرے پیٹ اور پیٹھ پر مل دیا تو میری بیماری دور ہو گئی اور اسی دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہو گئی۔

(المعجم الصغير، ج 1، ص 77، المكتبة الاسلامی، بیروت ☆ المعجم الكبير، ما اسند عتبہ بن فرقد، ج 17، ص 134، مكتبة ابن تيمية، القاهرة ☆ خصائص كبرى، ج 2، ص 141، دارالكتب العلمية، بيروت)

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر

الثانی، ج 3، ص 1613، المكتبة الاسلامی، بیروت)

(۲) سنن دارمی میں ہی روایت ہے: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِفُ بِاللَّيْلِ بِرِيحِ الطَّيِّبِ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات میں اپنی خوشبو کی وجہ سے پہچان لیے جاتے۔

(سنن دارمی، باب فی حسن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 207، دارالمغنی للنشر والتوزیع، عرب)

(۳) ایک مرتبہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آرام فرماتے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسینہ آ رہا تھا، حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ مبارک پسینہ ایک شیشی میں جمع کرنے لگیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی، ارشاد فرمایا: ((يَا أُمَّ سَلِيمِ مَا هَذَا الَّذِي تَصْنَعِينَ؟)) ترجمہ: اسے ام سلیم! آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ عرض کیا: ((هَذَا عَرَقُكَ نَجَعُهُ فِي طَبِينَةٍ وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطَّيِّبِ)) ترجمہ: یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک پسینہ ہے، ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملائیں گے، یہ مبارک پسینہ بہترین خوشبو ہے۔

(صحیح مسلم، باب طیب عرق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 4، ص 1815، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(۴) ایک نادار صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے مگر میرے پاس خوشبو کا انتظام نہیں، آپ میری مدد فرمائے، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی کہنیوں کا پسینہ پونچھ کر ایک شیشی میں رکھ کر اس کو عطا فرما دیا اور حکم دیا تیری بیٹی اس کو عطر کی جگہ استعمال کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ((فَكَانَتْ إِذَا تَطَيَّبَتْ يَشْمُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ رَائِحَةَ الطَّيِّبِ فَمَسُوا بَيْتَ الْمُطَيَّبِينَ)) ترجمہ: جب اس صحابی کی بیٹی اس پسینے کو استعمال کرتی تو

سے نظر آتا ہے) باہر نکل آئی، میں نے اس کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور کفار شکست کھا کر بھاگ گئے، میں اس سیاہی کو اپنے ہاتھ میں لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، (یہ دیکھ کر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور دعا کی: اے اللہ! جس طرح قتادہ نے اپنے چہرے کے ذریعے تیرے نبی کی حفاظت کی اسی طرح تو بھی اس کی حفاظت فرما اور اس آنکھ کو دوسری آنکھ سے خوبصورت اور تیز نظر والا بنا دے۔ منصور بن احمد معدل کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس سیاہی کو آنکھ میں رکھا تو وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح اور تیز دیکھنے والی ہو گئی۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، ج 1، ص 484، دارالسنفائس، بیروت) ☆ (مجمع الزوائد، ج 8، ص 297، مکتبۃ القدسی، القاہرہ)

بعض کتب میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے ((وَقَالَ ابْنُ اسْحَاقَ عَنِ عَاصِمِ بْنِ عَمْرِو بْنِ قَتَادَةَ قَالَ أُصِيبَتْ يَوْمَ أُحُدٍ عَيْنُ قَتَادَةَ ابْنِ التُّعْمَانَ حَتَّى وَقَعَتْ عَلَى وَجْهِهِ فَرَدَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ أَحْسَنَ عَيْنَيْهِ وَاحِدَهُمَا)) ترجمہ: ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں: احد والے دن حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں تیر لگا جس سے ان کی آنکھ رخساروں پر بہ گئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ کو لوٹا دیا اور وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ اچھی ہو گئی اور تیز ہو گئی۔

(خصائص کبری، ج 1، ص 359، دارالکتب العلمیہ، بیروت) ☆ (سیرت حلبیہ، ج 2، ص 342، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(۲) حضرت برا بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن متیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابورافع یہودی کو (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا

رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہو کر

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کو نقل کرنے سے پہلے فرماتے ہیں: ”وَأَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ“ ترجمہ: اس حدیث پاک کو امام طبرانی نے معجم کبیر اور معجم اوسط میں جید (عمدہ) سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (خصائص کبری، ج 2، ص 141، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ہاتھ مبارک کے معجزات

(۱) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((أَهْدَى إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ فَدَفَعَهَا إِلَيَّ يَوْمَ أُحُدٍ فَرَمَيْتُ بِهَا بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أُنْدَقْتُ سَيْتَهَا وَكَمْ أَزَلُّ فِي مَقَامِي نَصَبَ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَقَى السَّهَامَ وَوَجْهِي دُونَهُ، فَكَانَ آخِرَهَا سَهْمٌ نَدَرْتُ مِنْهُ حَدَقَتِي فَأَخَذْتُهَا وَأَنْهَزْتُهَا فَأَخَذْتُ حَدَقَتِي بِيَدِي فَسَعَيْتُ بِهَا فِي كَفِّي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَقَتِي فِي كَفِّي دَمَعَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ: اللَّهُمَّ قَتَادَةَ وَقِي نَبِيَّكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَوَجْهِهِ فَاجْعَلْهَا أَحْسَنَ عَيْنَيْهِ وَأَحَدَهُمَا نَظْرًا. وَفِي حَدِيثٍ مَنْصُورٍ بِنِ أَحْمَدَ الْمَعْدَلِ: فَرَدَّهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَكَانَتْ أَصَحَّ عَيْنَيْهِ وَأَحَدَهُمَا)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک کمان ہدیہ کی گئی، احد کے دن اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے اس کے ساتھ تیر پھینکنے شروع کر دیے یہاں تک کہ اس کا سر اٹوٹ گیا، میں اپنی جگہ کھڑا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تیروں کو روکتا رہا اس حال میں کہ میرا چہرہ حضور کے چہرے کے سامنے تھا، آخر میں ایک تیر میری آنکھ میں آگیا جس سے میری آنکھ کی سیاہی (وہ حصہ جس

ص326، دار احیاء التراث العربی، بیروت ✽ کنز العمال، ج11، ص383، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونانورکا

(۴) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ ((عَطَشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْنَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةً فَتَوَضَّأُ، فَجَهَشَ النَّاسُ نَحْوَهُ، فَقَالَ: مَا لَكُمْ؟ قَالُوا: أَلَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ تَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرُّكْوَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يُثَوِّرُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، كَأَمْثَالِ الْعِيُونِ، فَشَرَبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَّانَاهُ، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً)) ترجمہ: صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی جانب دوڑے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے سوائے اس کے جو آپ کے سامنے ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اسی پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا لیکن اس وقت تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

(صحیح بخاری، علامات النبوة فی الاسلام، ج4، ص193، دار طوق النجاة)

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

دشمن تھا قتل کرنے کے بعد اس کے اونچے مکان سے اترنے لگے تو زینے سے گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو انہوں نے اسی وقت گرم گرم اپنے عمامے سے باندھ لی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا سارا ماجرا بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَبْسَطُ رَجُلَكَ فَبَسَطْتَ رَجُلِي فَمَسَحَهَا، فَكَانَتْهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ)) ترجمہ: اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پھیلا دیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اس پر اپنا دست کرم پھیر دیا تو ایسا ہو گیا جیسے اس میں سرے سے کوئی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

(بخاری، باب قتل ابی رافع، ج5، ص91، دار طوق النجاة ✽ مشکوٰۃ المصابیح، باب المعجزات، الفصل الاول، ج3، ص1645، المكتبة الاسلامی، بیروت ✽ الخصائص الكبرى، ج1، ص390، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(۳) سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی: مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا، ((رَأَيْتَكَ فِي الْمَهْدِ تُنَاغِي الْقَمَرَ وَتُشِيرُ إِلَيْهِ بِأَصْبِعِكَ فَحَيْثُ أَشْرَتْ إِلَيْهِ مَالٌ)) ترجمہ: میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرح انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((إِنِّي كُنْتُ أَحَدْتُهُ وَيُحَدِّثُنِي وَيُلْهِمُنِي عَنِ الْبُكَاءِ، وَأَسْمَعُ وَجِبْتُهُ حِينَ يَسْجُدُ تَحْتَ الْعُرْشِ)) ترجمہ: ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے میں گرتا۔

(الخصائص الكبرى بحوالہ البيهقي والصابوني وغيره، باب مناغاة للقمر، ج1، ص53، مركز اہلسنت، گجرات الہند ✽ دلائل النبوة للبيهقي، باب ماجاء في حفظ الله تعالى، ج2، ص41، دارالکتب العلمیہ، بیروت ✽ البدايۃ والنہایۃ، باب مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج2،

زمن عثمان فذهب)) ترجمہ: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ، تو انہوں نے کہا یا یہاں تک کہ وہ پیٹ بھر کر چلے گئے، پھر فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ تو وہ لوگ بھی پیٹ بھر کھا کے چلے گئے، پھر فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ تو وہ سب بھی شکم سیر ہو کر چلے گئے، اور کھجوریں بچ گئیں، پھر مجھے فرمایا بیٹھو میں بیٹھ گیا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور میں نے کھائیں اور جو کھجوریں باقی رہیں ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھیلے میں ڈال دیا اور مجھ سے فرمایا جب تم نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ ڈال کر کھجوریں نکالتے رہنا مگر اسے اوندھانہ کرنا، میں ہاتھ ڈالتا جتنی کھجوریں چاہتا نکال لیتا اور میں نے اس میں سے پچاس وسق کھجوریں راہ خدا میں دیں، وہ تھیلی میری سواری کے پیچھے لٹکی ہوئی تھی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جاتی رہی (گم ہو گئی)۔

(الخصائص الكبرى، ذكر بقية المعجزات الخ، ج 2، ص 85، دارالكتب العلمية، بيروت، دلائل النبوة، للبيهقي، باب مساجد في مزرابى بهريه رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 6، ص 110، دارالكتب العلمية، بيروت)

(۷) امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! (إني أسمع منك حديثاً كثيراً أنسأه؟ قال: أبسط رداءك فبسطته، قال: فغرف بيدي، ثم قال: ضمته فضمته، فما نسيت شيئاً بعده)) ترجمہ: میں نے آپ سے بہت سی حدیثیں سنی لیکن وہ بھول گئیں، حضور نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ میں نے پھیلا دی تو آپ نے لپ بھر کر اس میں ڈال دیا پھر فرمایا اسے سینے سے لگا لو میں نے لگالی، پس میں اس کے بعد کسی چیز کو نہیں بھولا۔

(بخاری، باب حفظ العلم، ج 1، ص 35، دارطوق النجاة)

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم

(۵) بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور مالک المفاتیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتَيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَتْ فِي يَدِي)) ترجمہ: میں سو رہا تھا کہ تمام خزانوں زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم بعثت بجوامع الكلم، ج 4، ص 54، دارطوق النجاة، صحیح مسلم، کتاب المساجد وموضع الصلوة، ج 1، ص 372، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک لڑائی میں تھے کہ لشکریوں کو کھانے کی کمی کا سامنا کرنا پڑا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہریرہ! تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا میرے تھیلے میں کچھ کھجوریں ہیں، فرمایا لے آؤ تو میں تھیلے کو لے کر حاضر ہوا، فرمایا: دسترخوان لے آؤ، تو میں دسترخوان لے آیا اور اسے بچھا دیا، پھر آپ نے کھجوریں نکالیں تو وہ اکیس دانے تھے۔ آپ نے بسم اللہ پڑھی اور ایک ایک کھجور کو اپنے مقدس ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ سب دانے آپ کے دست مبارک میں آ گئے، پھر آپ نے ان کو جمع کر کے فرمایا: (أدع فلانا وأصحابه فأكلوا وشبعوا وخرجوا ثم قال لادع فلانا وأصحابه فأكلوا وشبعوا وخرجوا ثم قال أدع فلانا وأصحابه فأكلوا وشبعوا وخرجوا وفضل تمر فقال لي اقتعد فقعدت فأكل وأكلت وفضل تمر فأخذه وأدخله في المزود وقال لي إذا رأيت شيئاً فأدخل يدك فخذ ولا تكفأ فما كنت أريد تمراً إلا أدخلت يدي فأخذت منه خمسين وسقاً في سبيل الله وكان معلقاً خلف رحلي فوق في)

دوسری روایت میں ہے: ((فَاعْطَاهُ، فَفُتِحَ عَلَيْهِ)) ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا اور انہی کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوئی۔

(صحیح بخاری، باب غزوة خيبر، ج 5، ص 134، مطبوعه دار طوق النجاة)

شانی و نانی ہوتم، کانی و وانی ہوتم

درود کو درود و واتم پہ کروڑوں درود

(۲) حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے

ہیں: ((شهدت مع النبي صلى الله عليه وسلم مشهدا فأصابني ضربة على عاتقي فتعلقت يدي فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم فتغل فيها وأزقتها فالتأمت وبرأت وقتلت الذي ضربتني)) ترجمہ: میں ایک جنگ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھا کہ میرے کندھے پر ضرب لگی اور میرا ہاتھ لٹک گیا میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنا لعاب دہن مبارک لگایا اور اسے جوڑ دیا تو میرا ہاتھ تندرست ہو گیا اور جس نے مجھے ضرب لگائی تھی میں نے اسے قتل کیا۔

(دلائل النبوة للبيهقي، باب ماجاء في نقله، ج 6، ص 178، دارالكتب العلمية، بيروت)

الكبرى، ذكر معجزاته في ضروب الحيوانات، ج 2، ص 116، دارالكتب العلمية، بيروت)

(۳) امام بخاری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی پر غزوة خیبر کے دن ایسی مار لگی کہ لوگوں کو آپ کے شہید ہونے کا گمان ہو گیا، حضرت سلمہ فرماتے ہیں: ((فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَفَّتْ فِيهِ ثَلَاثُ نَفَثَاتٍ، فَمَا اسْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ)) ترجمہ: میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے تین بار اس پر اپنا لعاب دہن لگایا پھر کبھی پنڈلی میں درد نہ ہوا۔

(صحیح بخاری، باب غزوة خيبر، ج 5، ص 133، دار طوق النجاة)

(۴) حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے

تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

لعاب دہن کے معجزات

(۱) صحیح بخاری میں ہے، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے، فرماتے ہیں ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِينَ هَذِهِ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ، قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُونَ أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: أَيُّنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. فَقِيلَ: هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ: فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ. فَأَتَى بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنَّ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَاعْطَاهُ الرَّأْيَةَ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوة خیبر کے روز فرمایا: یہ جھنڈا کل میں ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے رات بے چینی سے گزاری کہ دیکھتے ہیں کل جھنڈا کسے ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ہر ایک کی خواہش تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کی گئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، فرمایا: انہوں بلاؤ، انہیں بلا لیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور ان کے لیے دعا فرمائی، وہ ایسے شفا یاب ہو گئے گویا انہیں تکلیف ہوئی ہی نہ ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔

(صحیح بخاری، باب غزوة خيبر، ج 5، ص 134، مطبوعه دار طوق النجاة)

ہیں: ((شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْهَدًا فَأَصَابَتْنِي ضَرْبَةٌ عَلَى عَاتِقِي فَتَعَلَّقَتْ يَدِي فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَعَلَّ فِيهَا وَأَلْزَقَهَا فَالتَأَمَّتْ وَبَرَأَتْ وَقَتَلْتُ الَّذِي ضَرَبَنِي)) ترجمہ: میں ایک جنگ میں سرور عالم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ شریک تھا کہ میرے کندھے پر ضرب لگی اور میرا ہاتھ لٹک گیا میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنا لعاب دہن مبارک لگایا اور اسے جوڑ دیا تو میرا ہاتھ تندرست ہو گیا اور جس نے مجھے ضرب لگائی تھی میں نے اسے قتل کیا۔

(دلائل النبوة للبيهقي، باب ماجاء في تفرقه، ج 6، ص 178، دارالكتب العلمية، بيروت) الخصاص الكبرى، ذكر معجزاته في ضروب الحيوانات، ج 2، ص 116، دار الكتب العلمية، بيروت)

زبان مبارک کے معجزات

(۱) حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: ((أُهِدِيَتْ لَهُ شَاةٌ فَجَعَلَهَا فِي الْقَدْرِ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هَذَا يَا أَبَا رَافِعٍ فَقَالَ شَاةٌ أُهِدِيَتْ لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَطَبَخْتُهَا فِي الْقَدْرِ قَالَ نَاوِلْنِي الذَّرَاعَ يَا أَبَا رَافِعٍ فَنَاوَلْتُهُ الذَّرَاعَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِي الذَّرَاعَ الْآخَرَ فَنَاوَلْتُهُ الذَّرَاعَ الْآخَرَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِي الذَّرَاعَ الْآخَرَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا لِلشَّاةِ ذِرَاعَانِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَكَّتْ لَنَاوَلْتِنِي ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَكَّتْ)) ترجمہ: میرے پاس بکری ہدیہ بھیجی گئی، اسے ہانڈی میں ڈال دیا پھر رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دس تشریف لائے فرمایا: ابورافع یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ بکری ہے جو ہمیں ہدیہ ملی پھر ہم نے اسے ہانڈی میں پکا لیا حضور نے فرمایا: اے ابورافع ہم کو ایک دست دو میں نے دست پیش کر دیا پھر فرمایا کہ دوسرا دست بھی دو میں نے دوسرا دست بھی پیش کر دیا پھر فرمایا: اے ابورافع اور دست لاؤ، عرض کیا یا رسول اللہ بکری کے دوہی دست ہوتے

ہیں، تب ان سے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اگر تم چپ رہتے تو ہم کو دست پر دست دیتے رہتے جب تک کہ چپ رہتے۔

(مشکوٰۃ ج 1، ص 106، المكتبة الاسلامی، بیروت) (مسند احمد بن حنبل، ج 45، ص 172، مؤسسة الرسالة، بیروت)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((إِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَكَلَّفَ بِالْمُشْرِكِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ. فَأَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهُ أَتَى الْأَرْضَ الَّتِي مَاتَ فِيهَا فَوَجَدَهُ مُنْبُوذًا فَقَالَ: مَا شَأْنُ هَذَا؟ فَقَالُوا: دَفَنَاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ - مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ)) ترجمہ: ایک شخص نبی پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لیے وحی لکھا کرتا تھا، پھر اسلام سے پھر گیا (مرتد ہو گیا) اور مشرکین کے ساتھ مل گیا، نبی پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس کے لیے فرمایا: بے شک زمین اسے قبول نہیں کرے گی، حضرت ابوطحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں اطلاع دی کہ وہ اس زمین (ملک) میں گئے جہاں وہ مرتد مرا تھا، تو انہوں نے اسے بغیر دفن ہوئے زمین کے اوپر پڑا پایا، پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے، لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اسے کئی مرتبہ دفنایا ہے مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا، اس حدیث پاک کو بخاری و مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔

(مشكاة المصابيح، باب في المعجزات، الفصل الاول، ج 3، ص 1655، المكتبة الاسلامی، بیروت)

(۳) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ طَرَحَ بَنِيَّةً لَهُ فِي وَادِي كَذَا فَأَنْطَلَقَ مَعَهُ إِلَى الْوَادِي وَنَادَاهَا بِاسْمِهَا يَا فُلَانَةَ أُجِيبِي بِإِذْنِ اللَّهِ فَخَرَجَتْ وَهِيَ تَقُولُ: لَبَيْكَ وَسَعْدَيْكَ. فَقَالَ لَهَا: إِنَّ أَبَوَيْكَ قَدْ أَسْلَمَا، فَإِنْ أَحْبَبْتِ أَنْ أُرَدَّكَ عَلَيْهِمَا قَالَتْ: لَا حَاجَةَ لِي فِيهِمَا وَجَدْتُ اللَّهَ خَيْرًا لِي مِنْهُمَا)) ترجمہ: ایک شخص نے نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو بتایا کہ وہ اپنے بیٹے کو ایک وادی میں پھینک دیا تھا، تو نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسے لے کر وہاں جاکر پکارا اور کہا: اے فُلَانَةُ! اللہ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم اپنے والدین کو لو لو، انہوں نے کہا: ہاں، اللہ ہی میرا خیر ہے۔

دسح قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، میں چمڑے کے ایک تھیلے میں پانی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آڑ کے لئے کوئی چیز نظر نہ آئی، وادی کے کنارے دو درخت تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی اور فرمایا: اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر، وہ درخت اس اونٹ کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہو گیا جس کی ناک میں نیل ہو اور وہ اپنے ہانکنے والے کے تابع ہوتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے درخت کے پاس گئے اور اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑ کر فرمایا: اللہ عزوجل کے اذن سے میری اطاعت کر، وہ اسی درخت کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو گیا، حتیٰ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں درختوں کے درمیان پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں درختوں کو ملا دیا اور فرمایا: اللہ عزوجل کے اذن سے تم دونوں جڑ جاؤ، پس وہ دونوں درخت جڑ گئے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اس خیال سے نکلا اور اس جگہ سے ہٹ گیا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے قرب کو محسوس نہ فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے اوجھل ہو گئے۔ میں بیٹھا ہوا اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا کہ میں نے اچانک دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لارہے ہیں اور وہ دونوں درخت الگ الگ ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا ہے۔

(صحیح مسلم، باب حدیث جابر الطویل الخ، ج 4، ص 2306، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَقْبَلَ أَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَّنَ تَرِيدُ؟ قَالَ: إِلَى أَهْلِي قَالَ: هَلْ لَكَ فِي خَيْرٍ؟

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس آ کر ذکر کیا کہ اس نے اپنی چھوٹی بچی کو فلاں وادی میں پھینکا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ اس وادی کی طرف تشریف لے گئے اور آپ نے اس بچی کا نام لے پکارا: اے فلانہ! اللہ کے اذن سے میرا جواب دے، وہ بچی لبیک و سعیدیک کہتی ہوئی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تیرے والدین مسلمان ہو چکے ہیں اگر تو چاہے تو میں تجھے ان کے پاس لوٹا دوں، وہ بولی: مجھے ان میں کوئی حاجت نہیں میں نے اپنے رب کے ہاں ان سے زیادہ بھلائی پائی ہے۔

(الشفا بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، ج 1، ص 614، دار الفیحاء، عمان)

(۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلْنَا وَادِيًا أَفِيحًا، فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ، فَاتَّبَعْتُهُ بِأَدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهِ، فَإِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِي، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى إِحْدَاهُمَا، فَأَخَذَ بَعْضِنِ مِنْ أَغْصَانِهَا، فَقَالَ: انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللَّهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيرِ الْمُخْشَوْشِ، الَّذِي يُصَانِعُ قَائِدَهُ، حَتَّى أَتَى الشَّجَرَةَ الْأُخْرَى، فَأَخَذَ بَعْضِنِ مِنْ أَغْصَانِهَا، فَقَالَ: انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللَّهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَذَلِكَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْمُنْصَبِ مِمَّا بَيْنَهُمَا، لَأَمَ بَيْنَهُمَا يَعْنِي جَمْعَهُمَا فَقَالَ: التُّنْمَا عَلَيَّ بِإِذْنِ اللَّهِ فَالتُّنْمَتَا، قَالَ جَابِرٌ: فَخَرَجْتُ أَحْضِرُ مَخَافَةَ أَنْ يَحْسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُرْبِي فَيَتَّبَعِدَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ فَيَتَّبَعِدَ فَجَلَسْتُ أُحَدِّثُ نَفْسِي، فَحَانَتْ مِنِّي لَفْتَةٌ، فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا، وَإِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدْ افْتَرَقَتَا، فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلَيَّ سَاقًا)) ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم ایک کشادہ وادی میں پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَعَادَ فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ)) ترجمہ: ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں کیسے جان لوں کہ آپ نبی ہیں؟ فرمایا: اگر میں کھجور کے اس درخت کے خوشے کو بلاؤں تو کیا تو اس بات کی شہادت دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا تو وہ درخت سے اتر کر آپ کے پاس آ کر گر گیا، پھر آپ نے اسے کہا کہ اپنی جگہ پر واپس چلا جا، تو وہ واپس چلا گیا، (یہ دیکھ کر) اعرابی ایمان لے آیا۔ یہ حدیث پاک حسن غریب صحیح ہے۔

(جامع ترمذی، ج 5، ص 594، مصطفیٰ البانی، مصر)

(۷) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((إِنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ، فَقَالَ: كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: لَا اسْتَطَعْتَ، مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَيَّ فِيهِ)) ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ، اس نے (براہ تکبر) کہا کہ میں اس کی استطاعت (طاقت) نہیں رکھتا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تجھے اس کی استطاعت ہی نہ ہو، اسے تکبر ہی نے روکا تھا، راوی کہتے ہیں کہ پھر اس کا (دایاں) ہاتھ اس کے منہ کی طرف نہ اٹھ سکا۔

(صحیح مسلم، باب آداب الطعام، ج 3، ص 1599، دار احیاء التراث العربی، بیروت) مسند احمد بن حنبل، حدیث سلمہ بن اکوع، ج 27، ص 25، مؤسسة الرسالة، بیروت) مشکوٰۃ المصابیح، ج 3، ص 1657، المكتب الاسلامی، بیروت)

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(۸) حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،

قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَقَالَ: وَمَنْ يَشْهَدُ عَلَيَّ مَا تَقُولُ؟ قَالَ: هَذِهِ السَّلْمَةُ فَدَعَاَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ بِشَاطِئِ الْوَادِي فَأَقْبَلَتْ تَخُذُ الْأَرْضِ خَدًّا حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا، فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا أَنَّهُ كَمَا قَالَ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَيَّ مِنْبَتِهَا)) ترجمہ: ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک اعرابی سامنے آیا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ بولا اپنے اہل کی طرف جانے کا، آپ نے فرمایا: کیا تجھے بھلائی کی بات میں رغبت ہے؟ اس نے کہا: وہ کیا ہے، فرمایا: تو گواہی دے کہ اللہ وحدہ لا شریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اس نے کہا: جو آپ نے فرمایا اس پر کون گواہ ہے؟ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ درخت گواہ ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا اور وہ میدان کے کنارے پر تھا، پس وہ درخت زمین چیرتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے آکھڑا ہوا، حضور نے تین بار اس سے گواہی طلب کی، تو اس نے تین بار گواہی دی جس طرح آپ نے فرمایا تھا، پھر وہ درخت اپنی جگہ لوٹ گیا۔

(سنن دارمی، باب ما اکرم اللہ تعالیٰ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 166، دار المغنی للنشر والتوزیع، عرب) مشکوٰۃ المصابیح، باب فی المعجزات، الفصل الثانی، ج 3، ص 1666، المكتب الاسلامی، بیروت)

(۶) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بِمَ أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ؟ قَالَ: إِنَّ دَعْوَتُ هَذَا الْعِدْقِ مِنَ هَذِهِ النَّخْلَةِ تَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتَّى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: ارْجِعْ

(صحیح بخاری، باب مناقب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 5، ص 15، دارطوق النجاة) ☆ (صحیح

بخاری، کتاب المناقب، ج 1، ص 519، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

طاقت رسول اللہ کی

(1) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ عَلِمْتَ أَنَّكَ نَبِيٌّ حَتَّى اسْتَيْقَنْتَ؟ فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَانِي مَلَكَانِ وَأَنَا بَعْضُ بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَوَقَعَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ، وَكَانَ الْآخَرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَهْوُ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ زُنْهُ بَرَجُلٍ، فَوَزَنْتُ بِهِ فَوَزَنْتَهُ ثُمَّ قَالَ: فَزُنْهُ بَعْشَرَةَ فَوَزَنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: زُنْهُ بِبِئَانَةٍ فَوَزَنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتَهُمْ ثُمَّ قَالَ: زُنْهُ بِالْفِ، فَوَزَنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتَهُمْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَنْتَبِرُونَ عَلَيَّ مِنْ خِيفَةِ الْمِيزَانِ قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: لَوْ وَزَنْتَهُ بِأَمْتِهِ لَرَجَحَهَا)) ترجمہ: میں نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کو کیسے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں؟ ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میں مکہ

المکرمہ کی وادی میں تھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے، ان میں سے ایک زمین پر اتر آیا، اور دوسرا زمین و آسمان کے درمیان رہا، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہی وہ (ہمارے آقا) ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا: جی ہاں! ایک (اوپر والا) بولا: ان کا ایک شخص کے ساتھ وزن کرو، جب دوسرے (زمین والے) نے میرا ایک شخص کے ساتھ وزن کیا تو میں وزنی نکلا۔ پھر کہا: دس کے ساتھ وزن کرو، میرا دس کے

فرماتے ہیں: ((كَانَ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ يَجْلِسُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَجَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ كَذَلِكَ فَلَمْ يَزَلْ يَخْتَلِجُ حَتَّى مَاتَ)) ترجمہ: حکیم بن ابی العاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو وہ اپنا منہ ٹیڑھا کرتا تھا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ایسے ہی ہو جا، تو اس کا منہ ہمیشہ ٹیڑھا ہی رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، من کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 2، ص 678، دارکتب العلمیہ، بیروت) دلایل النبوة للبیہقی، باب ماجاء فی دعاءہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 6، ص 239، دارالکتب العلمیہ، بیروت) الخصائص الكبرى، ذکر معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 2، ص 132، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام حاکم اس حدیث پاک کے بارے میں فرماتے ہیں: ”هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ“ ترجمہ: یہ حدیث پاک صحیح الاسناد ہے، اور بخاری و مسلم نے اسے تخریج نہیں کیا۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، من کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 2، ص 678، دارکتب العلمیہ، بیروت)

قدم مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، فَجَفَّ، وَقَالَ: أَسْكُنْ أَحَدًا أَظْنَهُ ضَرْبَهُ بِرِجْلِهِ، فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جمعین) احد پہاڑ پر چڑھے، پہاڑ حرکت کرنے لگا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہاڑ پر پاؤں مبارک مار کر فرمایا: اے احد! ٹھہر جا، کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

والعودة، ففعل به ذلك ثانياً وثالثاً. فوقف ركناً متعجباً وقال: إن شأنك لعجيب)) ترجمہ: مکہ مکرمہ میں ایک بہت طاقت ور شخص (رکانہ نامی) رہتا تھا، جو کہ بہت ماہر پہلوان تھا، لوگ دوسرے شہروں سے اس کے پاس کشتی لڑنے کے لیے آتے، وہ ان پر غالب رہتا، ایک دن مکہ کی کسی وادی میں اس کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوگئی، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا: اے رکانہ! کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا اور میری دعوتِ اسلام کو قبول نہیں کرتا؟، رکانہ آپ سے کہنے لگا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ کی سچائی پر کوئی دلیل ہے؟، آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں تمہیں پچھاڑ دوں تو کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ گے؟ اس نے کہا: ہاں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تو آپ نے اس سے فرمایا: کشتی کے لیے تیار ہو جاؤ، اس نے کہا: میں تیار ہوں، رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے قریب ہوئے اور اس کو پکڑ کر پچھاڑ دیا، رکانہ اس سے حیران رہ گیا، اس نے پھر کشتی کرنے کے لیے کہا: نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوبارہ اس کو پچھاڑ دیا، اسی طرح تیسری مرتبہ اسے پچھاڑ دیا، رکانہ حیران و متعجب رہ گیا اور کہنے لگا: آپ کی شان بڑی عظیم ہے۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، ذکر خبر رکانہ، ج 1، ص 394، دارالنفائس، بیروت) دلائل النبوة للبيهقي، باب ماجاء في استنصار رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 6، ص 250، دارالكتب العلمية، بيروت) خصائص كبرى، ج 1، ص 215، دارالكتب العلمية، بيروت) المواهب اللدنية، الفصل الثاني فيما كرم الله تعالى به، ج 2، ص 134، 133، المكتبة التوفيقية، مصر)

صدر الشريعة مفتي امجد علی اعظمی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکانہ سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ پچھاڑا، کیونکہ رکانہ نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو ایمان لاؤں گا پھر یہ مسلمان ہو گئے۔“

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 512، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ساتھ وزن کیا گیا تو میں وزنی رہا، پھر کہا: سو کے ساتھ ان کا وزن کرو، میرا سو کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں وزنی رہا، پھر فرشتے نے کہا کہ ہزار کے ساتھ ان کا وزن کرو، میرا ہزار کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں وزنی رہا (بلکہ) گویا کہ میں ان ہزار کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ اپنے پلڑے کے ہلکے پن کی وجہ سے میرے اوپر اچھل کر گر پڑیں گے، فرشتے نے دوسرے سے کہا: اگر ان کا وزن ان کی پوری امت کے ساتھ بھی کرو گے تو یہ ان پر بھاری رہیں گے۔

(سنن دارمی، باب کیف كان اول شان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 1، ص 164، دارالمغني للنشر والتوزيع، عرب) مشكوة المصابيح، ج 3، ص 1608، المكتبة الاسلامي، بيروت)

ٹوٹ جائیں گے گنہ گاروں کے فوراً قید و بند
حشر میں کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

رکانہ پہلوان

(۲) دلائل النبوة لابی نعیم، دلائل النبوة للبيهقي، خصائص كبرى اور مواهب اللدنية وغيره كتب میں ہے، واللفظ لاخر: ((انه كان بمكة رجل شديد القوة يحسن الصراة وكان الناس يأتونه من البلاد للمصارعة فيصرعهم. فبينما هو ذات يوم في شعب من شعاب مكة إذ لقيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له: يا ركانة ألا تتقي الله وتقبل ما أَدْعُوكَ إِلَيْهِ أَوْ كَمَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَكَانَةُ: يَا مُحَمَّدُ! هَلْ مِنْ شَاهِدٍ يَدُلُّ عَلَيَّ صَدَقَ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ صَرَعْتُكَ أَنْتَ مِنْ بَالِهِ وَرَسُولُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ لَهُ: تَهَيَّأْ لِلْمَصَارَعَةِ قَالَ: تَهَيَّأْتُ، فَدَنَا مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَهُ ثُمَّ صَرَعَهُ، قَالَ فَتَعَجَّبَ رَكَانَةُ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ سَأَلَهُ الْإِقَالََةَ

ابوالاسود جمحی پہلوان

(۳) امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واللفظ للقسطلانی: ((وقد صار صلی اللہ علیہ وسلم جماعة غیر رکائتہ منهم أبو الاسود الجمحی، كما قاله السهيلي. ورواه البيهقي، وكان شديدا بلغ من شدته وأنه كان يقف على جلد البقر ويجاذب أطرافه عشرة لينزعوه من تحت قدميه فيتفرى الجلد ولم يتزحزح عنه، فدعا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم إلى المصارعة وقال: إن صرعتني آمنت بك، فصرعه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فلم يؤمن)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکانہ کے علاوہ پہلوانوں کی ایک جماعت سے بھی کشتی کی ہے، ان میں سے ابوالاسود جمحی پہلوان بھی ہے جیسا کہ سہیلی نے اسے ذکر کیا ہے اور امام بیہقی نے (بھی) اسے روایت کیا ہے، یہ شخص بہت طاقتور تھا، اس میں اتنی طاقت تھی کہ یہ گائے کی کھال پر کھڑا ہوتا اور دس آدمی کھال کو کھینچتے تاکہ اس کے قدموں کے نیچے سے کھال کو نکال لیں، کھال ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی مگر ابوالاسود برابر بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹتا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کشتی کی دعوت دی اور کہا کہ اگر آپ نے مجھے ہرا دیا تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پچھاڑ دیا مگر وہ ایمان نہ لایا۔

(المواہب اللدنیہ، الفصل الثانی فیما اکرم اللہ تعالیٰ بہ، ج 2، ص 134، المكتبة التوفيقية، مصر) *
جمع الوسائل فی شرح الشمائل للقاری، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 2، ص 170، المطبعة الشرفیہ، مصر)

(۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((إنا يوم الخندق نحفر، فعرضت كديبة شديدة فجاءوا النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا: هذه كديبة عرضت في الخندق، فقال: أنا نازل. ثم قام وبطنه معصوب بحجر،

وكتبنا ثلاثة أيام لا ندوق ذواقه فأخذ النبي صلی اللہ علیہ وسلم المعول فضرب به فعاد كتيباً أهيل، أو أهيم، فقلت: يا رسول الله، أئذن لي إلى البيت، فقلت لأمرائي: رأيت بالنبي صلی اللہ علیہ وسلم شيئاً ما كان في ذلك صبر، فعندك شيء؟ قالت: عندي شعير وعناق، فذبحت العناق، وطحنت الشعير حتى جعلنا اللحم في البرمة، ثم جئت النبي صلی اللہ علیہ وسلم والعجين قد انكسر، والبرمة بين الأثافي قد كادت أن تنضج، فقلت: طعيم لي، فقم أنت يا رسول الله ورجل أو رجلان، قال: كم هو فذكرت له، قال: كثير طيب، قال: قل لها: لا تنزع البرمة، ولا الخبز من التنور حتى آتي، فقال: قوموا، فقام المهاجرون والأنصار، فلما دخل على امرأته قال: ويحك جاء النبي صلی اللہ علیہ وسلم بالمهاجرين والأنصار ومن معهم، قالت: هل سألك؟ قلت: نعم، فقال: ادخلوا ولا تضاعطوا فجعل يكسر الخبز، ويجعل عليه اللحم، ويخمر البرمة والتنور إذا أخذ منه، ويقرب إلى أصحابه ثم ينزع، فلم يزل يكسر الخبز، ويغرف حتى شبعوا وبقي بقیة، قال: كليلي هذا وأهدى، فإن الناس أصابتهم مجاعة)) ترجمہ: ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان سامنے آگئی، لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: خندق کھودنے کے دوران ایک سخت چٹان آگئی ہے، فرمایا: میں اترتا ہوں، پھر کھڑے ہوئے اس حال میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم نے تین دن سے کچھ نہیں چکھا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھاؤڑالے کر مارا تو چٹان ریت کی طرح بکھر گئی، پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے، میں نے گھر آ کر اپنی بیوی سے

(16) وجوہات محبت

شریعت مطہرہ نے ہر مسلمان پر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے تمام اعزہ و اقارب سے بڑھ کر لازم کی ہے، بلکہ ہر چیز حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر لازم کی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَ
أَخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي
سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْفَاسِقِينَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور
تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس
کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول
اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم
لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (پ 10، سورۃ التوبہ، آیت 24)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ
وَالِدِيهِ وَوَلَدِيهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ترجمہ: تم میں سے اس وقت تک کوئی ایمان والا
نہیں ہو سکتا، جب تک میں اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر
اس کے نزدیک محبوب نہ ہو جاؤں۔

(صحیح بخاری، باب حب الرسول من الایمان، ج 1، ص 12، دار طوق النجاة صحیح مسلم، باب
وجوب محبة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 1، ص 67، دار احیاء التراث العربی، بیروت)
حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى

کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ جسے برداشت کرنے کی
طاقت نہیں ہے، کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس جو اور ایک سال
سے کم عمر بکری کا بچہ ہے، میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اس نے جو کو پیسا، ہم
نے گوشت کو ہانڈی میں ڈال دیا، پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس
حال میں حاضر ہوا کہ آٹا گوندھا جاچکا تھا اور ہانڈی چولہے پر تھی جو کہ پکنے کے قریب
تھی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے آپ اور ایک دو اور
آدمی چلیں، دریافت فرمایا کتنا ہے؟ تو میں نے (جتنا تھا اتنا) بتا دیا، فرمایا: بہت ہے
اور اچھا ہے، پھر فرمایا اپنی بیوی سے کہو کہ ہانڈی چولہے سے نہ اتارے اور روٹی تنور
سے نہ نکالے یہاں تک کہ میں آ جاؤں، اس کے بعد صحابہ کرام علیہم السلام سے فرمایا
کہ چلو، تو مہاجرین اور انصار ساتھ آ گئے، حضرت جابر جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو
کہا کہ تیرے لئے خرابی ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین، انصار اور کئی صحابہ کے
ساتھ آرہے ہیں، بیوی نے پوچھا: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پوچھا تھا (کہ
کھانا کتنا ہے؟) میں نے کہا کہ ہاں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندر چلو اور
بھیڑ مت کرنا، پھر روٹی توڑی جاتی اور اس پر گوشت ڈالا جاتا، جب ہانڈی اور تنور میں
سے لے لیا جاتا تو ان کو ڈھک دیا جاتا، اور پھر اصحاب کے قریب کیا جاتا اور دوبارہ
نکالا جاتا، اسی طرح روٹی توڑتے رہے اور سالن نکالتے رہے یہاں تک کہ تمام
سیراب ہو گئے اور اس میں سے باقی بھی بچ گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی سے کہا کہ اسے خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو ہدیہ بھی کرو کہ لوگوں
کو بھوک پہنچی ہے۔

(صحیح بخاری، باب غزوة الخندق وهي الاحزاب ج 5، ص 108، دار طوق النجاة)

اللَّهُ وَرَسُولَهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ)) ترجمہ: جس میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت و حلاوت پائے گا: (1) اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبوب ہوں (2) وہ کسی آدمی سے محبت نہ کرے مگر اللہ تعالیٰ کے لیے (3) وہ کفر میں لوٹ جانا ایسا برا سمجھے جیسا کہ آگ میں پھینکے جانے کو برا سمجھتا ہے۔

(صحیح بخاری، باب حلاوة الايمان، ج 1، ص 12، دارطوق النجاة، صحيح مسلم، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان، ج 1، ص 66، داراحياء التراث العربي، بيروت)

ہم اس بات کے مکلف ہیں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کریں اور ہر چیز سے بڑھ کر حضور سے محبت کریں، یہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کا بے پناہ کرم ہے کہ حضور ﷺ میں تمام اسباب محبت کو مجتمع فرمادیا۔

اسباب محبت

عمومی طور پر محبت کے اسباب اور اس کی وجوہات درج ذیل ہوتی ہیں:
حسن و جمال، علم و حکمت، سخاوت، نرمی و شفقت، زہد و تقویٰ، مال و دولت، اچھے اخلاق، استاد و مرشد ہونا، مصیبت سے نجات دلانا، احسانات ہونا۔

(1) حسن و جمال

انسان حسن و جمال سے محبت کرتا ہے اور خالق کائنات نے اپنے محبوب کو کائنات میں سب سے بڑھ کر حسن و جمال عطا فرمایا ہے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا)) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک تمام لوگوں سے زیادہ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَخَذَ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الْآنَ، وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (الآنَ يَا عُمَرُ)) ترجمہ: ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے بڑھ کر محبوب ہیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: نہیں، (اس سے کام نہیں چلے گا) اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جب تک میں تمہاری جان سے بڑھ کر تمہارے نزدیک محبوب نہیں ہو جاتا (اس وقت تک ایمان مکمل نہیں ہوگا)، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اب اللہ کی قسم آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! اب (تمہارا ایمان مکمل ہوا)۔

(صحیح بخاری، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 8، ص 129، مطبوعه دارطوق النجاة)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ((أَدْبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ)) ترجمہ: اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ: (1) اپنے نبی کی محبت (2) نبی پاک کے اہل بیت کی محبت (3) اور قرآن کی قراءت۔

(الجامع الصغير مع التيسير، حرف الهمزة، ج 1، ص 53، مكتبة الامام الشافعي، الرياض)
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ

اقدر صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللہ عزوجل کے نائبِ مطلق ہیں، تمام جہان حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے تحتِ تصرف کر دیا گیا، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں، تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان اُن کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں، تمام آدمیوں کے مالک ہیں جو انھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنت سے محروم رہے، تمام زمین اُن کی ملک ہے، تمام جنت اُن کی جاگیر ہے، ملکوتِ السموات والارض حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے زیرِ فرمان ہیں، جنت و نار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دیدی گئیں، رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں، دنیا و آخرت حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی عطا کا ایک حصہ ہے۔

احکام تشریحیہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے قبضہ میں کر دیے گئے، کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔
(بہار شریعت، حصہ 1، ص 80 تا 85، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

صحاح ستہ اور اس کے علاوہ بہت سی کتب احادیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: ((هَلَكْتُ)) ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا: ((وَمَا شَأْنُكَ؟)) ترجمہ: تمہارا کیا معاملہ ہے؟ عرض کی: ((وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ)) ترجمہ: میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کر لی۔ فرمایا: ((هَلْ تَجِدُ مَا تَعْتَقُ رِقَبَةً؟)) ترجمہ: غلام آزاد کر سکتا ہے؟ عرض کی: ((لَا)) ترجمہ: نہیں، فرمایا: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)) ترجمہ: لگاتار دو مہینے کے

حسین تھا۔

(صحیح بخاری، باب صفة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 4، ص 188، دار طوق النجاة)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةِ إِضْحِيَانِهِ فَبَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حُمْرَاءُ، فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو چاندنی رات میں دیکھا، آپ نے سرخ حلہ زیب تن کیا ہوا تھا، میں آپ کی طرف اور چاند کی طرف دیکھنے لگا (کبھی آپ کو دیکھتا کبھی چاند کو) پس آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء في الرخصة في لبس الحرمة للرجال، ج 4، ص 415، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةٌ قَمَرٍ)) ترجمہ: جب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ اس طرح روشن ہو جاتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

(صحیح بخاری، باب صفة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 4، ص 189، دار طوق النجاة)

(2) اختیارات

انسان اس سے محبت کرتا ہے جس کے پاس اختیارات ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تشریحی اختیارات بھی عطا فرمائے یعنی جس پر جو چیز چاہیں فرض فرمادیں اور جس کو چاہیں اس کا عام حکم سے استثنیٰ فرمادیں، اور تکوینی اختیارات بھی عطا فرمائے یعنی کائنات میں تصرف کرنے کے اختیارات بھی عطا فرمائے ہیں۔

صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حضور

اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 5، ص 25، المكتبة الاسلامی، بیروت)

(3) علم و حکمت

انسان علم سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات سے بڑھ کر علم عطا فرمایا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو جو علم دیا اس کے بارے میں فرمایا: ﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں جو علم دیا گیا وہ تھوڑا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم عطا فرمایا اس کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿وَعَلَّمَكُمَا مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُونَ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ عَظِيمًا﴾ ترجمہ: اور اے محبوب! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام چیزوں کا علم دے دیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر فضل عظیم ہے۔

اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں ہے ”اگر علم ماکان وما یکون ہست کہ حق سبحانہ در شب اسرا بدار حضرت عطا فرمود: چنانچہ در حدیث معراج ہست کہ من در ذریعہ عرش بودم قطرہ در خلق من ریختندہ فعلمت ماکان وما یکون“ ترجمہ: یہ ماکان وما یکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا، چنانچہ حدیث معراج میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے، ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا گیا، پس ہمیں علم ماکان (جو ہو چکا) اور علم ما

روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کی: ((لَا)) ترجمہ: نہیں، فرمایا: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَطْعَمَ سِتِّينَ مَسْكِينًا)) ترجمہ: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ عرض کی: ((لَا أَجِدُ)) ترجمہ: میں نہیں پاتا، ((فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ)) اتنے میں کھجوروں کا ٹوکرا خدمت اقدس میں لایا گیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)) ترجمہ: انہیں لواور خیرات کر دو، عرض کی: ((أَعْلَى أَفْقَرٍ مِنَّا؟ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَفْقَرُ مِنَّا)) ترجمہ: اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔

((فَضَحَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَقَالَ: اذْهَبْ فَأَطْعِمَهُ أَهْلَكَ)) ترجمہ: رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے، اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب اذا جامع فی رمضان الخ، ج 1، ص 259، قدیمی کتب خانہ، کراچی صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار الخ، ج 1، ص 314، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

سنن ابی داؤد میں امام شہاب زہری تابعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ”وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا رُحْصَةً لَهُ خَاصَّةً، فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيرِ“ ترجمہ: یہ خاص اسی شخص کیلئے رحمت تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ دے بغیر چارہ نہیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصیام، ج 1، ص 325، آفتاب عالم پریس، لاہور)

مسند امام احمد میں بسند ثقافت رجال صحیح مسلم ہے ((ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَلَمَ عَلَيْهِ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي إِلَّا صَلَاتَيْنِ فَقَبِلَ ذَلِكَ مِنْهُ)) ترجمہ: ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر

یکون (جو ہوگا) حاصل ہو گیا۔

(تفسیر قادری اردو ترجمہ تفسیر حسینی، سورۃ النساء، آیت 113، ج 1، ص 192)

(4) جود و سخا

انسان سخاوت سے محبت کرتا ہے، حضور ﷺ تمام کائنات میں سب سے زیادہ سخی ہیں، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ)) ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ اللہ ﷻ سے زیادہ حسین اور سب سے بڑھ کر سخی تھے۔

(صحیح بخاری، باب حسن الخلق والسخاء، ج 8، ص 13، دار طوق النجاة)

اس قدر سخاوت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ

الْبَسِطِ﴾ ترجمہ: اور نہ آپ اپنے ہاتھ کو پوری طرح کھول دیں۔

(سورۃ الاسراء، آیت 29)

اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے صدر الافاضل مفتی سید نعیم

الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک مسلمان بی بی کے سامنے ایک یہودیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا بیان کیا اور اس میں اس حد تک مبالغہ کیا کہ حضرت سید عالم ﷺ اللہ ﷻ پر ترجیح دے دی اور کہا کہ حضرت موسیٰ ﷺ کی سخاوت اس انتہا پر پہنچی ہوئی تھی کہ اپنے ضروریات کے علاوہ جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا سائل کو دے دینے سے دریغ نہ فرماتے، یہ بات مسلمان بی بی کو ناگوار گزری اور انہوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سب صاحب فضل و کمال ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام (الصلوة والنبیاء) کے جود و نوال میں کچھ شبہ نہیں لیکن سید عالم ﷺ اللہ ﷻ کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے چاہا کہ یہودیہ کو حضرت سید عالم ﷺ اللہ ﷻ کے جود و کرم کی آزمائش کرا

دی جائے چنانچہ انہوں نے اپنی چھوٹی سچی کو حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ حضور ﷺ سے تمہیں مانگ لائے، اس وقت حضور کے پاس ایک ہی قمیص تھی جو زیب تن تھی وہی اتار کر عطا فرمادی اور اپنے آپ دولت سرائے اقدس میں تشریف رکھی شرم سے باہر تشریف نہ لائے، یہاں تک کہ اذان کا وقت آیا، اذان ہوئی، صحابہ نے انتظار کیا، حضور تشریف نہ لائے تو سب کو فکر ہوئی، حال معلوم کرنے کے لئے دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ جسم مبارک پر قمیص نہیں ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ المذکورہ)

(5) نرمی و شفقت

انسان اس سے محبت کرتا ہے جو نرم دل اور مہربان ہو، رحم اور شفقت کرنے والا ہو، حضور نبی کریم ﷺ اللہ ﷻ سب سے بڑھ کر مہربان اور نرم دل ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظًا لَفُتُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ ترجمہ: اللہ کی کیسی رحمت ہوئی کہ آپ ان کے لیے نرم دل ہوئے اور آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ ضرور آپ کے گرد و پیش سے بھاگ جاتے۔

(سورۃ ال عمران، آیت 159)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

(سورۃ التوبہ، آیت 128)

آپ ﷺ اللہ ﷻ تو تمام عالمین کے لیے رحمت ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا

جائیں لیکن میں کبھی بھی نہ اکتاؤں گا۔ اپنی ساری زندگی اسی میں گزار دوں گا۔ ہاں میری موت ہی آگئی تو خیر کہ موت ہر چیز کو فنا کر دینے والی ہے آدمی خواہ کتنی ہی امیدیں لگائے مگر میں اپنے بعد فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل و اولاد کو وصیت کر جاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زید کو ڈھونڈتے رہیں۔

غرض وہ یہ اشعار پڑھتے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھر ا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انہوں نے زید کو پہچانا۔ باپ کا حال سنایا، شعر سنائے، انکی یاد فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ میں یہاں مکہ میں ہوں۔ ان لوگوں نے جا کر زید کی خیر و خیران کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو زید نے کہے تھے اور پتہ بتایا۔ زید کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ مکرمہ پہنچے، تحقیق کی، پتہ کروایا، حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: اے ہاشم کی اولاد! اپنی قوم کے سردار! تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ عزوجل کے گھر کے پڑوسی، تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو۔ ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمہارے پاس پہنچے ہیں ہم پر احسان فرماؤ اور کرم کرو۔ فدیہ قبول کرو اور اس کو رہا کر دو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بس اتنی سی بات ہے! عرض کیا حضور! بس یہی عرض ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسکو بلاؤ اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہاری نذر ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کر سکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت

ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (سورۃ الانبیاء، آیت 107)

حضرت زید پر شفقت

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ نکھیاں جا رہے تھے بنو قیس نے وہ قافلہ لوٹا جس میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کو مکہ میں لا کر بیچا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو انہوں نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھر ا کرتے تھے، اکثر جو اشعار پڑھتے تھے ان کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ "میں زید کی جدائی میں رو رہا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے کہ اس کی امید رکھوں یا موت نے اس کا کام تمام کر دیا کہ اس سے مایوس ہو جاؤں، خدا عزوجل کی قسم مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زید نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر میں کبھی واپس آئے گا یا نہیں، ساری دنیا میں میری انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو آتی ہے تو بھی اسی کی یاد مجھے ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اسی کی یاد کو بھڑکاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میری فکر کس قدر طویل ہوگئی، میں اس کی تلاش اور کوشش میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کا چکر لگانے سے نہ اکتاؤں گا اونٹ چلنے سے اکتا جائیں تو اکتا

کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ قُمْ أَيْلًا قَلِيلًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے۔

(سورۃ المزمّل، آیت 1، 2)

(7) خزانے

عمومی طور پر انسان مال و منال اور خزانوں سے محبت کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ)) ترجمہ:

میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا خزانچی ہوں۔

(صحیح مسلم، ج 2، ص 718، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں: ((إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللَّهُ

يُعْطِي)) ترجمہ: میں ہی قاسم اور خازن ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے۔

(صحیح بخاری، ج 4، ص 84، دار طوق النجاة)

انہیں خدا نے کیا اپنے ملک کا مالک انہیں کے قبضے میں رب کے خزانے آئے ہیں جو چاہیں گے جسے چاہیں گے یہ سب کریم ہیں یہ خزانے لٹانے آئے ہیں بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور مالک

المفاتیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتَيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوَضَعْتُ فِي يَدِي)) ترجمہ: میں سو رہا تھا کہ تمام خزانوں زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم، ج 4، ص 54، دار طوق النجاة، صحیح مسلم، کتاب المساجد وموضع الصلوٰۃ، ج 1، ص 372، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام احمد و ابو بکر بن ابی شیبہ سیدنا علیؑ (لا دجہم) سے راوی ہیں کہ حضور

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلائے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کو پہچانتے ہو عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو، انکے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کر سکتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی ہیں۔

ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید! غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو؟ باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو؟ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے ان (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے) میں ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کر سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔

(الاصابة فی تمييز الصحابة، زید بن حارثہ، ج 496، 495، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت زید اس وقت بچے تھے بچپن کی حالت میں بھی سارے گھر کو، عزیزو اقارب کو غلامی پر قربان کر دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور مہربانی کا پتا دیتا ہے۔

(6) عبادت و ریاضت

انسان اس سے محبت کرتا ہے جو عبادت گزار ہو، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر نماز میں قیام فرماتے کہ پاؤں میں ورم ہو جاتا، آپ نے اس قدر عبادت کی

ﷺ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف مشورہ لینے کے سے انداز سے دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کریں تو میں نے اس فرشتے سے کہا کہ میں عبد نبی بنا چاہتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد آپ تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ایسے کھاؤں گا جیسے عبد کھاتے ہیں اور ایسے بیٹھوں گا جیسے عبد بیٹھتے ہیں۔

(شرح السنة، للبعثی، باب توضعہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 13، ص 248، المكتبة الاسلامی، بیروت، مشکوٰۃ المصابیح، ج 3، ص 1622، 1623، المكتبة الاسلامی، بیروت)

(8) اچھے اخلاق

انسان اس سے محبت کرتا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اتنے اچھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ ترجمہ: بلاشبہ آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔

(سورة القلم، آیت 4)

(9) استاد و مرشد ہونا

انسان اپنے استاد سے محبت کرتا ہے کیونکہ وہ اس سے علم حاصل کرتا ہے اور اپنے مرشد سے محبت کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے باطن کا تزکیہ کرتا ہے، باطن کی صفائی کرتا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن و حکمت سیکھانے والے اور باطن کا تزکیہ فرمانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ ترجمہ: کنز الایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا

مالک و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((أُعْطِيَتْ مَا لَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُعْطِيَتْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ)) ترجمہ: مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا، رعب سے میری مدد فرمائی گئی (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے) اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

(مسند احمد بن حنبل، عن علی رضی اللہ عنہ، ج 2، ص 156، مؤسسة الرسالہ، بیروت، لابن ابی شیبہ، کتاب المناقب، ج 6، ص 304، مکتب الرشید، ریاض)

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ جَاءَ نَبِيَّ مَلَكٌ وَإِنَّ حُجْرَتَهُ لَتَسَاوَى الْكُعْبَةَ فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ: إِنَّ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا وَإِنَّ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا فَانظُرْتُ إِلَى جَبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ ضَعُ نَفْسَكَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ جَبْرِئِيلَ كَالْمُسْتَشِيرِ لَهُ فَأَشَارَ جَبْرِئِيلُ بِيَدِهِ أَنْ تَوَاضَعُ. فَقُلْتُ: نَبِيًّا عَبْدًا، قَالَتْ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَأْكُلُ مَتَكًا يَقُولُ: أَاكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ)) ترجمہ: اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں، (پھر فرمایا:) میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی، اس نے عرض کیا: آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو آپ عبد نبی بنیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی بنیں، میں نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو انہوں نے مجھے تواضع اختیار کرنے کے بارے میں عرض کی۔ حضرت ابن عباس رضی

(17) سب کچھ ملا

تمام انبیاء علیہم السلام کو جو مراتب علیحدہ علیحدہ عطا کیے گئے وہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کیے گئے بلکہ اس سے بڑھ کر عطا کیے گئے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ علیہ (متوفی 544) فرماتے ہیں ”وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ أُعْطِيَ فَضِيلَةً، أَوْ كَرَامَةً إِلَّا وَقَدْ أُعْطِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهَا“ ترجمہ: تمام انبیاء میں سے جس کو بھی جو جو فضیلت دی گئی ہے وہ تمام کی تمام فضیلتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا کی گئیں ہیں۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، الفصل السابع، ج 1، ص 115، دار الفیحاء، عمان)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں ”قَالَ الْعُلَمَاءُ مَا أُوتِيَ نَبِيٌّ بِمَعْجِزَةٍ وَلَا فَضِيلَةٍ إِلَّا وَلِنَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظِيرَهَا أَوْ أَعْظَمَ مِنْهَا“ ترجمہ: علماء فرماتے ہیں جس نبی کو جو بھی معجزہ اور فضیلت ملی ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی کی مثل یا اس سے بڑھ کر فضیلت عطا ہوئی ہے۔

(خصائص كبرى، ذكر موازنة الانبياء في فضائلهم بفضائل نبينا صلى الله عليه وسلم، ج 2، ص 304، دار الكتب العلمية، بيروت)

کچھ مثالیں

(1) حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک نہ صرف ملائکہ بلکہ مؤمنین اور خود اللہ رب العزت بھیجتا ہے اور وہ سجدہ ایک مرتبہ ہوا جبکہ درود پاک بھیجنے میں استمرار ہے۔ خصائص کبریٰ میں ہے ”وَأَمَّا السُّجُودُ فَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ﴾ هَذَا التَّشْرِيفُ الَّذِي شَرَفَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّمٌ وَأَعْمٌ فِي الْأَكْرَامِ مِنْ تَشْرِيفِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيْثُ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ بِالسُّجُودِ لَهُ مِنْ

مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

(سورہ آل عمران، آیت 164)

(10) مصیبت سے نجات

انسان اس سے محبت کرتا ہے جس کی وجہ اس کو کسی مصیبت اور عذاب سے نجات ملے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اجتماعی آسمانی عذاب سے نجات دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

(سورہ الانفال، آیت 33)

سورہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ قیامت کی دشواریوں سے نجات ملے گی، انتظارِ حساب جو سخت جانگزا ہوگا، جس کے لیے لوگ تمنا کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دیے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اس بلا سے چھٹکارا کفار کو بھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بدولت ملے گا، جس پر اولین و آخرین، موافقین و مخالفین، مؤمنین و کافرین سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد کریں گے، اسی کا نام مقام محمود ہے۔

کہیں گے اور نبی اذہبوا الی غیرہ
میرے حضور کے لب پر انا لھا ہوگا

الاحمدية“ ترجمہ: آدم علیہ السلام کو سجدہ کروانے میں حقیقتاً اس نور کی تعظیم مقصود تھی جو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں موجود تھا، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اور حقیقت احمدیہ تھا۔

(تفسیر روح البیان، ج 4، ص 462، دار الفکر، بیروت)

(2) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر آگ گزرا ہوئی تو جس رومال سے

حضور علیہ السلام نے رخ انور صاف فرمایا وہ تنور میں نہ جلا۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الخصال کبریٰ میں لکھتے ہیں ”عن عباد بن عبد الصمد قال أتينا أنس بن مالك فقال يا جارية هلمى المائدة نتغدى فأنت بهائم قال هلمى المنديل فأنت بمنديل وسخ فقال اسجری التنور فأوقدته فأمر بالمنديل فطرح فيه فخرج أبيض كأنه اللبن فقلنا ما هذا قال هذا منديل كان رسول الله صلي الله عليه وسلم يمسح به وجهه فإذا اتسخ صنعنا به هكذا لأن النار لا تأكل شيئاً من علي وجوه الأنبياء عليهم الصلاة والسلام“ یعنی حضرت سپینا بن عبد بن عبد الصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ہم ایک روز حضرت سپینا بن عبد الصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دسترخوان لاؤ تا کہ ہم ناشتہ کر لیں، فرمایا، رومال بھی لاؤ۔ وہ ایک رومال لے آئی جسے دھونے کی ضرورت تھی۔ حکم دیا، تنور میں آگ لگاؤ، اس نے آگ سلگا دی پھر اس کو تنور میں ڈالنے کا حکم دیا، اُس نے بھڑکتے تنور میں ڈال دیا! تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے آگ سے نکالا گیا تو وہ ایسا سفید تھا جیسا کہ دودھ۔ ہم نے حیران ہو کر عرض کی، اس میں کیا راز ہے؟ حضرت سپینا بن عبد الصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، یہ وہ رومال ہے جس سے حضور سراپا نور، فیض گنجور، شاہ غفور، صلی اللہ علیہ وسلم اپنا رخ پر نور صاف فرمایا کرتے تھے۔ جب دھونے کی ضرورت پڑتی ہے ہم اس کو اسی طرح آگ میں دھولیتے ہیں! کیونکہ جو چیز انبیائے کرام علیہم السلام کے مبارک

وَجُهَيْنَ أَحدهمَا أَنْ ذَاكَ وَقَعَ وَأَنْقَطَعَ وَتَشْرِيفُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ مُسْتَمِرٌّ أَبَدًا وَالثَّانِي أَنْ ذَاكَ حَصَلَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَا غَيْرَ وَتَشْرِيفُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ حَصَلَ مِنَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْمُؤْمِنِينَ“ ترجمہ: بہر حال حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا، پس بعض علما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ غیب بتانے والے نبی پر درود بھیجتے ہیں) کے بارے فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ شرف عزت و اکرام میں دو وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے کے شرف سے اتم و اعم ہے: (الف) ایک تو یہ کہ آدم علیہ السلام کو جو فضیلت ملی تھی اس کا وقوع ہوا اور وہ ختم ہو گئی جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے والی فضیلت ابدی ہے۔ (ب) دوسری یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت ملائکہ کی طرف سے سجدہ کرنے سے حاصل ہوئی جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام مؤمنین کے درود بھیجنے سے حاصل ہوئی ہے۔

(خصائص کبری، ذکر موازنة الانبياء في فضائلهم بفضائل نبينا صلى الله عليه وسلم، ج 2،

ص 305، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

بلکہ وہ سجدہ بھی حقیقت میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے تھا۔ سید المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں ”أَنَّ الْمَلَائِكَةَ أَمَرُوا بِالسُّجُودِ لِأَدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي جَبْهَةِ آدَمَ“ ترجمہ: بے شک ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ آپ کی پیشانی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرماتا تھا۔

(تفسیر کبیر، سورہ بقرہ، تحت آیت 253، ج 6، ص 525، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”هذا في الحقيقة تعظيم

للنور المنطبع في مرآة آدم عليه السلام وهو النور المحمدي والحقيقة

چہروں پر گزریں آگ ان چیزوں کو نہیں جلاتی۔

(الخصائص الكبرى، باب ذكر المعجزات، فائدة: في عدم احتراق المنديل الذي كان يمسح به رسول الله -- جلد 2، صفحہ 134، دارالكتب العلمية، بيروت)

(3) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ فرمایا تو حضور علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بیٹوں کو زندہ فرمایا۔ علامہ عمر بن احمد الخری پوتی رحمہ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے، جس کے آخر میں یہ ہے ((فدعا رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لهما بالحياة فاحياهما الله تعالى فقاما واكلا معه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بیٹوں کے زندہ ہونے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمادیا، وہ دونوں اٹھے اور نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔

(شرح السنة، للبخاری، باب توضع صلى الله عليه وسلم، ج 13، ص 248، المكتبة الاسلامی،

بیروت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکری کو زندہ فرمایا دیا۔ جس کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ سرور کائنات صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ دعوت کے لیے تشریف لے گئے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوت کے لیے بکری ذبح کی تھی، آگے حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں: ((وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُوا وَلَا تَكْسِرُوا عَظْمًا ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ الْعِظَامَ فِي وَسْطِ الْجَفْنَةِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا أَنِّي أَرَى شَفْتَيْهِ تَتَحَرَّكَانِ فَإِذَا الشَّاةُ قَدْ قَامَتْ تَنْفُضُ أُذُنَيْهَا فَقَالَ لِي: خُذْ شَاتَكَ يَا جَابِرُ، بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا فَأَخَذْتُهَا وَمَضَيْتُ، وَإِنَّهَا لَتُنَازِعُنِي أُذُنَهَا حَتَّى أَتَيْتُ بِهَا الْبَيْتَ، فَقَالَتْ لِي الْمَرْأَةُ: مَا

هَذِهِ يَا جَابِرُ؟ قُلْتُ: وَاللَّهِ شَاتِنَا الَّتِي ذَبَحْنَاهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَعَا اللَّهُ فَأَحْيَاهَا، قَالَتْ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرما رہے تھے کہ کھاؤ اور ہڈی نہ توڑو پھر آپ نے برتن کے درمیان میں ہڈیاں جمع فرمائیں، ان پر ہاتھ رکھا اور کچھ پڑھا جسے میں سن نہ سکا، ہاں! میں نے آپ کے ہونٹوں کو حرکت کرتے دیکھا اسی اثنا میں بکری کان جھاڑتے ہوئے کھڑی ہو گئی، حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ اے جابر اپنی بکری پکڑ لو اللہ عزوجل تمہیں اس میں برکت عطا فرمائے لہذا میں نے اسے لیا اور اس حال میں چل دیا کہ اس کے کان مجھ سے ٹکرا رہے تھے حتیٰ کہ میں گھر آ گیا، مجھے میری بیوی نے کہا کہ اے جابر یہ کیا ہے؟ میں نے کہا بخدا یہ وہی بکری ہے جسے ہم نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لئے ذبح کیا تھا، آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ فرمادیا، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، القول فیما وتی عیسیٰ علیہ السلام، ج 1، ص 616، دارالنفائس، بیروت ☆
الخصائص الكبرى، ذکر معجزاته فی ضروب الحيوانات، ج 2، ص 112، دارالكتب العلمية، بيروت)
بلکہ بے جان کنکریوں میں جان پیدا فرمادی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((وَفَدَّ مَلُوكٌ حَضْرَمَوْتَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمُ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَهُوَ أَصْغَرُهُمْ، قَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّا قَدْ خَبَأْنَا لَكَ خَبَأً فَمَا هُوَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، إِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ بِالكَاهِنِ وَإِنَّ الْكَاهِنَ وَالْكَهَانَةَ فِي النَّارِ، قَالُوا: كَيْفَ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ؟ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفًّا مِنْ حَصَى فَقَالَ: هَذَا يَشْهَدُ أَنِّي

بلکہ ایک مرتبہ سورج کو واپس پلٹایا گیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہوئی تھی۔ خصائص کبریٰ میں ہے: "أُوتِيَ حَبْسَ الشَّمْسِ حِينَ قَاتَلَ الْجَبَارِينَ وَقَدْ حَبَسَتْ لِنَبِينَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا تَقْدَمُ فِي الْبُسْرَاءِ وَأَعْجَبَ مِنْ ذَلِكَ رَدَّ الشَّمْسِ حِينَ قَاتَ عَصْرَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ" ترجمہ: قوم جبارین سے لڑائی کے وقت سورج روکا گیا تھا، اور بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی سورج روکا گیا تھا جیسا کہ معراج کے باب میں گزرا، اور اس سے بڑھ کر یہ عجیب ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر فوت ہوگئی تو اس وقت سورج کو واپس پلٹایا گیا تھا۔

(خصائص کبریٰ، ذکر موازنة الانبياء في فضائلهم بفضائل نبينا صلى الله عليه وسلم، ج 2، ص 310، دارالكتب العلمية، بيروت)

(5) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مار کر پتھر سے پانی جاری کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمائے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ ((عطش الناس يوم الحديبية والنبي صلي الله عليه وسلم ركوة فتوضأ فجهش الناس نحوه قال مالكم؟ قالوا ليس عندنا ماء نتوضأ ولا نشرب الا ما بين يديك فوضع يده في الركوة فجعل الماء يثور بين اصابعه كما مثال العيون فشربنا و توضأنا قلت كم كنتم؟ قال لو كنا مائة الف لكفانا كنا خمس عشرة مائة)) ترجمہ: صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیالے سے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی جانب دوڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے مگر یہی جو آپ کے سامنے ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اسی پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا حضرت جابر

رَسُولُ اللَّهِ فَسَبَّحَ الْحَصَى فِي يَدِهِ فَقَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ)) ترجمہ: حضرت موت کے کچھ سردار وفد کی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ان میں اشعث بن قیس بھی تھے اور وہ ان میں سے سب سے چھوٹے تھے، ان لوگوں نے عرض کیا: اے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ کے لیے کوئی چیز چھپائی ہوئی ہے، آپ بتائیں کہ وہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ، ایسا تو کاہنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، کاہن اور کہانت جہنم میں ہے، انہوں نے عرض کیا: ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیلی میں کنکریاں پکڑیں اور فرمایا: یہ گواہی دیں گی کہ میں اللہ کا رسول ہوں، تو کنکریاں آپ کے ہاتھوں میں تسبیح پڑھنے لگیں، حضرت موت کے سردار یہ دیکھ کر بولے: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الخامس عشر، ج 1، ص 237، دارالنفائس، بیروت) ☆ الخصائص الكبرى، ذکر معجزاته صلى الله تعالى عليه وسلم في انواع الجمادات، ج 2، ص 125، دارالكتب العلمية، بيروت)

(4) یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے سورج کو روکا جب وہ قوم جبارین سے جنگ کر رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی سورج کو ٹھہرایا گیا۔ طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں ((ان النبي صلي الله عليه وسلم امر الشمس فتأخرت ساعة من نهار)) ترجمہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ۔ وہ فوراً ٹھہر گیا۔

(المعجم الاوسط، ج 5، ص 33، مكتبة المعارف، رياض ☆ مجمع الزوائد، كتاب علامات النبوة، باب حبس الشمس صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 8، ص 296، دارالكتاب، بيروت)

أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرِيَنِي وَلَكِنِ أَنْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرِيَنِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكَاةً وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا ﴿١٠٠﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی: اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا، پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔ (پ9، سورۃ الاعراف، آیت 143)

موازنہ:

(۱) موسیٰ علیہ السلام خود حاضر ہوئے، ارشاد ہوتا ہے ﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ﴾ اور جب موسیٰ حاضر ہوا۔ (پ8، سورۃ الاعراف، آیت 143)
اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ارشاد ہوتا ہے ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾ ترجمہ کنز الایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ (پ15، سورۃ الاسراء، آیت 1)

یہی سماں تھا کہ بیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلے حضرت

تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

(۲) موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام بھی فرمایا اور دیدار بھی کروایا۔

(۳) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ﴿رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ﴾ اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا: ﴿لَنْ تَرَانِیْ﴾ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔ (پ8، سورۃ الاعراف، آیت 143)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا لیکن اس وقت تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔ (بخاری، ج4، ص193، دار طوق النجاة)

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(6) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے کلام کیا، حضرت

اور لیس علیہ السلام بلندیوں کی طرف اٹھائے گئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہت دکھائی گئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی معراج عطا فرمائی جو ان سب سے بڑھ کر تھی، نہ صرف کلام بلکہ کلام کے ساتھ اپنے جلوے بھی دکھائے، محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بلندی پر تشریف لے کر گئے کہ سارے آسمان اور ساری بلندیاں پیچھے رہ گئیں۔

(7) موسیٰ علیہ السلام وعدہ کے مطابق بروقت کوہ طور پر پہنچے، اللہ تعالیٰ نے

ان سے بلا واسطہ کلام فرمایا، جب کلام سنا تو دیدار کا شوق پیدا ہوا، عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں، ارشاد خداوندی ہوا: تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو پہاڑ پاش پاش ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش گئے، اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح فرمایا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے ﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ

طغی ﴿ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (پ 27، سورة النجم، آیت 17)﴾
 فرق مطلوب و طالب میں دیکھے کوئی قصہ طور و معراج سمجھے کوئی
 کوئی بے ہوش، جلووں میں گم ہے کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
 آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((لَمَّا كَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى كَانُ يُبْصِرُ دَيْبَبَ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظُّلْمَاءِ مِنْ مَسِيرَةِ عَشْرَةِ فَرَاسِخٍ)) ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا (اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی تجلی دیکھی) تو وہ اندھیری رات میں چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلہ سے صفا (چکنے پتھر) پر چلتے دیکھ لیتے۔

(المعجم الصغير للطبراني، من اسمه احمد، ج 1، ص 65، المكتبة الاسلامي، بيروت) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، الفصل الرابع وفور عقله وفضاحة لسانه، ج 1، ص 165، دارالفيحاء، عمان) تفسير ابن كثير، سورة الاعراف، آيت 143، ج 3، ص 425، دارالكتب العلمية، بيروت)

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھا، بلکہ صرف کلام کیا اور تجلی دیکھی، وہ بھی پہاڑ پر پڑی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔
 اس کلام اور تجلی دیکھنے کی وجہ سے بصارت میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ تیس میل کے فاصلے پر سیاہ چیونٹی سیاہ رات میں سیاہ زمین پر چل رہی ہو تو اسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہتھیلی میں کوئی چیز، تو ان کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا جنہوں نے اپنے رب کو تکلی باندھ کر دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مَازَا غِ الْبَصْرُ وَمَا طَغَى﴾ ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (پ 27، سورة النجم، آیت 17)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فَارْقَنِي جَبْرِيْلُ.. فَاَنْقَطَعَتْ الْاَصْوَاتُ عَنِّي فَسَمِعْتُ كَلَامَ رَبِّي وَهُوَ يَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ اَدُنْ اَدُنْ)) ترجمہ: جبریل علیہ السلام مجھ سے جدا ہوئے، آوازیں مجھ سے منقطع ہو گئیں تو میں نے اپنے رب کا کلام سنا، وہ فرما رہا تھا: اے محمد قریب ہو جا، قریب ہو جا۔

(الشفاء بتعريف حقوق مصطفى، الفصل السادس منا جاته لله تعالى، ج 1، ص 390، دارالفيحاء، عمان)

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
 کہیں تو وہ جوش لن ترانی، کہیں تقاضے وصال کے تھے

(۴) تجلی پہاڑ پر پڑی، پہاڑ پاش پاش ہو گیا، موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے، وہ تجلی ستر ہزار پردوں سے ظاہر ہوئی۔ تفسیر مظہری میں ہے ”وَحَكِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّ اللَّهَ أَظْهَرَ مِنْ سَبْعِينَ أَلْفِ حِجَابٍ مِنْ نُورِ قَدْرِ الدَّرْهَمِ فَجَعَلَ الدَّرْهَمَ لِلْجَبَلِ دَكَا ﴿جَعَلَهُ دَكَا﴾“ ترجمہ: سہل بن سعد سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نور کے ستر ہزار حجابات میں سے درہم کی مقدار نور کو ظاہر فرمایا جس نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿جَعَلَهُ دَكَا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اسے پاش پاش کر دیا۔

(تفسیر مظہری، سورة الاعراف، آیت 143، ج 3، ص 403، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((رَأَيْتَ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ)) ترجمہ: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(مسند احمد بن حنبل عن عبدالله بن عباس رضي الله عنهما، ج 1، ص 285، المكتبة الاسلامي، بيروت)

اور کس شان سے دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مَازَا غِ الْبَصْرُ وَمَا

مچھلیاں تھیں مگر اتنی تھوڑی سی روٹیوں اور مچھلیوں کو کئی سو آدمی کھا کر آسودہ ہو گئے، (اس دسترخوان کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ہے) اس میں شک نہیں کہ یہ بہت بڑا معجزہ تھا مگر حضور جان عالم ﷺ نے بارہا مرتبہ تھوڑے سے کھانے سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں بھوکوں کو شکم سیر فرما دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ فَعَمَدَاتُ أُمِّي أُمُّ سَلِيمٍ إِلَى تَمْرِ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ فَصَنَعَتْ حَيْسًا فَجَعَلْتَهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أُنْسُ اذْهَبْ بِهَذَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْ بَعَثْتُ بِهَذَا إِلَيْكَ أُمِّي وَهِيَ تَقْرُنُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هَذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ فَصَعْتُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ لِي فَلَانًا وَفَلَانًا وَفَلَانًا رَجَالًا سَمَاهُمْ وَادْعُ مَنْ لَقِيتَ فَادْعُوهُ مَنْ سَمَى وَمَنْ لَقِيتَ فَارْجِعْ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصَّ بِأَهْلِهِ قِيلَ لَأُنْسُ عَدَدُ كَمْ كَانُوا؟ قَالَ زَهَاءُ ثَلَاثَ مِائَةٍ. فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَهُ عَلَيَّ تِلْكَ الْحَيْسَةَ وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشْرَةَ عَشْرَةً يَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَقُولُ لَهُمْ: اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلِيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ قَالَ: فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا. فَخَرَجْتُ طَائِفَةً وَدَخَلْتُ طَائِفَةً حَتَّى أَكَلُوا كُلَّهُمْ قَالَ لِي يَا أُنْسُ ارْفَعْ. فَارْفَعْتُ فَمَا أَدْرَى حِينَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْرٍ حِينَ رَفَعْتُ. مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ)) ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کجور، گھی اور پنیر کا قصد کیا اور حلوہ تیار فرمایا پھر اسے ایک برتن میں ڈال کر فرمایا کہ اے انس سے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے جا اور کہنا کہ یہ میری والدہ نے آپ کی طرف بھیجا ہے، وہ آپ کو سلام

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”ولما كانت هذه القوة حصلت للكليم بالتجلى فحصل لها للنبي ﷺ (لأنه بعد الاسراء“ ترجمہ: جب تجلی کی وجہ سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اتنی قوت بصارت حاصل ہوئی تو نبی کریم ﷺ کی بصارت کا معراج کے بعد کیا حال ہوگا۔

(نسیم الرياض شرح شفاء، ج 1، ص 381، دارالكتاب العربي، بیروت)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فرأيتہ عز وجل وضع كفه بين كتفي فوجدت برد انامله بين ثدي فتجلى لي كل شيء وعرفت)) ترجمہ: میں نے اللہ عز وجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی، ج 5، ص 221، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(8) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اور حضور

ﷺ کی نبوت کے بارے میں حدیث پاک میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النَّبُوءَةُ؟ قَالَ: وَأَدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ)) ترجمہ: صحابہ کرام علیہم السلام نے حضور ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو نبوت کب ملی؟ فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(جامع ترمذی، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 6، ص 9، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

(9) حضرت عیسیٰ پر دسترخوان نازل ہوا جس میں سات روٹیاں اور سات

دست مبارک میں آگئے، پھر آپ نے ان کو جمع کر کے فرمایا: (ادع فلانا وأصحابه فأكلوا وشبعوا وخرجوا ثم قال ادع فلانا وأصحابه فأكلوا وشبعوا وخرجوا ثم قال ادع فلانا وأصحابه فأكلوا وشبعوا وخرجوا وفضل تمر فقال لي اقعد فقعدت فأكل وأكلت وفضل تمر فأخذته وأدخله في المزود وقال لي إذا رأيت شيئاً فأدخل يدك فخذ ولا تكفأ فما كنت أريد تمراً إلا أدخلت يدي فأخذت منه خمسين وسقاً في سبيل الله وكان معلقاً خلف رحلي فوقع في زمن عثمان فذهب)) ترجمہ: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ، تو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ وہ پیٹ بھر کر چلے گئے، پھر فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ تو وہ لوگ بھی پیٹ بھر کھا کر چلے گئے، پھر فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ تو وہ سب بھی شکم سیر ہو کر کھا کے چلے گئے، اور کھجوریں بچ گئیں، پھر مجھے فرمایا بیٹھو میں بیٹھ گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور میں نے کھائیں اور جو کھجوریں باقی رہیں ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھیلے میں ڈال دیا اور مجھ سے فرمایا جب تم نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ ڈال کر کھجوریں نکالتے رہنا مگر اسے اوندھانہ کرنا، میں ہاتھ ڈالتا جتنی کھجوریں چاہتا نکال لیتا اور میں نے اس میں سے پچاس وسق کھجوریں راہِ خدا میں دیں، وہ تھیلی میری سواری کے پیچھے لٹکی ہوتی تھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جاتی رہی (گم ہو گئی)۔

(الخصائص الكبرى، ذكر بقية المعجزات النخ، ج 2، ص 85، دارالكتب العلميه، بيروت) * دلائل النبوة، للبيهقي، باب ماجاء في مزورابي هريره رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 6، ص 110، دارالكتب العلميه، بيروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں بھوک میں روئے زمین پر اپنے جگر پر اعتماد کرتا تھا اور میں بھوک سے

عرض کرتی ہیں اور یہ عرض کرتی ہیں کہ یہ ہماری طرف سے آپ کی بارگاہ میں ایک حقیر سا ہدیہ ہے، فرماتے ہیں کہ میں گیا اور وہی عرض کی تو فرمایا کہ اسے رکھ دو پھر بعض حضرات کے نام لے کر فرمایا کہ فلاں فلاں کو میری طرف سے بلاؤ اور جو تجھے ملے اسے بھی دعوت دے دو تو جن کا نام لیا تھا جن سے میں ملا تھا ان سب کو میں نے دعوت دے دی پھر میں واپس لوٹا تو گھر بھرا ہوا تھا، حضرت انس سے استفسار ہوا کہ آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ فرمایا تین سو کی جماعت تھی، پھر میں نے سرکارِ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے اپنا دست مبارک اس حلوہ پر رکھا اور جو اللہ نے چاہا پڑھا پھر دس دس کو بلانا شروع کیا وہ اس میں سے کھاتے تھے اور آپ انہیں فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے، راوی فرماتے ہیں کہ انہوں نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے ایک گروہ نکلتا تھا اور ایک داخل ہو جاتا تھا یہاں تک کہ سب نے کھالیا تو مجھے فرمایا کہ اے انس اٹھا لو میں نے اٹھا لیا، میں نہیں جانتا کہ حلوہ اس وقت زیادہ تھا جب میں نے برتن رکھا یا اس وقت کہ جب میں نے اٹھایا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب فی المعجزات، الفصل الاول، ج 3، ص 1661، المكتب الاسلامی، بیروت) * صحیح بخاری، باب الہدیۃ للعروس، ج 7، ص 22، دارطوق النجاة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لڑائی میں تھے کہ لشکریوں کو کھانے کی کمی کا سامنا کرنا پڑا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہریرہ! تمہارے کھانے کو کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا میرے تھیلے میں کچھ کھجوریں ہیں تو فرمایا لے آؤ تو میں تھیلے کو لے کر حاضر ہوا، فرمایا: دسترخوان لے آؤ، تو میں دسترخوان لے آیا اور اسے بچھا دیا، پھر آپ نے کھجوریں نکالیں تو وہ اکیس دانے تھے۔ آپ نے بسم اللہ پڑھی اور ایک ایک کھجور کو اپنے مقدس ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ سب دانے آپ کے

اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اصحاب صفہ کے لئے صرف ایک پیالہ دودھ کیا کام دے گا؟ اور میں چاہتا تھا کہ پورا دودھ مجھے ہی مل جائے تاکہ اسے پینے کے بعد میرے اندر کچھ طاقت پیدا ہو جائے اور چونکہ میں حضور ﷺ کا قاصد ہوں لہذا جب وہ لوگ آئیں گے تو حضور مجھے حکم دیں گے کہ یہ پیالہ انہیں دے دوں تو پھر شاید ہی مجھے اس دودھ کا کچھ حاصل سکے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کے سوا میرے لئے کوئی چارہ نہ تھا تو مجھے اصحاب صفہ کے پاس آنا پڑا اور جب وہ لوگ آگئے اور سب اپنی اپنی جگہ پر گھر میں بیٹھ گئے تو حضور نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لیک یا رسول اللہ! فرمایا ((خُذْ فَأَعْطِهِمْ قَال: فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرَوِي، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرَوِي، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتَّى يَرَوِي، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتَّى أَنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رَوَى الْقَوْمُ كُلَّهُمْ، فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَيَّ يَدِي، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ: أَبَا هُرَيْرَةَ! قُلْتُ: لَبَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: بَقِيْتُ أَنَا وَأَنْتَ قُلْتُ: صَدَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: أَقْعُدْ فَأَشْرَبُ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ: أَشْرَبُ فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُولُ: أَشْرَبُ حَتَّى قُلْتُ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا، قَالَ: فَأَرْنِي فَأَعْطَيْتَهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللَّهُ وَسَمَى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ)) ترجمہ: پیالہ اٹھاؤ اور ان لوگوں کو دو تو میں نے پیالہ اٹھا کر ایک شخص کو دے دیا اس نے پیابہاں تک کہ شکم سیر ہو گیا پھر اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا پھر میں نے دوسرے کو دیا اس نے پیابہاں تک کہ شکم سیر ہو گیا پھر اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا اس طرح یکے بعد دیگرے پیتے اور پلاتے ہوئے وہ پیالہ رسول اکرم ﷺ تک پہنچا اور سب اصحاب صفہ سیر ہو چکے

اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں عام راستہ پر بیٹھا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس راستے سے گزر ہوا میں نے ان سے قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ کے متعلق پوچھا اور میں نے ان سے صرف اس لئے پوچھا تاکہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں (اور کچھ کھلائیں) مگر وہ چلے گئے، تھوڑی دیر بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس سے گزرے میں نے ان سے قرآن مجید کی ایک آیت کے متعلق پوچھا اور ان سے بھی میں نے اسی لئے پوچھا تھا کہ وہ مجھے اپنے ہمراہ لے جائیں مگر وہ بھی چلے گئے اور مجھے اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔ پھر ابو القاسم حضور رحمت عالم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے مجھے دیکھا اور میرے دل کی کیفیت جان کر مسکرائے، اس کے بعد فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی لیک یا رسول اللہ! فرمایا میرے ساتھ چلو اور آپ تشریف لے چلے تو پیچھے پیچھے میں بھی چلنے لگا، جب آپ کا شانہ نبوت میں داخل ہوئے تو میں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ نے مجھے اجازت دے دی اور میں بھی اندر داخل ہو گیا، میں نے وہاں دودھ کا ایک پیالہ دیکھا، حضور سید عالم ﷺ نے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ جواب دیا گیا کہ فلاں نے آپ کو ہدیہ بھیجا ہے۔ حضور نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لیک یا رسول اللہ! فرمایا جاؤ اصحاب صفہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ تو ان کے پاس گھر تھا اور نہ مال و دولت، جب حضور ﷺ کے پاس کچھ صدقہ آتا تو آپ اسے ان کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے، اور جب آپ کے پاس کوئی ہدیہ بھیجتا تو آپ اسے قبول فرما لیتے اور اصحاب صفہ کو بھی اس میں شریک کر لیا کرتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات مجھ پر گراں گزری

(تفسیر جلالین، ج 1، ص 122، دار الحدیث، القاہرہ)

اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں ہے ”آن علم ما کان وما یکون هست کہ حق سبحانہ در شب اسرا بدارا حضرت عطا فرمود: چنانچہ در حدیث معراج هست کہ من در ذریعہ عرش بودم قطرہ در خلق من ریختندہ فعلمت ما کان وما یکون“ ترجمہ: یہ ما کان وما یکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج میں حضور ﷺ کو عطا فرمایا، چنانچہ حدیث معراج میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے، ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا گیا، پس ہم نے سارے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات معلوم کر لیے۔

(تفسیر قادری اردو ترجمہ تفسیر حسینی، سورۃ النساء، آیت 113، ج 1، ص 192)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (ب 30، سورۃ التکویر، آیت 24) تفسیر خازن اور تفسیر بغوی میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے ”اِنَّهُ يَأْتِيهِ عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يَخِلُّ بِهِ عَلَيْهِمْ بَلْ يُعَلِّمُهُمْ وَيُخَبِّرُهُمْ بِهِ“ ترجمہ: نبی کریم ﷺ اللہ ﷻ کے پاس علم غیب آتا ہے، پس وہ اس میں بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں سکھاتے ہیں اور اس کی خبر دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن، ج 4، ص 399، دارالکتب العلمیہ، بیروت) تفسیر بغوی، ج 6، ص 1006، دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۖ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: انسانیت کی جان محمد (ﷺ) کو پیدا کیا، ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (سورۃ رحمن، آیت 3، 4)

تھے تو حضور ﷺ نے پیالہ اپنے مقدس ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لیک یا رسول اللہ فرمایا: اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے سچ فرمایا، فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو تو میں نے پیا فرمایا اور پیو تو میں نے پھر پیا آپ برابر یہی فرماتے رہے کہ اور پیو تو میں اور پیتار ہا یہاں تک کہ میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اب دودھ گزرنے کی بھی راہ باقی نہیں رہی اور وہ پیالہ میں نے حضور ﷺ کو پیش کر دیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا دودھ پی لیا۔

(بخاری، باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 8، ص 96، دار طوق النجاة)

کیوں جناب ابو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

(10) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے غیوں پر خبردار کیا، آپ نے غیب کی خبر دیتے ہوئے فرمایا، قرآن مجید میں ہے: ﴿وَأَنْبِئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخُرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ (سورۃ ال عمران، آیت 49)

اور سید الانبیاء ﷺ کو تمام مخلوق سے بڑھ علوم غیبیہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (سورۃ النساء، آیت 113)

اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں ہے ”ای من الأحکام والغیب“ ترجمہ: یعنی احکام اور غیب کی جو باتیں نہ جانتے تھے سب سکھا دیں۔

ج4، ص106، مطبوعہ دارطوق النجاة)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں ”وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مُنْذُ ابْتَدَتْ إِلَى أَنْ تَفْنَى إِلَيَّ أَنْ تُبْعَثَ فَشَمِلَ ذَلِكَ الْإِخْبَارَ عَنِ الْمُبْدِئِ وَالْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وَفِي تَيْسِيرِ إِيْرَادِ ذَلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ“ ترجمہ: یہ حدیث پاک اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فنا ہوگی اور جب اٹھائی جائے گی سب بیان فرمادیا اور یہ بیان مبدأ (مخلوق کے آغازِ پیدائش)، معاش (رہنے سہنے) اور معاد (قیامت کے دن اٹھنے) سب کو محیط تھا، ان سب کو خرقِ عادت کے طور پر ایک ہی مجلس میں بیان کر دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(فتح الباری، باب ماجاء فی قوله تعالیٰ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ...﴾ ج6، ص291، دارالمعرفة، بیروت)

صحیح مسلم میں ہے ((أَبُو زَيْدٍ يَعْنِي عَمْرَو بْنَ أُخْطَبَ، قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ، وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهُرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا)) ترجمہ: حضرت ابو زید یعنی عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہو کر ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا، اتر کر نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا، اتر کر عصر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے، تو غروبِ آفتاب

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں ”أَنَّهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَّمَهُ بِيَانِ كُلِّ شَيْءٍ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ، قَالَه ابْنُ كَيْسَانَ“ ترجمہ: اس آیت میں انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمِ ماکان و ما یكون (جو ہو چکا اور جو ہوگا) ہر چیز کا بیان سکھا دیا ہے، یہ قول ابن کيسان کا ہے۔

(تفسیر زاد المسیر، تحت آیت مذکورہ، ج4، ص206، دارالکتب العربی، بیروت)

تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل (تفسیر بغوی) میں اس کے تحت لکھا ہے واللفظ للبعوی ”وَقَالَ ابْنُ كَيْسَانَ: (خَلَقَ الْإِنْسَانَ) يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) يَعْنِي بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ؛ لِأَنَّهُ كَانَ يُبَيِّنُ عَنِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَعَنْ يَوْمِ الدِّينِ“ ترجمہ: ابن کيسان کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بیان سے مراد علمِ ماکان و ما یكون (جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا) ہے، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن، تحت مذکورہ آیات، ج4، ص225، دارالکتب العلمیہ، بیروت) (تفسیر معالم التنزیل، تحت مذکورہ آیات، ج6، ص916، دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض)

صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ((قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ، حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ)) ترجمہ: ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(صحیح بخاری، باب ماجاء فی قوله تعالیٰ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾)

ذَمَّحَ يَا غُلامُ! مَنْ أَنَا؟ قَالَ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ)) ترجمہ: ایک شخص ایک ایسے بچے کو لے کر آیا جو آج ہی پیدا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس بچے سے فرمایا: اے بچے! میں کون ہوں؟ اس نے عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ﷺ۔

(دلائل النبوة للبيهقي، باب ماجاء في شهادة الرضيع، ج 6، ص 59، دارالكتب العلمية، بيروت)

تک ہمیں خطبہ دیتے رہے، اس خطبہ (بیان) میں ہمیں علم ماکان وما یکون (یعنی جو ہو چکا اور جو ہونا ہے) کی خبر دے دی، ہم میں سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے اس خطبے کو سب سے زیادہ یاد رکھا۔

(صحیح مسلم، باب اخبار النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 4، ص 2217، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام احمد نے مسند اور طبرانی نے معجم میں بسند صحیح حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں: ((لَقَدْ تَرَكَنا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا يَتَقَلَّبُ فِي السَّمَاءِ طَائِرٌ إِلَّا ذَكَرنا مِنْهُ عِلْمًا)) ترجمہ: نبی ﷺ نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل، عن ابی ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 5، ص 153، المكتبة الاسلامی، بیروت) المعجم الكبير للطبرانی، باب من غرائب مسند ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 2، ص 155، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

(11) یوسف علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ جب زلیخا نے آپ پر بدینتی کی تہمت لگائی اور عزیز مصر نے آپ سے جب اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں پاک دامن اور بے گناہ ہوں، اتنے میں زلیخا کے چچا کے چار ماہ کے بچے نے جو اسی مکان میں پالنے میں لیٹا ہوا تھا، آپ کی پاک دامنی کی گواہی دی۔

اس طرح کا معجزہ نبی کریم ﷺ نے کو اس شان سے عطا کیا گیا کہ ایک دن کا وہ بچہ جس نے اس سے پہلے آپ کی زیارت نہیں کی آپ کی رسالت کی گواہی دی۔

چنانچہ سرور کائنات ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک مکان میں تشریف فرما تھے کہ ((جاءَ رَجُلٌ بِغُلامٍ یومَ وِلدِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

کیونکہ آسمان وزمیں والے آپ ﷺ کی حمد کرتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ الفتح، آیت 29، ج 9، ص 55، دارالفکر، بیروت)

اور احمد کا معنی ہے رب کی حمد کرنے والا، مخلوق میں سب سے زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔

اسمائے مبارکہ کی تعداد

عرب کا مشہور مقولہ ہے کہ ”كثْرَةُ الْأَسْمَاءِ تَدُلُّ عَلَى شَرَفِ الْمُسْتَمِي“، یعنی کسی چیز کے ناموں کا بہت زیادہ ہونا اس بات کی دلیل ہوا کرتی ہے کہ وہ چیز عزت و شرف والی ہے۔ حضور اقدس ﷺ کو چونکہ خلاق عالم جل جلالہ نے اس قدر اعزاز و اکرام اور عزت و شرف سے سرفراز فرمایا ہے کہ آپ امام النبیین، سید المرسلین، محبوب رب العالمین، عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لئے آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ اور القاب بہت زیادہ ہیں۔

عام کتابوں میں حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ 99 لکھے ہوتے ہیں، جبکہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”حضور (ﷺ) کے اسمائے صفات (یعنی صفاتی نام) بے گنتی ہیں۔ علامہ احمد خطیب قسطلانی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) نے پانچ سو جمع فرمائے۔

(ملخصاً، المواہب اللدنیہ، الفصل الاول فی ذکر اسمائہ الشریفہ۔۔۔۔۔ الخ، ج 1، ص 366)

سیرت شامی میں تین سو اور اضافہ کئے اور میں نے چھ سو اور ملائے۔ کل چودہ سو ہوئے اور حضور کے اسماء ہر طبقے میں مختلف ہیں اور ہر جنس میں جدا گانہ ہیں، دریا میں اور نام ہیں پہاڑوں میں اور۔“ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص 92، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حضرت زید اور مذکورہ آیت کا شان نزول

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ

(18) خاتم النبیین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(سورۃ الاحزاب، آیت 40)

اسمائے مبارکہ

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کا نام لے کر بتایا کہ کسی کو شک نہ ہو کہ اس آیت میں کس کے اوصاف بیان کیے جا رہے ہیں۔ قرآن مجید میں چار مرتبہ حضور ﷺ کا اسم مبارک محمد ﷺ نام حضور موجود ہے اور ایک مرتبہ اسم مبارک احمد ﷺ نام حضور ﷺ کے ذاتی ہیں باقی نام صفاتی ہیں۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”حضور کے علم ذات دو ہیں: کتب سابقہ میں احمد ہے اور قرآن کریم میں محمد ہے ﷺ“ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص 92، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

محمد کا معنی ہے تعریف کیا گیا، جس کی بار بار تعریف کی جائے، ساری مخلوق میں سب سے زیادہ جس کی تعریف کی گئی ہے وہ حضور جان عالم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے: ”ومعنى محمد كثير الحمد فان اهل السماء والأرض حمدوه“ ترجمہ: محمد کا معنی ہے جس کی بہت زیادہ حمد کی جائے

غرض وہ یہ اشعار پڑھتے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھر اُکرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انھوں نے زید کو پہچانا۔ باپ کا حال سنایا، شعر سنائے انکی یاد فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ میں یہاں مکہ میں ہوں۔ ان لوگوں نے جا کر زید کی خیر و خیران کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو زید نے کہے تھے اور پتا بتایا۔ زید کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ مکرمہ پہنچے، تحقیق کی، پتا چلایا، حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: اے ہاشم کی اولاد! اپنی قوم کے سردار! تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ عزوجل کے گھر کے پڑوسی، تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو۔ ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمہارے پاس پہنچے ہیں ہم پر احسان فرماؤ اور کرم کرو۔ فدیہ قبول کرو اور اس کو رہا کر دو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بس اتنی سی بات ہے! عرض کیا حضور! بس یہی عرض ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسکو بلاؤ اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہاری نذر ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کر سکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلائے گئے آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان کو پہچانتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو، انکے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ

نہیال جا رہے تھے بنو قیس نے وہ قافلہ لوٹا جس میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کو مکہ میں لا کر بیچا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو انھوں نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھر اُکرتے تھے، اکثر جو اشعار پڑھتے تھے ان کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ "میں زید کی جدائی میں رو رہا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے کہ اس کی امید رکھوں یا موت نے اس کا کام تمام کر دیا کہ اس سے مایوس ہو جاؤں، خدا عزوجل کی قسم مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زید نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر میں کبھی واپس آئے گا یا نہیں؟ ساری دنیا میں میری انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو آتی ہے تو بھی اسی کی یاد مجھے ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو بھڑکاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میری فکر کس قدر طویل ہو گئی میں اس کی تلاش اور کوشش میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کا چکر لگانے سے نہ اکتاؤں گا اونٹ چلنے سے اکتا جائیں تو اکتا جائیں لیکن میں کبھی بھی نہ اکتاؤں گا۔ اپنی ساری زندگی اسی میں گزار دوں گا۔ ہاں میری موت ہی آگئی تو خیر کہ موت ہر چیز کو فنا کر دینے والی ہے آدمی خواہ کتنی ہی امیدیں لگائے مگر میں اپنے بعد فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل و اولاد کو وصیت کر جاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زید کو ڈھونڈتے رہیں۔

لَا مُؤْمِنَةً إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ
وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾ ترجمہ: نہیں پہنچتا کسی
مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو کہ جب اللہ ورسول حکم کریں کسی بات کا کہ انہیں
کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا، اور جو حکم نہ مانے اللہ ورسول کا وہ صریح گمراہی میں
بہکا۔ (پ22، سورۃ الاحزاب، آیت 36)

اسے سن کر دونوں بہن بھائی رضی (لہ تعالیٰ عنہما) تائب ہوئے اور نکاح ہو گیا۔

(الجامع لاحکام القرآن (امام قرطبی) ج 14، ص 165، دارالکتب العربی، بیروت) ﴿الدر المنثور ج 6
ص 537.638، داراحیاء التراث العربی، بیروت﴾

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے
نکاح پر خواہی نخواستہ ہی راضی ہو جائے خصوصاً جبکہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصاً جبکہ عورت کی
شرافت خاندان کو اکب ثریا سے بھی بلند و بالا تر ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب ﷺ
ذمّے کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزّة جل جلالہ نے بعینہ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو
کسی فرض الہ کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام
اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب
ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو
نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے
اگر چہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا۔

حضرت زید کا طلاق دینا

حضرت زید اور حضرت زینب کی شادی نبھ نہ سکی، نوبت طلاق تک پہنچ گئی
، حضرت زید نے طلاق دے دی، عدت گزرنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے

عہ نے عرض کیا حضور! میں آپ ﷺ کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کر سکتا
ہوں؟ آپ ﷺ میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔
ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید! غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو؟ باپ چچا اور
سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو؟ حضرت زید رضی (لہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا کہ ہاں میں نے ان (حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے) میں
ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کر سکتا۔ حضور ﷺ
ﷺ نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا
بنالیا۔ زید رضی (لہ تعالیٰ عنہ) کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوشی
سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔

(الاصابة في تمييز الصحابة، زيد بن حارثة، ج 495، 496، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت زید کا نکاح

ائمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین ﷺ نے قبل طلوع
آفتاب اسلام زید بن حارثہ رضی (لہ تعالیٰ عنہ) کو خرید کر آزاد فرمایا اور متبنی (لے پاک
بیٹا) بنایا تھا، حضرت زینب بنت جحش رضی (لہ تعالیٰ عنہا) کہ حضور سید عالم ﷺ نے انہیں
کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں سید عالم ﷺ نے انہیں
حضرت زید رضی (لہ تعالیٰ عنہ) سے نکاح کا پیغام دیا، اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے
کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں، جب معلوم ہوا کہ زید رضی (لہ تعالیٰ عنہ) کے
لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یا رسول اللہ! میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی
ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی، اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی
(لہ تعالیٰ عنہ) نے بھی اسی بنا پر انکار کیا، اس پر یہ آئیہ کریمہ اتری: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ

حضور نبی کریم ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہیں، اور چاروں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہیں، ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

(1) حضرت زینب رضی اللہ عنہا، جو حضرت قاسم سے چھوٹی، اور باقی سب اولاد سے بڑی ہیں، ان کا نکاح مکہ ہی میں ابو العاص بن ربیع سے ہوا تھا، جنہوں نے جنگ بدر کے بعد اسلام قبول کیا۔ (2) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، یہ حضرت زینب سے چھوٹی ہیں۔ (3) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، یہ حضرت رقیہ سے چھوٹی ہیں، ان دونوں کا نکاح یک بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ (4) حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، یہ حضرت ام کلثوم سے چھوٹی ہیں، ان کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

(تفسیر ابن کثیر، تحت الآیة المذکورہ، ج 6، ص 428، دار طیبہ للنشر والتوزیع)

تفسیر خزائن العرفان میں ہے:

حضرت زید کے بھی آپ حقیقت میں باپ نہیں کہ ان کی منکوحہ آپ کے لئے حلال نہ ہوتی، قاسم وطیب و طاہر و ابراہیم حضور کے فرزند تھے مگر وہ اس عمر کو نہ پہنچے کہ انہیں مرد کہا جائے، انہوں نے بچپن میں وفات پائی۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیة المذکورہ)

حضرت ابراہیم کے انتقال پر

عاص بن وائل شقی نے صاحبزادہ سید المرسلین ﷺ (حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے انتقال پر ملال پر حضور کو ابتر یعنی نسل بریدہ کہا۔
حق جل و علا نے فرمایا: ﴿إِنَّا اعطینک الکوثر﴾ ترجمہ: بیشک ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا فرمائی۔
(پ 30، سورۃ الکوثر)

نے حضرت زینب سے نکاح فرمایا، جب نکاح ہوا تو یہودیوں نے اعتراض کیا کہ حضور ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی، اس پر یہ آیت پاک نازل ہوئی: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: محمد (ﷺ) نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(تفسیر قرطبی، تحت الآیة المذکورہ، ج 14، ص 188، دارالکتب المصریہ، القاہرہ)

حضور ﷺ کی عظمتوں پر قربان اعتراض دشمن کرتا ہے، جواب خدا درجہ دیتا ہے، معلوم ہوا کہ لے پاک بیٹا حقیقی بیٹے کی طرح نہیں۔

فرمایا میرا محبوب ﷺ کسی ”رجل“ کا باپ نہیں، لڑکا بالغ ہو جائے تو اسے رجل (مرد) کہتے ہیں، حضور ﷺ کے تمام بیٹے بچپن ہی میں انتقال فرما گئے، کوئی بالغ نہ ہوا۔

(تفسیر کبیر، تحت الآیة المذکورہ، ج 25، ص 171، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اولاد مقدسہ

حضور ﷺ کے چار صاحبزادے ہیں (1) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، ان کی والدہ ماجدہ حضرت ماریہ خاتون ہیں۔ (2) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ (3) حضرت طیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (4) حضرت طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بعض کتب میں لکھا ہے کہ کل تین صاحبزادے تھے، تیسرے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جن کا لقب طیب و طاہر ہے) حضرت ابراہیم کے علاوہ باقی صاحبزادے حضرت خدیجہ الکبریٰ سے ہیں۔

ﷺ کی نسل پاک بیٹی سے چلی ہے، حضرت امام حسن اور امام حسین بیٹے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں لیکن خاندان حضور ﷺ کا ہے۔ لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فاطمی اولاد اور آگے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے چلنے والی نسل پاک سب کی سب سادات ہیں۔ ہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ ازواج سے جو اولاد ہے وہ سید نہیں ہے، علوی ہے۔

المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے: ((عن عمر رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ يقول: كل بنی أنثی فإن عصبتهم لأبیہم، ما خلا ولد فاطمة فانی أنا عصبتهم وأنا أبوہم)) ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر عورت کے بچوں کے عصبات، اُن بچوں کے باپ کی طرف سے ہوتے ہیں سوائے اولاد فاطمہ کے کہ میں اس کی اولاد کا عصبہ اور والد ہوں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، باب النجاء، جلد 3، صفحہ 44، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

ردالمحتار میں ہے ”فإن العلماء ذكروا أن من خصائصه ﷺ أنه ينسب إليه أولاد بناته، فالخصوصية للطبقة العليا، فأولاد فاطمة الأربعة الحسن والحسين وأم كلثوم وزينب ينسبون إليه ﷺ وأولاد الحسين ينسبون إليهما فينسبون إليه ﷺ وأولاد زينب وأم كلثوم ينسبون إلى أبيهم لا إلى أمهم، فلا ينسبون إلى فاطمة ولا إلى أبيها ﷺ ﷺ لأنهم أولاد بنت بنته لا أولاد بنته، فيجری فيهم الأمر على قاعدة الشرع الشريف في أن الولد يتبع أباه في النسب لا أمه، وإنما خرج أولاد فاطمة وحدها للخصوصية التي ورد بها الحديث“ ترجمہ: بے شک علما نے سرکار ﷺ کی بیٹیوں کی اولاد کے نسب کے حضور ﷺ کی طرف

کہ اولاد سے نام چلنے کو تمھاری رفعت ذکر سے کیا نسبت، کروڑوں صاحب اولاد گزرے جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا، اور تمھاری ثنا کا ڈنکا تو قیام قیامت تک اکناف عالم و اطراف جہاں میں بجے گا اور تمھارے نام نامی کا خطبہ ہمیشہ پڑھا جائے گا۔

پھر اولاد بھی تمھیں نفیس و طیب عطا ہوگی جن کی بقا سے بقائے عالم مربوط رہے گی اس کے سوا تمام مسلمان تمھارے بال بچے ہیں، اور تم سامہریان ان کے لیے کوئی نہیں۔

بلکہ حقیقت کا رکن نظر کیجیے تو تمام عالم تمھاری اولاد معنوی ہے کہ تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، اور تمھارے ہی نور سے سب کی آفرینش ہوئی۔ اسی لیے جب ابوالبشر آدم تمھیں یاد کرتے تو یوں کہتے: ((يا ابني صورةً وابائي معني)) ترجمہ: اے میرے ظاہری بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔

(المدخل لابن النجاء، فصل في مولد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم دار الكتب العربي بيروت ۳۲/۲)

پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے اس کا حال تو خدا ہی جانے۔ جب اس کی یہ عنایت بے غایت تم پر مبذول ہو۔ تو تم ان اشقیاء کی زبان درازی پر کیوں ملو ہو بلکہ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

نسل پاک

یہاں یہ بات یاد رہے کہ سب کی نسل بیٹے سے چلتی ہے جبکہ حضور پر نور ﷺ

کہنے والا کہتا کہ کئی انبیاء کے بیٹے نبی ہوئے ہیں اور امام الانبیا کے بیٹے نبی نہیں ہوئے اور اگر نبی ہوتے تو حضور ﷺ تو خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ لہذا رب عزوجل نے بیٹے بھی عطا فرمائے اور تمام کے تمام بیٹے نابالغی ہی میں انتقال کر گئے۔

اگر ابراہیم زندہ ہوتے

حضرت اسماعیل کہتے ہیں:

((قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مَاتَ صَغِيرًا، وَلَوْ قَضَى أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ)) ترجمہ: میں نے ابن ابی اوفیٰ سے دریافت کیا: کہ کیا آپ نے حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ بچپن میں ہی وصال کر گئے تھے، اگر محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو آپ کے صاحبزادے زندگی پاتے لیکن آپ کے بعد کوئی نہیں ہے۔

(صحیح بخاری، باب من سمي باسماء الانبياء، ج 8، ص 43، دار طوق النجاة، بيروت)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ((لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: إِنَّ لَهُ مَرَضًا فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا)) ترجمہ: جس وقت رسول اللہ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضور نے نماز جنازہ ادا کی اور فرمایا: بے شک جنت میں اُس کو دودھ پلانے والی ہے، اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء في الصلوة على ابن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 1،

منسوب ہونے کو آپ ﷺ کے خصائص میں سے شمار کیا ہے۔ اور خصوصیت صرف اوپر والے طبقے کو حاصل ہے۔ لہذا اولاد فاطمہ جن میں حسین کریمین، ام کلثوم اور زینب ہیں ان کے نسب کو حضور ﷺ کے نسب کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ یہی حال اولاد حسین کا بھی ہے یعنی ان کی اولاد بھی سید ہوگی، جبکہ اولاد زینب و ام کلثوم سید نہ ہوگی بلکہ ان کی اولاد کا نسب وہی ہوگا جو ان کے باپ کا ہوگا۔ کیونکہ یہ سرکار ﷺ کے نسب کی بیٹی کی اولاد نہیں بلکہ بیٹی کی بیٹی کی اولاد ہے۔ لہذا شرع مطہر کے اصول کے مطابق یہی حکم ہوگا کہ بچہ اپنے نسب میں باپ کے تابع ہے نہ کہ ماں کے۔ اور حضرت فاطمہ کی اولاد کو اس حکم سے مستثنیٰ حدیث پاک کی وجہ سے کیا گیا۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الوصایا، باب الوصیة للأقارب وغيرہم، جلد 6، صفحہ 685، دار الفکر، بیروت)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن و امام حسین اور ان کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جمعین) کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ٹھہرے پھر ان کی جو خاص اولاد ہے ان میں بھی وہی قاعدہ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں اس لئے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ کہ بنات فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائیں گی، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 13، صفحہ 361، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اولاد کے نابالغی میں انتقال کرنے کی حکمت

اگر حضور ﷺ کے بیٹے نہ ہوتے تو کوئی اعتراض کر سکتا تھا، لہذا اللہ تعالیٰ نے بیٹے عطا فرمائے اور اگر بڑے ہوتے اور نبی نہ ہوتے تو ہو سکتا ہے کوئی

گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور کا آخر الانبیا ہونا قطعی ہے، نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث توحد تو اتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے، وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیة المذکورہ)

میں اور قیامت

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت تک کوئی دوسرا نبی پیدا نہیں ہوگا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ)) ترجمہ: مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔

(صحیح بخاری، باب قول النبی: بعثت انا والساعة الخ، ج 8، ص 105، دار طوق النجاة صحیح مسلم، باب قرب الساعة، ج 4، ص 2268، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں، جس طرح ان دو انگلیوں کے درمیان تیسری انگلی نہیں، اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں، اب میرے بعد آئے گی تو قیامت آئے گی۔

علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ”لَيْسَ بَيْنَهُمَا إِبْصَعٌ أُخْرَى كَمَا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّاعَةِ“ ترجمہ: جس طرح ان دونوں انگلیوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں اسی طرح میرے اور قیامت کے مابین کوئی نبی نہیں ہے۔

(شرح النووی علی مسلم، کتاب الجمعہ، ج 6، ص 155، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ص 484، دار احیاء الكتب العربیہ، بیروت)

ثابت ہوا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے زندہ رہتے تو نبی ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، لہذا تمام بیٹے نابالغی ہی میں انتقال فرما گئے۔

آخری نبی

حضور، خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ عزوجل نے سلسلہ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے، کافر ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 63، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ علیہ ”تفسیر روح البیان“ میں فرماتے ہیں:

”وَمَنْ قَالَ بَعْدَ نَبِينَا نَبِيٌّ يَكْفُرُ لَأنَّهُ أَنْكَرَ النَّصَّ وَكَذَلِكَ لَوْ شَكَ فِيهِ لَانَ الْحُجَّةَ تَبِينُ الْحَقِّ مِنَ الْبَاطِلِ“ ترجمہ: جس نے کہا ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی ہے ایسا شخص کافر ہے کیونکہ اُس نے نص کا انکار کیا۔ اور آپ کے بعد کسی نبی کے ہونے کے حوالہ سے شک بھی کیا تو بھی کافر ہے کیونکہ دلائل سے حق اور باطل میں فرق ہو جاتا ہے۔

(روح البیان، تحت الآیة المذکورہ، ج 7، ص 188، دار الفکر، بیروت)

خاتم النبیین والی آیت کے تحت صدقہ الفاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یعنی آخر الانبیا کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں

مصطفی البابی، مصر)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((ذَهَبَتِ النَّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ)) ترجمہ: نبوت ختم ہوگئی اور مبشرات (اچھے خواب) باقی ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، باب الرؤیا الصالحة، ج 2، ص 1283، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ)) ترجمہ: نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہا سوائے مبشرات کے، عرض کی گئی! ”مبشرات“ کیا ہیں؟ فرمایا: اچھے خواب۔

(صحیح بخاری، باب المبشرات، ج 9، ص 31، دار طوق النجاة، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((جئتُ فختمتُ الانبياء)) ترجمہ: میں نے آ کر انبیاء (کی آمد) کو منقطع کر دیا۔

(صحیح مسلم، باب ذکر کونہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین، ج 4، ص 1791، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَأَفَّةٍ وَخَتَمَ بِي النَّبِيُّونَ)) ترجمہ: مجھے دیگر انبیا پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے (1) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے (2) اور (دشمنوں پر) رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی (3) میرے لئے غنیمت کو حلال کیا گیا (4) میرے لئے روعے زمین کو پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ بنا دیا گیا (5) مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا (6) میرے ذریعے نبیوں (کی آمد) پر مہر لگا دی گئی۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، ج 1، ص 371، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

خوبصورت عمارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْبُجُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبْنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبْنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ)) ترجمہ: بے شک میری اور دیگر انبیاء کے کرام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان تعمیر کیا اور اسے ہر لحاظ سے سجا یا اور سنوارا مگر کسی گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومتے اور تعجب سے کہتے: بھلا یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ فرمایا: وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں سارے انبیا میں آخری ہو۔

(صحیح بخاری، باب خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 4، ص 186، دار طوق النجاة، بیروت) صحیح مسلم، باب ذکر کونہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین، ج 4، ص 1791، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ الرِّسَالََةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ)) ترجمہ: بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہیں لہذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔

(جامع الترمذی، باب ذہبت النبوة وبقیت المبشرات، ج 4، ص 533، مصطفی البابی، مصر)

سوریکائات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((أَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ)) ترجمہ: میں عاقب ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 5، ص 135، مطبعہ

نوٹ: قادیانی شیطان کی تقریباً اسی (80) سے زائد کتابیں ہیں، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: انجام آتھم"، "ضمیمہ انجام آتھم"، "کشتی نوح"، "ازالہ اوہام"، "دفع البلاء ومعيار اصل الاصفاء"، "الربيعين" اور "براہین احمدیہ" وغیرہا، "روحانی خزائن" نامی کتاب میں ان کتابوں کو تینیس (23) حصوں میں جمع کیا گیا ہے۔ نیز اس شیطان کے کئی اشتہارات ہیں جو تین حصوں میں جمع کئے گئے ہیں، اور مغالطات بھی ہیں، جنہیں دس (10) حصوں میں "ملفوظات" کے نام سے جمع کیا گیا ہے۔

غلام احمد قادیانی کی گستاخیاں

مدعی نبوت بننا کافر ہونے اور ابدالآباد جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا، کہ قرآن مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین ﷺ کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے، مگر اُس نے اتنی ہی بات پر اکتفا نہ کیا بلکہ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب و توہین کا وبال بھی اپنے سر لیا۔

(۱) ازالہ اوہام صفحہ 688 میں ہے:

”حضرت رسول خدا ﷺ کے الہام و وحی غلط نکلی تھیں۔“

(روحانی خزائن بحوالہ ازالہ اوہام، ج 3، ص 471)

(۲) ازالہ اوہام صفحہ 8 پر ہے:

”حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔“

(روحانی خزائن بحوالہ ازالہ اوہام، ج 3، ص 106)

(۳) ازالہ اوہام صفحہ 629 میں ہے:

”ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اُس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی

تیس جھوٹے نبی

نبی آخر الزمان ﷺ نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ((أَنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)) ترجمہ: میری امت میں تیس کذاب ہوں گے، ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں سب سے آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(سنن ابی داؤد، باب ذکر الفتن ودلائلہا، ج 4، ص 97، المكتبة العصرية، بیروت ☆ جامع الترمذی، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتى يخرج، ج 4، ص 499، مصطفى البابی، مصر)

مصطفیٰ جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْبُعَ دَجَالُونَ كَذَابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ)) ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجال نہ نکلیں جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہوگا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتى يخرج، ج 4، ص 498، مصطفى البابی، مصر)

تیس دجالوں میں سے ایک دجال

ان کذابوں اور دجالوں میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے، جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ چنانچہ ازالہ اوہام "صفحہ 533 پر لکھتا ہے: ”خدا تعالیٰ نے ”براہین احمدیہ“ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔“

(روحانی خزائن بحوالہ ازالہ اوہام، ج 3، ص 386)

اور اپنی ”براہین احمدیہ“ کی نسبت ”ازالہ“ صفحہ 533 میں لکھتا ہے:

”براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے۔“

(روحانی خزائن بحوالہ ازالہ اوہام، ج 3، ص 386)

کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا۔“

(روحانی خزائن بحوالہ ضمیمہ انجام آتھم، ج 11، ص 291)

العیاذ باللہ۔۔۔ ہر شخص جانتا ہے کہ دادی باپ کی ماں کو کہتے ہیں تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باپ کا ہونا بیان کیا، جو قرآن کے خلاف ہے اور دوسری جگہ یعنی "کشتی نوح" صفحہ 16 میں تصریح کر دی:

”یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں، یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے۔“

(روحانی خزائن بحوالہ کشتی نوح، ج 19، ص 18)

غرض اس کی خرافات کہاں تک بیان کی جائیں؟ تفصیل کے لیے بہار شریعت کے پہلے حصہ کا مطالعہ کریں۔

مولیٰ کائنات نبی نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوة تبوک کے لیے نکلے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے اپنا نائب بنایا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: حضور! کیا مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (أَلَا تَرْضَىٰ أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ، مِنْ مُوسَىٰ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيًّا بَعْدِي) ترجمہ: کیا تم اس بات راضی نہیں ہو کہ تمہاری مجھ سے وہ ہی نسبت ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(صحیح بخاری، باب غزوة تبوك، ج 6، ص 3، دار طوق النجاة، بیروت)

جب مولیٰ کائنات شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی ہے، ہی نہیں تو مرزا قادیانی کیسے نبی ہو سکتا ہے۔

کی اور وہ جھوٹے نکلے، اور بادشاہ کو شکست ہوئی، بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔“

(روحانی خزائن بحوالہ ازالۃ الاوبام، ج 3، ص 439)

(۴) اسی کے صفحہ 26، 28 میں لکھتا ہے:

”قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔“ (روحانی خزائن بحوالہ ازالۃ الاوبام، ج 3، ص 116، 115)

(۵) معیار صفحہ 13 پر لکھتا ہے:

”اے عیسائی مشنریو! اب ربنا مسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے، جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے۔“ (روحانی خزائن بحوالہ معیار، ج 18، ص 233)

(۶) اعجاز احمدی صفحہ 14 پر لکھتا ہے:

”ہائے! کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔“

(روحانی خزائن بحوالہ اعجاز احمدی، ج 19، ص 121)

(۷) ”ضمیمہ انجام آتھم“ کے صفحہ 7 پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں

لکھا:

”آپ کا کجخبریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کجخبری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اُس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اُس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“ (روحانی خزائن بحوالہ ضمیمہ انجام آتھم، ج 11، ص 291)

(۸) ”ضمیمہ انجام آتھم“ کتاب کے صفحہ 7 پر لکھا:

”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ

ایسا کچھ نہ ہوا، ان دونوں میں سے تو کوئی نہ مرا، وہ خود ہی ان سے پہلے مر گیا۔

(۳) یہ دعویٰ بھی کیا کہ مجھ پر وحی آئی ہے کہ میری بیوی کے اس حمل سے بیٹا ہوگا جو انبیا کا چاند ہوگا بادشاہ اُس کے کپڑوں سے برکت لیں گے، اس نے یہ بات اشتہاروں میں چھاپ دی، مگر پیدا بیٹی ہوگئی، جب اس کی بیوی کو دوسری مرتبہ حمل ٹھہرا تب بھی ایسے ہی چھاپ دیا کہ مجھ پر وحی آئی ہے کہ اس حمل سے بیٹا ہوگا جو انبیا کا چاند ہوگا بادشاہ اُس کے کپڑوں سے برکت لیں گے، بیٹا ہوا مگر ڈھائی برس کے بچے ہی کا دم نکل گیا، نہ نبیوں کا چاند بنا نہ بادشاہوں نے اس کے کپڑوں سے برکت لی۔ (یہ تینوں پیشگوئیاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ میں نقل کی ہیں)۔

(فتاویٰ رضویہ ملخصاً و مفہوماً، ج 15، ص 541 تا 545، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نبی کے نام میں غلام نہیں آتا

جتنے انبیا علیہم السلام گزرے کسی کے نام کے ساتھ غلام نہیں، کیونکہ نبی تو اپنی امت کا آقا بن کر آتا ہے، معلوم ہوا کہ غلام احمد قادیانی جھوٹا نبی ہے۔ اسی طرح ہر نبی کا جو نام ہے وہ پہلے کسی کا نہیں ہوتا، نوح علیہ السلام سے کسی کا نام نوح نہیں، ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کسی کا نام ابراہیم نہیں، موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کسی کا نام موسیٰ نہیں، عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کسی کا نام عیسیٰ نہیں۔ اور غلام احمد قادیانی سے پہلے غلام احمد جانے کتنے گزرے ہیں۔

ہر نبی پر اس کی اپنی زبان میں وحی نازل ہوتی ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی ہے تو وحی عربی میں نازل ہوئی، مرزا کا کہنا ہے کہ اس پر انگلش میں وحی نازل ہوتی ہے، ہے خبیث پنجابی، اس کی زبانی پنجابی ہے، کسی نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس جو فرشتہ ہے اس کا نام کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ ٹیچی ٹیچی۔۔۔۔۔

فاروق اعظم نبی نہیں

نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوتا۔ (جامع الترمذی، ج 5، ص 619، مطبعہ مصطفیٰ الباقی، مصر)

جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو دیکھ شیطان بھاگ جاتا ہے، حدیث پاک کے مطابق جن کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا گیا ہے وہ نبی نہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی نبی کیسے ہو سکتا ہے!!

جھوٹے نبی کی جھوٹی پیشگوئیاں

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ مجھ پر وحی آئی ہے کہ میرا محمدی بیگم کے ساتھ نکاح ہوگا، اگر میری محمدی بیگم سے شادی نہ ہو تو سمجھ لینا کہ میں جھوٹا ہوں، مرزا نے بڑی کوشش کی، پیغام بھیجے، بڑے جتن کئے کہ کسی طرح محمدی بیگم سے نکاح ہو جائے، لیکن وہ بھی اللہ کی بندی قائم رہی کہ میں مرزا جیسے بے ایمان کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی حالانکہ محمدی بیگم اور مرزا غلام احمد قادیانی قریبی رشتہ دار تھے، ساری دنیا جانتی ہے کہ مرزا کا نکاح محمدی بیگم سے نہیں ہوا، محمدی بیگم ہجرت کر کے پاکستان آئی اور یہیں فوت ہوئی۔ ہم مرزا کی وحی کے مطابق کہتے ہیں کہ بے ایمان تو جھوٹا ہے۔ سچا نبی جو کہہ دے وہ بات ہو کر رہتی ہے۔

(۲) جب محمدی بیگم کی طرف سے انکار ہو رہا تھا تو اس نے یہ چھاپ دیا کہ اگر اس کی شادی کسی اور سے ہوگی تو اڑھائی برس میں محمدی کا باپ مر جائے گا اور تین برس میں اس کا شوہر مر جائے گا۔ مگر محمدی بیگم کی شادی سلطان محمد سے ہوئی اور

بھی لیٹرین میں مرا، وہ اس طرح کہ مرزے کو ہیضہ ہو گیا تھا، وہ کبھی لیٹرین میں جاتا کبھی باہر آتا تھا، ایک مرتبہ ایسا اندر گیا کہ ملک الموت علیہ السلام نے نکلنے کی مہلت ہی نہ دی، لیٹرین میں روح قبض کر لی، مرزا کو لاہور میں لیٹرین میں دفن نہیں کیا گیا بلکہ قادیان میں دفن کیا گیا تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ وہ جھوٹا نبی تھا۔

کسی فرشتہ کے نام کے ساتھ اور پچ نہیں آتا، یہ تو کوئی چینی فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔۔۔ عجیب صورت حال ہے، زبان پنجابی ہے، وحی انگلش میں آتی ہے اور فرشتہ چینی ہے۔

سچا نبی بے عیب ہوتا ہے

سچے نبی میں کوئی عیب نہیں ہوتا، ان کا جسم بھی عیوب سے پاک ہوتا ہے، بہار شریعت میں ہے: ”اُن کے جسم کا برص و جذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفر ہوتا ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔“

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 41، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مرزا بے ایمان میں ہزاروں عیوب تھے، اس میں کئی بیماریاں تھیں، مرزا کو ادراگ کی بیماری تھی وہ دماغی بیمار تھا، اس کی آنکھیں ٹیڑھی تھیں۔

سچا نبی جہاں وصال فرماتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے

جب مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام علیہم السلام میں اختلاف ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کریں، کسی نے کہا کہ مسجد میں دفن کرتے ہیں، کسی نے کہا کہ قبرستان میں حضور کے صحابہ کے ساتھ دفن کرتے ہیں تو اس وقت صدیق اکبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

((إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا قَبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ)) ترجمہ: میں نے حضور علیہ (علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا تھا: کہ نبی کا جہاں انتقال ہوتا ہے اُسے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ذکر وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 520، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت)

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی مرالاہور میں اور دفن قادیان میں ہوا اور لاہور میں

صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ: أَيُّهَا الْمُصَلِّي اذْعُ تَجَبُّ) ترجمہ: ہم رسول اللہ صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ) کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما تو رسول اللہ صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ) نے اسے فرمایا: اے نمازی تو نے دعا کرنے میں جلدی کی ہے (تجھے چاہئے کہ) تو جب نماز پڑھ لے تو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کر جو اس کی شان کے لائق ہے اور مجھ پر درود پڑھ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کر۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر ایک دوسرے شخص نے نماز پڑھی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور نبی صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ) پر درود پاک پڑھا تو رسول اللہ صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ) نے اس سے ارشاد فرمایا: اے نمازی تو دعا مانگ تیری دعا قبول کی جائے گی۔

(جامع الترمذی، ج 5، ص 393، دار الغرب الاسلامی، بیروت، سنن ابی داؤد، باب الدعاء، ج 2، ص 77، المكتبة العصرية، بیروت، سنن نسائی، باب التمجید والصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 3، ص 44، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، بیروت، مشکوٰۃ المصابیح، الفصل الاول، ج 1، ص 291، المکتب الاسلامی، بیروت)

(3) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((كُنْتُ أُصَلِّي وَالنَّبِيَّ صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ)، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعَمْرٌ مَعَهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ، ثُمَّ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ)، ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ): سَلْ تُعْطَهُ، سَلْ تُعْطَهُ)) ترجمہ: میں نماز پڑھ رہا تھا، نبی اکرم صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ)، ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ) (اس وقت) تشریف فرما تھے، جب میں (نماز سے فارغ ہو کر) بیٹھ گیا تو میں نے (دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کے بعد) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی پھر نبی کریم صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ) کی بارگاہ میں درود پاک پیش کیا پھر اپنے لیے دعا مانگی، نبی پاک صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ)

(19) درود وسلام

احادیث مبارکہ

(1) حضرت عبداللہ بن عمر و رضی (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ) سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ) کو فرماتے سنا ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرَجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، وَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّقَاعَةُ)) ترجمہ: جب تم مؤذن سے اذان سنو تو جو مؤذن نے کہا ہے اس کی مثل کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس پر دس بار درود بھیجتا ہے (یعنی اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے)، پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو، یہ جنت میں ایک مقام ہے، اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی کو ملے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں اور جس نے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لیے شفاعت حلال ہوگی۔

(صحیح مسلم، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، ج 1، ص 288، دار احیاء التراث العربی، بیروت) (جامع ترمذی، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 6، ص 13، دار الغرب الاسلامی، بیروت) (السنن الکبریٰ للنسائی، الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 2، ص 252، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

(2) حضرت فضالہ بن عبید رضی (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ) قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَأَرْحَمْنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ): عَجَلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي، إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعِدْتَ فَأَحْمَدِ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ. قَالَ: ثُمَّ صَلَّيْتُ رَجُلٌ آخَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَصَلَّى عَلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى (لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَمَّحَ) فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ

نے (جب یہ ملاحظہ فرمایا تو) ارشاد فرمایا: تو سوال کر تجھے عطا کیا جائے گا، تو مانگ تجھے دیا جائے گا۔

(جامع ترمذی، باب ما ذکر فی ثناء علی اللہ، ج 1، ص 732، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

(4) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ)) ترجمہ: میں مکہ المکرمہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، ہم مکہ پاک کے بعض مضافات کی طرف نکلے تو (راستے میں) جو بھی پہاڑ اور درخت ملتا تو وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں) یوں عرض کرتا: السلام عليك يا رسول الله -

(جامع ترمذی، باب ما ذکر فی ثناء علی اللہ، ج 6، ص 25، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

(5) حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَكْثَرُ الصَّلَاةِ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ فَقَالَ: مَا شِئْتَ. قَالَ: قُلْتُ: الرَّبْعَ، قَالَ: مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ: النِّصْفَ، قَالَ: مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قَالَ: قُلْتُ: فَالثَّلَاثِينَ، قَالَ: مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ: أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَالَ: إِذَا تُكْفَى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ)) ترجمہ: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی بارگاہ میں کثرت کے ساتھ درود پاک بھیجنا چاہتا ہوں، تو میں کتنا درود پاک آپ کی بارگاہ میں بھیجوں؟ ارشاد فرمایا: جتنا تم چاہو، میں نے عرض کیا: (وظائف کے لیے جتنا وقت ہے اس کا) چوتھائی حصہ درود پاک کے لیے مختص کر دوں؟ فرمایا: جتنا تم چاہو، اگر (اس سے) زیادہ کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہوگا، میں نے عرض کیا: آدھا وقت درود پاک کے لیے مختص کر دوں؟ فرمایا: جتنا تم

چاہو، اگر (اس سے) زیادہ کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہوگا، میں نے عرض کیا: دو تہائی وقت درود پاک کے لیے مختص کر دوں؟ ارشاد فرمایا: جتنا تم چاہو، اگر (اس سے) زیادہ کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہوگا، میں نے عرض کیا: (وظائف کے لیے مختص وقت) سارا کا سارا درود پاک کے لیے مختص کر دوں؟ ارشاد فرمایا: تب تو یہ تمہارے دکھوں کو دور کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(جامع ترمذی، ج 4، ص 218، دارالغرب الاسلامی، بیروت، المستدرک علی الصحیحین، تفسیر

سورة الاحزاب، ج 2، ص 457، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام حاکم نے فرمایا ”هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ“ ترجمہ: یہ حدیث اسناد کے اعتبار سے صحیح ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین، تفسیر سورة الاحزاب، ج 2، ص 457، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام ذہبی نے لکھا ”صحیح“

(المستدرک علی الصحیحین، تفسیر سورة الاحزاب، ج 2، ص 457، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(6) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً)) ترجمہ: قیامت کے دن میرے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پاک پڑھا ہوگا۔

(جامع الترمذی، باب ما جاء في فضل الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم، ج 1، ص 612،

دارالغرب الاسلامی، بیروت)

(7) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا وَكَتَبَ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ)) ترجمہ: جو مجھ پر ایک بار درود پاک بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس پر دس بار درود پاک بھیجتا ہے اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

(جامع الترمذی، باب ما جاء في فضل الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم، ج 1، ص 612،

کثرت کے ساتھ درود بھیجو، کہ یہ یوم مشہود ہے اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور بے شک جو شخص بھی مجھ پر درود پاک بھیجتا ہے اس کا درود پاک میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے اس کے فارغ ہونے سے پہلے، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: وفات کے بعد (بھی)، فرمایا: (ہاں) وفات کے بعد بھی، کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے، اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ما ذکر وفاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 524، دار احیاء الکتب العربیہ، حلب)

(11) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ)) ترجمہ: جو میری بارگاہ میں ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے لیے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

(سنن نسائی، باب فضل الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 3، ص 50، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

(12) حضرت ابوطلمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ يَرَى الْبَشْرَ فِي وَجْهِهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَرَى فِي وَجْهِكَ بَشْرًا لَمْ نَكُنْ نَرَاهُ؟ قَالَ: أَجَلٌ، إِنَّ مَلَكًا أَتَانِي فَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ لَكَ: أَمَا يَرْضِيكَ أَنْ لَا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ، إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ، إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا؟ قَالَ: قُلْتُ:

دار الغرب الاسلامی، بیروت)

(8) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ أَسْلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبُوَاهُ الْكَبِيرَ فَلَمْ يُدْخِلْهُ الْجَنَّةَ)) ترجمہ: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے، اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس پر رمضان آئے پھر چلا جائے اور اس کی بخشش نہ ہو، اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان دونوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا (یعنی اس نے ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی)۔

(جامع الترمذی، ج 5، ص 442، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

(9) امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ)) ترجمہ: بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ میری بارگاہ میں درود نہ بھیجے۔

(جامع الترمذی، ج 5، ص 443، دار الغرب الاسلامی، بیروت، مسند احمد بن حنبل، عن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ج 3، ص 258، مؤسسة الرسالة، بیروت)

(10) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((أَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ، تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ، إِلَّا عَرَضْتُ عَلَيَّ صَلَاتَهُ، حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ)) ترجمہ: جمعہ کے دن میری بارگاہ میں

والتوزيع، رياض)

(15) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ((وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تُبَلِّغُنِي حَيْثُ كُنْتُ)) ترجمہ: میری بارگاہ میں درود پاک بھیجو، تم جہاں بھی ہو بے شک تمہارا درود پاک میری بارگاہ میں پہنچتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ نسائی، الفصل الاول، ج 1، ص 291، المكتبة الاسلامی، بیروت)

(16) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ كُنْتُ شَفِيعَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ترجمہ: جس نے میری بارگاہ میں درود بھیجا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

(الترغیب لابن شاہین، باب مختصر من الصلوة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 12، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(17) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يُصَلُّوا فِيهِ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِمَا يَرَوْنَ مِنَ الشُّوَابِ)) ترجمہ: جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے اور مجھ پر درود پاک نہ پڑھے تو انہیں اس کا اجر دیکھ کر اپنے اوپر حسرت ہوگی اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔

(الترغیب لابن شاہین، باب مختصر من الصلوة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 13، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(18) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ)) ترجمہ: جو شخص مجھ پر ایک دن میں ہزار مرتبہ درود پڑھے گا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔

(الترغیب لابن شاہین، باب مختصر من الصلوة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 14،

بلکی)) ترجمہ: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ((وَصَلُّوا عَلَيَّ تَشْرِيفًا لَائِي، وَأَنْتُمْ تَعْبُدُونَنِي)) ترجمہ: آپ کے چہرہ اقدس پر خوشی کے آثار نظر آ رہے تھے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے چہرہ اقدس میں ایسی خوشی دیکھ رہے ہیں جو اس سے پہلے ہم نے نہیں دیکھی، فرمایا: جی ہاں، (اس کی وجہ یہ ہے کہ) ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! بے شک آپ کا رب عزوجل آپ سے فرماتا ہے کہ کیا آپ راضی نہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ پر درود بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار درود بھیجتا ہوں، آپ کا کوئی امتی آپ پر سلام بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجتا ہوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! (میرے رب میں راضی ہوں)۔

(سنن دارمی، باب فی فضل الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 3، ص 1825، دارالمغنی للنشر والتوزيع، عرب)

(13) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ((مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خُطِيَ بِهٖ طَرِيقُ الْجَنَّةِ)) ترجمہ: جو مجھ پر درود پاک بھیجنا بھول گیا اس سے جنت کا راستہ گم ہو گیا۔

(شعب الایمان للبیہقی، تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 3، ص 135، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، رياض)

(14) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَحَمِدَ الرَّبَّ وَصَلَّى عَلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَسْتَغْفَرَ رَبَّهُ فَقَدْ طَلَبَ الْخَيْرَ مَكَانَهُ)) ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا، رب عزوجل کی حمد کی، نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں درود پاک پیش کیا اور اپنے رب عزوجل سے بخشش چاہی (استغفار کیا) تو اس نے خیر کو اس کی جگہ سے تلاش کر لیا۔

(شعب الایمان، فصل فی استحباب التکبیر عند الختم، ج 3، ص 432، مكتبة الرشد للنشر

عَلَيَّْ)) ترجمہ: جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس حال میں پیش ہو کہ وہ اس سے راضی ہو تو اسے چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھے۔

(الکامل لابن عدی، عمر بن راشد مولیٰ مروان بن ابان، ج 6، ص 32، الکتب العلمیہ، بیروت)

(22) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ عَشْرًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ مِائَةً، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِائَةً كَتَبَ اللَّهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بَرَاءَةً مِنَ النَّفَاقِ، وَبَرَاءَةً مِنَ النَّارِ، وَأَسْكَنَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الشُّهَدَاءِ)) ترجمہ: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو بار درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو بار درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ اس بندے کے لیے نفاق اور جہنم کی آگ سے آزادی ہے اور قیامت کے دن اسے شہداء کے ساتھ رکھے گا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، من اسمه محمد، ج 7، ص 187، دار الحرمین، القاہرہ)

(23) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ أَنْجَاكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَهْوَالِهَا وَمَوَاطِنِهَا أَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً)) ترجمہ: قیامت کی ہولناکیوں اور دشوار گزار گائیوں سے تم میں سے جلدی نجات پانے والا وہ شخص ہوگا جس نے کثرت سے درود پاک پڑھا ہوگا۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، الفصل الخامس فضيلة الصلوة والسلام عليه، ج 2، ص 176، دار الفیحاء، عمان)

(24) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُسْتَغْفِرُ

دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(19) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً تَعْظِيمًا لِحَقِّي جَعَلَ اللَّهُ حَزْزِي مِنْ تِلْكَ الْكَلِمَةِ مَلَكًا، جَنَاحٌ لَهُ بِالْمَشْرِقِ وَجَنَاحٌ لَهُ بِالْمَغْرِبِ، وَرَجُلًا فِي تَخُومِ الْأَرْضِ، وَعَنْقَهُ مَلُوءٌ تَحْتَ الْعَرْشِ، يَقُولُ اللَّهُ حَزْزِي لَهُ: صَلِّ عَلَيَّ عَبْدِي كَمَا صَلَّيْتَ عَلَيَّ نَبِيِّ، فَيُصَلِّي عَلَيَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ترجمہ: جو میرے حق کی تعظیم کرتے ہوئے مجھ پر درود پاک بھیجتا ہے اللہ عزوجل اس سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا ایک پر مشرق میں، دوسرا مغرب میں، اس کی دونوں ٹانگیں ساتویں زمین میں اور گردن عرش کے نیچے ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل اسے فرماتا ہے: تم میرے بندے پر اسی طرح درود پاک بھیجو جس طرح اس نے میرے نبی پر بھیجا۔ پس وہ فرشتہ تا قیامت اس بندے پر درود بھیجتا رہے گا۔

(الترغيب لابن شابين، باب مختصر من الصلوة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج 1، ص 14، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(20) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((الصَّلَاةُ عَلَيَّ نُورٌ عَلَيَّ الصِّرَاطُ فَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِينَ مَرَّةً غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُ ثَمَانِينَ عَامًا)) ترجمہ: مجھ پر درود بھیجنا پل صراط پر نور ہے، جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی (80) مرتبہ درود بھیجے گا اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(الترغيب لابن شابين، باب مختصر من الصلوة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج 1، ص 14، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(21) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ سَرَّهَ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ رَاضٍ فَلْيُكْثِرِ الصَّلَاةَ

علیہ، ج 2، ص 176، دار الفیحاء، عمان)

(26) حدیث پاک میں ہے ((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: آمِينَ ثُمَّ صَعِدَ فَقَالَ: آمِينَ، ثُمَّ صَعِدَ فَقَالَ: آمِينَ، فَسَأَلَهُ مَعَاذَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: إِنَّ جَبْرِيْلَ أَتَانِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَمِنْ سَمَّيْتَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَصِلْ عَلَيْكَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ قُلْ: آمِينَ فَقُلْتُ: آمِينَ وَقَالَ فِيمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ فَمَاتَ مِثْلَ ذَلِكَ. وَمَنْ أَدْرَكَ أَبُوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبْرَهُمَا فَمَاتَ مِثْلَهُ)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر اقدس (کے پہلے زینے) پر تشریف فرما ہوئے تو کہا: آمین، پھر (دوسرے زینے پر) تشریف فرما ہوئے تو کہا: آمین، پھر (تیسرے زینے پر) تشریف فرما ہوئے تو کہا: آمین، معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے ایسا شخص مرے تو جہنم میں داخل ہو اور اللہ تعالیٰ اسے دور فرما دے، آپ کہتے: آمین، تو میں نے کہا: آمین، اور جبریل علیہ السلام نے مجھے اس شخص کے بارے میں کہا کہ جس نے رمضان کو پایا اور اس سے (رمضان کی عبادت) قبول نہ کی گئی (یعنی اس کی مغفرت کا سبب نہ بنی)، تو وہ بھی اسی کی مثل مرے (یعنی مرکز جہنم میں جائے)، اور جو والدین یا والدین میں کوئی ایک پائے اور ان کے ساتھ بھلائی نہ کرے تو وہ بھی اسی کی مثل مرے۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، الفصل الخامس فضيلة الصلوة والسلام

علیہ، ج 2، ص 178، دار الفیحاء، عمان)

(27) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ الْجَفَاءِ أَنْ أَذْكَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَا يُصَلِّي

لَهُ مَا بَقِيَ اسْمِي فِي ذَلِكَ الْكِتَابِ)) ترجمہ: جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درود پاک لکھ دیا تو فرشتے اس کے لیے اس وقت تک استغفار کرتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، الفصل الخامس فضيلة الصلوة والسلام
علیہ، ج 2، ص 173، دار الفیحاء، عمان)

اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے **صلعم، عم، ص، ع** لکھتے ہیں وہ اس برکت اور ثواب سے محروم ہوتے ہیں بلکہ الٹا گناہ کا وبال اپنے سر لیتے ہیں۔ امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”حرف **ص** لکھنا جائز نہیں، نہ لوگوں کے نام پر نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم کریم پر، لوگوں کے نام پر تو یوں نہیں کہ وہ اشارہ درود کا ہے اور غیر انبیا و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بالاستقلال درود جائز نہیں اور نام اقدس پر یوں نہیں کہ وہاں پورے درود شریف کا حکم ہے صلی اللہ علیہ وسلم لکھے فقط **ص یا صلعم یا صلعم** جو لوگ لکھتے ہیں سخت شیخ و ممنوع ہے یہاں تک کہ تارخانیہ میں اس کو تخفیف شان اقدس ٹھہرایا العیاذ باللہ تعالیٰ۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 23، ص 387، رضافائونڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے **صلعم، عم، ص، ع** لکھتے ہیں یہ سخت ناجائز و سخت حرام ہے۔ یو ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رض، رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ رح لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہیے۔“

(بہار شریعت، حصہ 3، ص 534، ضیاء القرآن، لاہور)

(25) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ سَلَّمَ عَلَيَّ عَشْرًا فَكَانَ مِثْلَ رَقَبَةٍ)) ترجمہ: جس نے مجھ پر دس بار درود پاک پڑھا گویا کہ اس نے ایک گردن (غلام یا باندی) کو آزاد کیا۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، الفصل الخامس فضيلة الصلوة والسلام

ارشاد فرمایا: جی ہاں! اپنے وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔

(جلاء الافہام، واما حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ، ج 1، ص 127، دارالعروبہ، الكويت)
اس حدیث پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(ا) درود پاک کی کثرت عام دنوں میں بھی کرنی چاہیے مگر جمعہ والے دن خصوصی طور پر کثرت کرنی چاہیے، کیونکہ اس کی ترغیب غمخوار امت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دلائی ہے کہ اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔

(ب) یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم جہاں سے بھی درود پڑھیں ہماری آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔

ہم یہاں سے پکاریں وہ مدینے سنیں ان کی اعلیٰ سماعت پہ لاکھوں سلام دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام (ج) یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَسَىٰ يَرْزُقُ)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے، اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ما ذکر وفاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 524، دار احیاء الکتب العربیہ، الحلب)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

(30) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((أَنَّ لِلَّهِ سَيَارَةَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِذَا مَرُوا بِحَلْقِ الذِّكْرِ قَالَ

عَلَيَّْ)) ترجمہ: جس شخص کے سامنے میرا ذکر اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو یہ (مجھ پر) جفا ہے۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، الفصل الخامس فضيلة الصلوة والسلام عليه، ج 2، ص 180، دار الفحاء، عمان)

(28) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا ثُمَّ تَفَرَّقُوا عَلَيَّ غَيْرَ صَلَاةٍ عَلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا تَفَرَّقُوا عَلَيَّ مِنْ رِيحِ الْجَبِفَةِ)) ترجمہ: کوئی قوم کسی جگہ بیٹھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے بغیر اٹھ کر متفرق گئی تو وہ مردار سے بھی زیادہ بدبودار چیز سے اٹھی۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، الفصل الخامس فضيلة الصلوة والسلام عليه، ج 2، ص 180، دار الفحاء، عمان)

(29) ابن قیم (المتوفى 751 هـ) نے جلاء الافہام میں روایت نقل کی ہے ((عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغْنِي صَوْتَهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِي إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ)) ترجمہ: حضرت ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر جمعہ والے دن کثرت کے درود پڑھا کرو کہ یہ یوم مشہود ہے، اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں، کوئی آدمی بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ جہاں بھی ہو اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے، ہم (صحابہ) نے عرض کیا: اور وصال فرمانے کے بعد بھی (درود کی آواز آپ تک پہنچے گی)؟

(32) امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی رحمہ اللہ (المتوفی 902ھ) ”القول البدیع“ میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں ((إن الله سبحانه وتعالى أوحى إلى موسى عليه السلام أننى جعلت فيك عشرة آلاف سمع حتى سمعت كلامى وعشرة آلاف لسان حتى أجبتنى، وأحب ما تكون إلى وأقرب ما تكون أنت منى إذا ذكرتنى وصليت على محمد صلى الله عليه وسلم)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تجھ میں دس ہزار سماعتیں رکھیں یہاں تک کہ تم نے میرا کلام سنا اور دس ہزار زبانیں پیدا کیں یہاں تک تم نے مجھے جواب دیا اور میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب اور اس سے زیادہ مقرب اس وقت بنو گے جب میرا ذکر کرو گے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو گے۔

(القول البدیع فی الصلوة علی الحبيب، الباب الثانی، ج 1، ص 137، دارالریان للتراث)

(33) القول البدیع میں حلیۃ الاولیاء لابی نعیم کے حوالے سے حدیث پاک ہے ((أن رجلاً مر بالنبي صلى الله عليه وسلم ومعه ظبي قد اصطاده فأنطق الله سبحانه الذي لأنطق كل شيء الظبي فقالت يا رسول الله أن لي أولاداً وأنا أرضعهم وأنهم الآن جيباء فأمر هذا أن يخليني حتى أذهب فأرضع أولادى وأعود قال فإن لم تعودى قالت إن لم أعد فلعننى الله كمن تذكر بين يديه فلا يصل عليك، أو كنت كمن صلى ولم يدع فقال النبي صلى الله عليه وسلم أطلقها وأنا ضامنها فذهبت الظبية ثم عادت فنزل جبريل عليه السلام وقال يا محمد الله يقرئك السلام ويقول لك وعزتي وجلالي أنا أرحم بامتك من هذه الظبية بأولادها وأنا أردهم إليك كما رجعت الظبية إليك صلى الله عليه وسلم)) ترجمہ: ایک آدمی کا گزر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا، اس کے پاس ہرنی تھی جو اس نے ابھی شکار کی تھی، جس اللہ سبحانہ نے ہر چیز کو

بعضہم لبعض اقعداوا فإذا دعا القوم فأمنوا على دعائهم فإذا صلوا على النبي صلى الله عليه وسلم صلوا معهم حتى تفرقوا ثم يقول بعضهم لبعض طوبى لهؤلاء يرجعون مغفور لهم)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے سیر کرتے رہتے ہیں جب ان کا گزر کر اللہ والے کسی حلقہ کے پاس سے ہوتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ یہیں بیٹھ جاؤ، جب یہ قوم دعا کرے تو تم ان کی دعا پر آمین کہنا اور جب یہ نبی کریم علیہ السلام پر درود پاک بھیجیں تو تم بھی ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک بھیجنا یہاں تک کہ تم جدا ہو جاؤ، تو وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں: ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہو کہ ان کی بخشش کر دی گئی ہے۔

(القول البدیع فی الصلوة علی الحبيب، الباب الثانی، ج 1، ص 123، دارالریان للتراث)

(31) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں

((جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فشكا إليه الفقر وضيق العيش والمعاش فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخلت منزلك فيسلم إن كان فيه أحد أو لم يكن فيه أحد ثم سلم على واقرأ قل هو الله أحد مرة واحدة ففعل الرجل فأدر الله عليه الرزق حتى أفاض على جيرانه وقراباته)) ترجمہ: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس نے فقر وفاقہ اور تنگی معاش کی شکایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (برکتِ رزق کا وظیفہ بتاتے ہوئے) ارشاد فرمایا: جب تم گھر میں داخل ہو تو سلام کرو چاہے گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو، پھر میری بارگاہ میں سلام پیش کرو اور (پھر) سورۃ اخلاص ایک مرتبہ پڑھ لو۔ اس شخص نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے (اس کی برکت سے) اس شخص پر رزق کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ اس نے اپنے رزق سے اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو بھی فائدہ پہنچایا۔

(القول البدیع فی الصلوة علی الحبيب، الباب الثانی، ج 1، ص 135، دارالریان للتراث)

کرتا ہے اور اس کی مثل درود اس پر بھیجتا ہے۔

(الجامع الصغير، حرف الهمزة، ج 1، ص 23، دارالفکر، بیروت)

(35) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ((صلوا علی فی الصلاة علی کفارة لکم وزکاة فمن صلی علی صلاة صلی اللہ علیہ عشاءاً)) ترجمہ: مجھ پر درود بھیجو کہ یہ تمہارے گناہوں کے لیے کفارہ اور تمہارے اعمال کے لیے پاکی ہے، جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔

(القول البدیع فی الصلوة علی الحبيب، الباب الثانی، ج 1، ص 111، دارالریان للتراث)

(36) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ

وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ((زینوا مجالسکم بالصلاة علیّ فإن صلاتکم علیّ نور لکم یوم القیامة)) ترجمہ: اپنی محافل کو درود پاک پڑھ کر آراستہ کرو، بے شک تمہارا مجھ پر درود بھیجنا قیامت کے دن تمہارے کے لیے نور ہوگا۔

(الجامع الصغير، حرف الزای، ج 2، ص 138، دارالفکر، بیروت)

(37) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ((من صلی علیّ مرّة کتب اللہ له عشر حسنات ومحاً عنه عشر سيئات ورفعه بها عشر درجات وكان له عدل عشر رقاب)) ترجمہ: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ عزوجل اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا، اس کے دس گناہ مٹا دے گا، اس کے دس درجات بلند فرمائے گا، وہ کلمات اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوں گے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی اکثار الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 2، ص 324، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(38) حضرت ابو کاہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((

قوت گویائی عطا فرمائی ہے اس نے اس ہرنی کو بولنے کی طاقت عطا فرمادی، ہرنی نے عرض کیا: میرے بچے ہیں، میں انہیں دودھ پلاتی ہوں اور ابھی وہ بھوکے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس شکاری کو ارشاد فرمائیں کہ یہ مجھے چھوڑ دے، یہاں تک کہ میں جاؤں اور بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس ہرنی سے ارشاد فرمایا: اگر تو لوٹ کر نہ آئی تو؟، اس نے عرض کیا: اگر میں لوٹ کر نہ آؤں تو مجھ پر اس طرح لعنت بر سے جیسا کہ اس شخص پر برستی ہے جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود پاک نہ پڑھے یا میں اس کی طرح ہو جاؤں جو نماز پڑھے اور دعا نہ مانگے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شکاری سے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دے، میں اس کا ضامن ہوں یعنی میں ضمانت دیتا ہوں کہ یہ بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جائے گی۔ ہرنی گئی اور (بچوں کو دودھ پلا کر) واپس آ گئی، جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور فرماتا ہے: مجھے میری عزت و جلال کی قسم، میں آپ کی امت پر اس سے بڑھ کر مہربان ہوں جتنی یہ ہرنی اپنے بچوں پر مہربان ہے، اور میں (قیامت کے دن) انہیں آپ کی طرف لوٹا دوں گا جیسا کہ یہ ہرنی آپ کے پاس لوٹ کر آئی ہے۔

(القول البدیع فی الصلوة علی الحبيب، الباب الثانی، ج 1، ص 153، دارالریان للتراث)

(34) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ((أتسانی آت من عندی

ربی عز وجل فقال من صلی علیک من أمّتك صلاة کتب اللہ له بها عشر حسنات ومحاً عنه عشر سيئات ورفعه له عشر درجات وردّ علیہ مثلها)) ترجمہ: میرے پاس رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور مجھے کہا کہ آپ کی امت میں سے جو آپ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے، اس کے دس گناہ مٹاتا ہے اور اس کے دس درجات بلند

الطبرانی فی الكبير والديلمی فی مسند الفردوس)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ گذشتہ شب میں نے ایک عجیب منظر دیکھا، میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دھیرے دھیرے پل صراط سے گزرتے دیکھا کہ وہ کبھی گھسٹتے ہوئے چلتا ہے اور کبھی ادھر پھنس جاتا ہے، اتنے میں اس کا مجھ پر پڑھا ہوا درود پاک اس کے پاس آ گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو پل صراط پر کھڑا کر دیا یہاں تک کہ وہ اس سے گزر گیا۔ اس حدیث پاک کو طبرانی نے کبیر میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں نقل کیا ہے۔

(القول البدیع، الباب الثانی، ج 1، ص 130، دارالریان للتراث)

مشکل جو سر پہ آپڑی تیرے ہی نام سے ملی
مشکل کشا ہے تیرا نام، تجھ پہ درود اور سلام

(41) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((من صلی علی فی یوم خمسين مرة صافحته یوم القيامة)) ترجمہ: جو شخص ہر روز مجھ پر پچاس مرتبہ درود پاک پڑھے گا کل بروز قیامت میں اس سے مصافحہ فرماؤں گا۔

(القول البدیع، الباب الثانی، ج 1، ص 141، دارالریان للتراث)

(42) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ قِيرَاطًا وَالْقِيرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ)) ترجمہ: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔

(مصنف عبد الرزاق، ما یذہب الوضوء من الخطایا، ج 1، ص 51، المکتب الاسلامی، بیروت)

(43) حدیث پاک میں ہے ((یروی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال ثلاثة تحت ظل عرش الله یوم القيامة یوم لا ظل إلا ظلہ قیل من هم یا رسول

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا أبَا کَاهِلٍ من صلی علی کل یوم ثلاث مرّات وکل لیلة ثلاث مرّات حبا وشوقا إلیّ کان حقاً علی الله أن یغفر له ذنوبه تلك اللیلة وذلک الیوم)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: اے ابو کاهل جو شوق اور محبت کے ساتھ مجھ پر ہر دن اور ہر رات تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کے اس رات اور اس دن کے گناہ بخش دے۔

(المعجم الكبير للطبرانی، قیس بن عائذ ابو کاهل، ج 18، ص 362، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ ☆
الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی اکتار الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 2، ص 328، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(39) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَا مِنْ عَبْدٍ مِنْ مُتَحَابِّينَ فِي اللَّهِ يَسْتَقْبِلُ أَحَدَهُمَا صَاحِبَهُ فَيُصَافِحُهُ وَيُصَلِّيَانِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا لَمْ يَفْتَرَقَا حَتَّى تَغْفَرَ ذُنُوبَهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهُمَا وَمَا تَأَخَّرَ)) ترجمہ: جب آپس میں اللہ کے لیے محبت کرنے والے دو دوست ملاقات کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان دونوں کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، قتادہ عن انس، ج 5، ص 334، دارالمأمون للتراث، دمشق)

(40) حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((خرج علينا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال إني رأيت البارحة عجباً رأيت رجلاً من امتي يزحف على الصراط مرة ويحبو مرة ويتعلق مرة فجاءته صلواته على فاخذت بيده فاقامته على الصراط حتى جاوزه أخرجته

بروزِ قیامت) میرے چہرہ انور کی زیارت سے محروم رہیں گے، والدین کا نافرمان، اور میری سنت کا تارک اور وہ شخص کہ جب اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھے۔

(القول البدیع، الباب الثالث فی تحذیر من ترک الصلوٰۃ، ج 1، ص 156، دارالریان للتراث)

(47) حدیث پاک میں ہے: ((أَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَخِيطُ

شَيْئًا فِي وَقْتِ السَّحْرِ فَضَلَّتْ الْأَبْرَةَ وَطَفَى السَّرَاجَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَضَاءَ الْبَيْتَ بِضَوْءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَجَدَتْ الْأَبْرَةَ فَقَالَتْ مَا أَوْضَاءُ وَجَهَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَيْلَ لِمَنْ لَا يِرَانِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَتْ وَمَنْ لَا يِرَاكَ قَالَ الْبَخِيلُ قَالَتْ وَمَنْ الْبَخِيلُ؟ قَالَ الَّذِي لَا يَصِلِي عَلِيَّ إِذَا سَمِعَ بِاسْمِي))

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وقتِ سحر کچھ سی رہی تھی کہ آپ کے ہاتھ سے سوئی گر گئی اور چراغ بجھ گیا۔ اتنے میں حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے نور سے سارا کمرہ جگمگا اٹھا اور سوئی مل گئی۔ تو آپ نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور کتنا روشن ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! ہلاکت ہے اس کے لئے جو بروزِ قیامت مجھے نہ دیکھے گا۔ آپ نے عرض کی: بروزِ قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کون محروم رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بخیل" آپ نے پوچھا: یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! بخیل کون ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درودِ پاک نہ بھیجے۔

(القول البدیع، الباب الثالث فی تحذیر من ترک الصلوٰۃ، ج 1، ص 153، دارالریان للتراث)

(48) حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی

اللہ قال من فرج عن مكروب من امتي وأحيا سنتي وأكثر الصلاة علي))

ترجمہ: جس دن سایہ عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن تین قسم کے لوگ عرش الہی عزوجل کے سائے میں ہوں گے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: (1) جس نے میرے کسی امتی کی پریشانی دور کی (2) اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا (3) اور جس نے مجھ پر کثرت سے درود پڑھا۔

(القول البدیع، الباب الثاني، ج 1، ص 128، دارالریان للتراث)

(44) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((أكثركم على صلاة

أكثركم أزواجاً في الجنة)) ترجمہ: تم میں سے زیادہ درودِ پاک پڑھنے والے کے لئے جنت میں زیادہ بیویاں ہوں گی۔

(القول البدیع، الباب الثاني، ج 1، ص 132، دارالریان للتراث)

(45) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَكًا

أَعْطَاهُ سَمْعَ الْعِبَادِ فَلَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا أَبْلَغَنِيهَا وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يُصَلِّي عَلَيَّ عَبْدٌ صَلَاةً إِلَّا صَلَّى عَلَيَّ عَشْرًا مِثْلَهَا)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی آواز سننے کی قوت عطا فرمائی ہے، کوئی بندہ مجھ پر درودِ پاک نہیں پڑھتا مگر وہ اس کا درودِ پاک مجھے پہنچا دیتا ہے۔ اور میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ کوئی بندہ مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھے مگر یہ کہ اللہ اس پر اس کی دس مثل رحمت نازل فرمائے۔

(الجامع الصغير، حرف الميم، ج 1، ص 381، دارالفکر، بيروت)

(46) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم نے ارشاد فرمایا: ((لا يرى وجهي ثلاثة أنفس العاق لوالديه وتارك سنتي ومن لم يصل علي إذا ذكرت بين يديه)) ترجمہ: تین قسم کے آدمی

دی کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے اُس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اُس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، اور اُس کے دس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ اور اُس کا درود میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے مزید یہ کہ وہ شخص جو مانگے اُسے اسی کی مثل لوٹا دیا جاتا ہے۔

(مصنف عبد الرزاق، باب الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 2، ص 214، المكتبة الاسلامي، بيروت)

(51) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ، فَأَكْثَرُوا أَوْ أَقَلُّوا)) ترجمہ: جو مجھ پر درود پاک بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرماتا ہے، اب تمہاری مرضی کم درود پاک بھیجیو یا زیادہ۔

(مصنف عبد الرزاق، باب الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 2، ص 215، المكتبة الاسلامي، بيروت)

(52) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ الْجَفَاءُ أَنْ أذْكَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ)) ترجمہ: ظلم میں سے یہ بھی ہے کہ کسی کے سامنے میرا ذکر ہوتا ہے اور وہ مجھ پر درود نہیں پڑھتا۔

(مصنف عبد الرزاق، باب الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 2، ص 216، المكتبة الاسلامي، بيروت)

(53) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِى يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً)) ترجمہ: قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھے ہوں گے۔

(شعب الایمان، تعظیم النبی صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 3، ص 122، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الرياض)

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيَّ، إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ، فَلْيَقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ)) ترجمہ: جو مسلمان مجھ پر درود پاک پڑھے تو فرشتے اُسی قدر اُس کے لئے دُعاے استغفار کرتے ہیں جس قدر اُس نے مجھ پر درود پاک پڑھا (اب بندہ کی مرضی) کم پڑھے یا زیادہ۔

(سنن ابن ماجہ، باب الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 1، ص 294، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت)

(49) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ، خَطِيءٌ طَرِيقَ الْجَنَّةِ)) ترجمہ: جو مجھ پر درود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

(سنن ابن ماجہ، باب الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ج 1، ص 294، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت)

(50) حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((دَخَلْتُ عَلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَوَجَدْتُهُ مَسْرُورًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَدْرَى مَتَى رَأَيْتَكَ أَحْسَنَ بَشَرًا وَأَطْيَبَ نَفْسًا مِنَ الْيَوْمِ؟ قَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي وَجَبْرِيْلُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِي السَّاعَةَ، فَبَشَّرَنِي أَنَّ لِكُلِّ عَبْدٍ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَكُتِبَ لَهُ بِهَا عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَيَمْحَى عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَيُرْفَعُ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَتُعْرَضُ عَلَيَّ كَمَا قَالَهَا، وَيُرَدُّ عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا دَعَا)) ترجمہ: میں ایک دن حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو خوشی کی حالت میں پایا تو عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (آج سے زیادہ خوشی میں میں نے کبھی آپ کو نہ دیکھا) آج اتنی زیادہ خوشی کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: میرے خوش ہونے میں کون سی چیز مانع ہے جبکہ جبرائیل علیہ السلام ابھی میرے پاس سے گئے اور مجھے خوشخبری

ارشادات صحابہ وائمہ رضی اللہ عنہم (جمعین):

(1) امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ لِلذُّنُوبِ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ لِلنَّارِ، السَّلَامُ عَلَيْهِ أَفْضَلُ مِنْ عَقْقِ الرَّقَابِ)) ترجمہ: نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں درود پاک بھیجنا گناہوں کو اس سے بڑھ کر مٹاتا ہے جس طرح ٹھنڈا پانی آگ کو بجھاتا ہے، اور ان پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، الفصل الخامس فضيلة الصلوة والسلام عليه، ج2، ص176، دارالفيحاء، عمان)

(2) امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ، حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَيَّ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: بے شک دعا زمین و آسمان کے درمیان موقوف رہتی ہے، اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں اٹھتا اس وقت تک جب تک تو اپنے نبی کریم ﷺ کی دعا پر درود پاک نہیں بھیجتا۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص614، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

(3) امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٍ عَنِ السَّمَاءِ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيَّ مُحَمَّدٌ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: بیشک دعا آسمانوں پر جانے سے روک دی جاتی ہے جب تک محمد ﷺ اور ان کے اہل بیت پر درود نہ بھیجا جائے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، من اسمه احمد، ج1، ص220، دارالحرمة، القاہرہ، شعب الایمان للبیہقی، تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج3، ص135، مکتبة الرشد للنشر والتوزیع، ریاض)

(4) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،

فرماتے ہیں: ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ، وَمَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ)) ترجمہ: جس نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار درود پاک بھیجا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر (70) بار درود بھیجتے ہیں، اب (بندے کی مرضی ہے کہ) بندہ کم درود پاک بھیجے یا زیادہ۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ج11، ص178، مؤسسة الرسالة، بیروت)

(5) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زید بن وہب سے فرمایا:

((يَا زَيْدُ أَلَا تَدْعُ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْفَ مَرَّةٍ)) ترجمہ: اے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جمعہ کے دن نبی ﷺ پر ہزار مرتبہ درود پاک پڑھنا کبھی نہ چھوڑنا۔

(القول البدیع، الصلوة علیہ فی یوم الجمعة وليلتها، ج1، ص197، دارالریان للتراث)

(6) حضرت علی بن حسین ابن علی رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں ”علامة أهل السنة كثرة الصلاة على رسول الله ﷺ“ ترجمہ: اہل سنت کی نشانی

رسول اللہ ﷺ پر درود پاک کی کثرت ہے۔

(القول البدیع، ج1، ص60، دارالریان للتراث)

(7) جامع الترمذی میں ہے ”وَيُرَوَى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ: إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ عَلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً فِي الْمَجْلِسِ أَجْزَأَ عَنْهُ مَا كَانَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ“ ترجمہ: بعض علماء سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب آدمی مجلس

میں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں درود پاک بھیجتا ہے تو جو کچھ اس مجلس میں ہوا ہے اس کی طرف سے کفایت کرتا ہے۔

(جامع الترمذی، ج5، ص443، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

حکایات و واقعات

(1) علامہ شمس الدین قرطبی رحمہ اللہ (المتوفی 671ھ) فرماتے ہیں

”وقد حكى أن امرأة جاءت إلى الحسن البصرى رحمه الله فقالت: إن ابنتى ماتت وقد أحببت أن أراها فى المنام، فعلمنى صلاة أصليها لعلى أراها فعلمها صلاة فرأت ابنتها وعليها لباس القطران والغل فى عنقها والقيد فى رجلها فارتاعت لذلك فأعلمت الحسن فاغتم عليها، فلم تمض مدة حتى رآها الحسن فى المنام وهى فى الجنة على سرير وعلى رأسها تاج. فقالت له يا شيخ: أما تعرفنى؟ قال: لا، قالتى له: أنا تلك المرأة التى علمت أمى الصلاة فرأتنى فى المنام، قال لها: فما سبب أمرك؟ قالت: مر بمقبرتنا رجل فصلى على النبى صلى الله عليه وسلم وكان فى المقبرة خمسمائة وستون إنساناً فى العذاب فنودى: ارفعوا العذاب عنهم ببركة صلاة هذا الرجل عن النبى صلى الله عليه وسلم“ ترجمہ: حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک عورت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میری بیٹی فوت ہوگئی ہے، میں اسے خواب میں دیکھنا چاہتی ہوں تو آپ مجھے ایک نماز سکھائیں کہ اسے پڑھوں، شاید کہ میں اس کو خواب میں دیکھ سکوں، چنانچہ آپ نے وہ نماز سکھادی تو اس نے خواب میں اپنی بیٹی کو اس حال میں دیکھا کہ اس پر تار کول کا لباس ہے اور اس کی گردن میں طوق پڑا ہوا ہے اور اس کے پاؤں میں زنجیر ہے، وہ یہ دیکھ کر بہت خوف زدہ ہوگئی اور اس نے یہ سارا ماجرہ حسن بصری رحمہ اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا تو آپ بھی سن کر اس پر بہت غمگین ہوئے، ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت جنت میں ایک تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر تاج ہے، اس نے آپ سے کہا: اے

شیخ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: میں وہی عورت ہوں جس کی ماں کو آپ نے نماز سکھائی تھی تو اس نے مجھے خواب میں دیکھا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: تو تیری بخشش کا کیا سبب بنا؟ اس نے کہا کہ ایک شخص ہمارے قبرستان کے پاس سے گزرا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا، اور اس وقت اس قبرستان میں پانچ سو ساٹھ 560 مردے دفن تھے، پس ندا دی گئی: اس شخص کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کی برکت سے ان سے عذاب اٹھا دو۔

(التذكرة باحوال الموتى وامور الآخرة، ج 1، ص 280، مكتبة دار المنهاج للنشر والتوزيع، رياض)

(2) شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی رحمہ اللہ (المتوفی 902ھ)

”القول البدیع“ میں فرماتے ہیں ”یحكى أن أبا العباس أحمد بن منصور لما مات رآه رجل من أهل شيراز وهو واقف فى المحراب بجوامع شيراز وعليه حلة وعلى رأسه تاج مكلل بالجواهر فقال له ما فعل الله بك قال غفر لى واكرمنى وتوجنى وادخلنى الجنة فقال له بماذا قال بكثرة صلاتى على رسول الله صلى الله عليه وسلم“ ترجمہ: حکایت کی گئی ہے کہ جب ابو العباس احمد بن منصور فوت ہو گئے تو اہل شیراز میں سے ایک شخص نے آپ کو دیکھا کہ آپ جامع مسجد شیراز کے محراب میں ایک نیا جوڑا زیب تن کئے ہوئے کھڑے ہیں اور آپ کے سر پر جواہرات سے جڑا ہوا تاج ہے، اس نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بخشش فرمادی اور مجھے عزت کے تاج سے نواز کر مجھے جنت کا داخلہ عطا فرمایا۔ اس نے پوچھا، کس سبب سے؟ فرمایا: میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پاک پڑھنے کی برکت سے۔

(القول البدیع فى الصلوة على الحبيب، الباب الثانى، ج 1، ص 123، دار الريان للتراث)

بھیجتے سے۔

(القول البدیع، الباب الثانی فی ثواب الصلوة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 124، دارالریان للتراث)

(5) حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”مات رجل من جیرانی

فرأیته فی المنام فقلت ما فعل اللہ بک فقال یا شبلی مرت بی أهوال عظیمة وذلك أنه أرتج علی عند السؤال فقلت فی نفی من أین أتی علی ألم أمت علی الإسلام؟ فنودیت هذه عقوبة اهمالك للسانك فی الدنیا، فلما هم بی المكان حال بینی و بینهما رجل جمیل الشخص طیب الرائحة فذکرنی بحجتی فذکرتھا فقلت من أنت یرحمک اللہ قال انا شخص خلقت من کثرة صلاتک علی النبی - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وأمرت أن أنصرك فی کل کرب“ ترجمہ: میں نے اپنے مرحوم پڑوسی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا، مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ؟ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ وہ بولا: میں سخت ہولنا کیوں سے دوچار ہوا، منکر نکیر کے سوالات کے جوابات بھی مجھ سے نہیں بن پڑ رہے تھے، میں نے دل میں خیال کیا کہ شاید میرا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا! اتنے میں آواز آئی: دنیا میں زبان کے غیر ضروری استعمال کی وجہ سے تجھے یہ سزا دی جا رہی ہے۔ اب عذاب کے فرشتے میری طرف بڑھے۔ اتنے میں ایک صاحب جو حسن و جمال کے پیکر اور معطر معطر تھے وہ میرے اور عذاب کے درمیان حائل ہو گئے۔ اور انہوں نے مجھے منکر نکیر کے سوالات کے جوابات یاد دلا دیئے اور میں نے اسی طرح جوابات دے دیئے، الحمد للہ عزوجل عذاب مجھ سے دور ہوا۔ میں نے اُن بزرگ سے عرض کی: اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ فرمایا: تیرے کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی برکت سے میں پیدا ہوا ہوں اور مجھے ہر مصیبت کے وقت تیری

(3) علامہ سخاوی رحمہ اللہ علیہ (المتوفی 902) فرماتے ہیں ”یروی فی

بعض الخبر أنه كان فی بنی اسرائیل عبد مسرف علی نفیہ فلما مات رموا به فأوحی اللہ الی نبیہ موسیٰ علیہ السلام أن غسله وصل علیہ فانی قد غفرت له، قال یارب وبم ذلك قال أنه فتح التوراة یوماً فوجد فیها اسم محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فصلی علیہ وقد غفرت له بذلك“ ترجمہ: بعض مورخین سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کاموں میں حد سے گزرا ہوا تھا، جب اس کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اسے (ویسے ہی) پھینک دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ کلیم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ اسے غسل دے کر اس پر نماز جنازہ بھی پڑھیں اس لئے کہ میں نے اس کی بخشش فرمادی ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی اے میرے رب یہ کس سبب سے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے ایک دن توریت شریف کھولی تو اس میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پا کر آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود پاک پڑھا، میں نے اسی کے سبب اس کی بخشش فرمادی۔

(القول البدیع، الباب الثانی فی ثواب الصلوة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 124، دارالریان للتراث)

(4) علامہ سخاوی رحمہ اللہ علیہ (المتوفی 902) فرماتے ہیں ”رأی بعض

الصالحین صورة قبیحة فی المنام، فقال لها من أنت قالت انا عملک القبیح قال لها فبم النجاة منك قالت بکثرة الصلاة علی المصطفى محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ ترجمہ: بعض صالحین نے خواب میں ایک قبیح صورت کو دیکھا، اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں تیرا برا عمل ہوں، پوچھا: تجھ سے نجات کیسے ہو سکتی ہے؟ جواب دیا: محمد مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر کثرت سے درود پاک

صلعم (عَلَيْهِ السَّلَامُ) کا آئے تو ہر بار درود پڑھنا چاہئے یا ایک مرتبہ جبکہ جلسہ ختم کرے؟“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا:

جواب مسئلہ سے پہلے ایک بہت ضروری مسئلہ معلوم کیجئے سوال میں نام پاک حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ بجائے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ (صلعم) لکھا ہے۔ یہ جہالت آج کل بہت جلد بازوں میں رائج ہے۔ کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی عم کوئی ص، اور یہ سب بیہودہ و مکروہ و سخت ناپسند و موجب محرومی شدید ہے اس سے بہت سخت احتراز چاہیے، اگر تحریر میں ہزار جگہ نام پاک حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آئے ہر جگہ پورا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لکھا جائے ہرگز ہرگز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو علمائے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد حکم لکھ دیا ہے۔ علامہ طحاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں: وبکفرہ الرمز بالصلوة والترضى بالكتابة بل یکتب ذلك کله بکماله وفي بعض المواضع من التتارخانية من کتب علیہ السلام بالهمزة والميم یکفر لانه تخفیف و تخفیف الانبياء کفر بلا شک ولعله ان صح النقل فهو مقید بقصد والافالظاهر انه ليس بکفر و کون لازم الکفر کفر بعد تسلیم کونه مذہباً مختاراً محلہ اذا کان اللزوم بیناً نعم الاحتیاط فی الاحتراز عن الایهام و الشبهة۔ ترجمہ: صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جگہ (ص) وغیرہ اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ (رض) لکھنا مکروہ ہے بلکہ اسے کامل طور پر لکھا پڑھا جائے تا تارخانیہ میں بعض جگہ پر ہے جس نے درود و سلام ہمزہ (ء) اور میم (م) کے ساتھ لکھا اس نے کفر کیا کیونکہ یہ عمل تخفیف (شان گھٹانا) ہے اور انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں یہ عمل بلاشبہ کفر ہے۔ اگر یہ قول صحت کے ساتھ

امداد پر مامور کیا گیا ہے۔

(القول البدیع، الباب الثانی فی ثواب الصلوة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 127، دارالریان للتراث)

(6) حضرت سیدنا شیخ ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ الوبی ایک روز بغداد معلیٰ کے بچہ عالم حضرت سیدنا ابو بکر بن مجاہد علیہ رحمۃ اللہ (الرحمہ) کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے فوراً کھڑے ہو کر ان کو گلے لگا لیا اور پیشانی چوم کر بڑی تعظیم کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا۔ حاضرین نے عرض کیا: یا سیدی! آپ اور اہل بغداد آج تک انہیں دیوانہ کہتے رہے ہیں مگر آج ان کی اس قدر تعظیم کیوں؟ جواب دیا: میں نے یوں ہی ایسا نہیں کیا، الحمد للہ آج رات میں نے خواب میں یہ ایمان افروز منظر دیکھا کہ حضرت سیدنا ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ الوبی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کھڑے ہو کر ان کو سینے سے لگا لیا اور پیشانی کو بوسہ دے کر اپنے پہلو میں بٹھالیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! شبلی پر اس قدر شفقت کی وجہ؟ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیب، منزہ عن العیوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ اور اس کے بعد مجھ پر درود پڑھتا ہے۔

(القول البدیع، ص 346، مؤسسة الريان، بیروت)

درود پاک کے بارے میں اہم فتویٰ:

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا ”کلمہ طیبہ شریف جب ورد کر کے پڑھا جائے تو اس میں کلمہ پر جب نام نامی حضور اقدس

ہوگا مگر ثواب عظیم و فضل جسیم سے بیشک محروم رہا، کافی و قنیہ وغیرہا میں اسی قول کی تصحیح کی۔ فی ردالمحتار صححہ الزاہدی فی المحتنبی لکن صحح فی الکافی وجوب الصلوٰۃ مرة فی کل مجلس کسجود التلاوة للخرج الا انه یندب تکرار الصلوٰۃ فی المجلس الواحد بخلاف السجود و فی القنیة قیل یکفی المجلس مرة کسجدة التلاوة و به یفتی وقد جزم بهذا القول المحقق ابن الهمام فی زاد الفقیر اه ملتقطا ترجمہ: ردالمحتار میں ہے کہ اسے زاہدی نے انجلی میں صحیح قرار دیا ہے لیکن کافی میں ہر مجلس میں ایک ہی دفعہ درود کے وجوب کو صحیح کہا ہے جیسا کہ سجدہ تلاوت کا حکم ہے تاکہ مشکل اور تنگی لازم نہ آئے، البتہ مجلس واحد میں تکرار درود مستحب و مندوب ہے، بخلاف سجدہ تلاوت کے۔ قنیہ میں ہے ایک مجلس میں ایک ہی دفعہ درود پڑھنا کافی ہے جیسا کہ سجدہ تلاوت کا حکم ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ابن ہمام نے زاد الفقیر میں اسی قول پر جزم کیا ہے اہ ملتقطا۔

(ردالمحتار، فصل واذا اراد الشروع الخ، ج 1، ص 381، مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر)

بہر حال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہب قوی پر گناہ و معصیت عاقل کا کام نہیں کہ اُسے ترک کرے وباللہ التوفیق۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 220، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اعتذار

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ کی کوئی غلطی نہ ہو لیکن بتقاضائے بشریت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قاری سے التماس ہے کہ ناشر سے رجوع فرمائے ان شاء اللہ آئندہ اس کو درست کر دیا جائے گا۔

منقول ہو تو یہ مقید ہوگا اس بات کے ساتھ کہ ایسا کرنے والا قصداً ایسا کرے، ورنہ ظاہر یہ ہے کہ وہ کافر نہیں، باقی لزوم کفر سے کفر اس وقت ثابت ہوگا جب اسے مذہب مختار تسلیم کیا جائے اور اس کا محل وہ ہوتا ہے جہاں لزوم بیان شدہ اور ظاہر ہو، البتہ احتیاط اس میں ہے کہ ایہام اور شبہ سے احتراز کیا جائے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار، مقدمة الكتاب ج 1، ص 6، مطبوعہ دارالمعرفة بیروت)

اب جواب مسئلہ لیجئے نام پاک حضور پر نور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنی بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت وعیدوں میں گرفتار، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا یا سنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی اور ہر بار مستحب ہے، بہت علما قول اول کی طرف گئے ہیں ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا، گنہگار ہوا، مجتہبی و در مختار وغیرہا میں اس قول کو مختار و واضح کہا۔ فی الدر المختار اختلاف فی وجوبها علی السامع والذاکر کلمما ذکر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والمختار تکرار الوجوب کلمما ذکر ولو اتحد المجلس فی الاصح اھ بتلخیص۔ ترجمہ: در مختار میں ہے، اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کیا جائے تو سامع اور ذاکر دونوں پر ہر بار درود و سلام عرض کرنا واجب ہے یا نہیں، اصح مذہب پر مختار قول یہی ہے کہ ہر بار درود و سلام واجب ہے اگرچہ مجلس ایک ہی ہو اھ خلاصتہ۔

(در مختار، فصل واذا اراد الشروع الخ، ج 1، ص 78، مطبوعہ مجتہبائی دہلی)

دیگر علما نے بنظر آسانی امت قول دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود دادائے واجب کے لئے کفایت کرے گا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ

- الرازي (المتوفى 606هـ)، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت)
 (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد انصاري قرطبي
 متوفى 671هـ، دارالكتاب العربي، بيروت)
 (تفسير نسفي (تفسير مدارك)، المؤلف: أبو البركات عبد الله بن أحمد بن
 محمود حافظ الدين النسفي (المتوفى 710هـ، دار الكلم الطيب، بيروت)
 (الفتوحات الإلهية (حاشية الجمل على الجلالين)، علامه شيخ سليمان جمل
 متوفى 1204هـ)
 (تفسير الخازن، علاء الدين علي بن محمد بغدادى متوفى 741هـ، دارالكتب
 العلمية، بيروت)
 (تفسير بيضاوى، ناصر الدين عبد الله أبو عمر بن محمد شيرازى بيضاوى
 متوفى 791هـ، دار إحياء التراث العربي، بيروت)
 (تفسير جلالين، امام جلال الدين محلى متوفى 863هـ و امام جلال الدين
 سيوطى متوفى 911هـ، دار الحديث، القايره)
 (روح البيان، مولى الروم شيخ اسماعيل حقى بروسى متوفى
 1137هـ، دارالكتب العلمية، بيروت)
 (تفسير الحسن البصرى، المكتبة التجارية مكة المكرمة)
 (تفسير ابن عباس، لعبد الله بن عباس -رضى الله عنهما - (المتوفى 68هـ)،
 مطبوعه لبنان)
 (تفسير طبرى، المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملى،
 أبو جعفر الطبرى (المتوفى 310هـ)، مؤسسة الرسالة، بيروت)
 (تفسير بغوى، بو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوى
 الشافعى (المتوفى 510هـ) دار إحياء التراث العربي بيروت)
 (روح المعانى، أبو الفضل شهاب الدين سيد محمود آلوسى متوفى 1270هـ،

ماخذ ومراجع

- قرآن مجيد، كلام المبهى
 (ترجمة قرآن كنز الايمان، اعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفى 1340هـ)
كتب التفاسير
 (تفسير ابن عباس، لعبد الله بن عباس -رضى الله عنهما - (المتوفى 68هـ)،
 مطبوعه لبنان)
 (روح البيان، مولى الروم شيخ اسماعيل حقى بروسى متوفى
 1137هـ، دارالكتب العلمية، بيروت)
 (تفسير نيشا پورى (غرائب القرآن)، المؤلف: نظام الدين الحسن بن محمد
 بن حسين القمى النيسابورى (المتوفى 850هـ)، دارالكتب العلمية، بيروت)
 (تفسير طبرى، المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملى،
 أبو جعفر الطبرى (المتوفى 310هـ)، مؤسسة الرسالة، بيروت)
 (تفسير مقاتل بن سليمان، تفسير مقاتل بن سليمان، أبو الحسن مقاتل بن
 سليمان بن بشير الأزدي البلخى (المتوفى 150هـ)، دار إحياء التراث -
 بيروت)
 (تفسير قادري اردو ترجمه تفسير حسيني، حسين بن علي كاشفى المتوفى 841هـ، مترجم
 فخرالدين احمد حنفى رزاقى قادري)
 (الدر المنثور، امام جلال الدين بن ابى بكر سيوطى متوفى 911هـ، دار إحياء
 التراث العربى، بيروت)
 (معالم التنزيل (تفسير بغوى)، امام ابو محمد الحسين بن مسعود فراء بغوى
 متوفى 516هـ، دارالكتب العلمية، بيروت)
 (مفاتيح الغيب (تفسير كبير)، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن عمر بن
 الحسن بن الحسين التيمى الرازى الملقب بفخرالدين

(السلفية، الهندية)

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، امام احمد بن محمد بن حنبل متوفى 241هـ،

مؤسسة الرسالة، بيروت و المكتب الاسلامي، بيروت)

(فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل، امام احمد بن محمد بن حنبل متوفى

241هـ، مؤسسة الرسالة، بيروت)

(الجامع الصغير، امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبراني متوفى 360هـ،

المكتب الاسلامي، بيروت)

عمل اليوم والليلة لابن سني، المؤلف: أحمد بن محمد بن إسحاق بن إبراهيم

بن أسباط بن عبد الله بن إبراهيم بن بُدَيْح، الدِّيَنُورِيُّ، المعروف بابن السُّنِّي

(المتوفى 364هـ)، دارالقبلة للثقافة الاسلامية ومؤسسة علوم القرآن، بيروت)

(الكامل لابن عدى، امام ابو احمد عبد الله بن عدى جرجاني، متوفى 365هـ،

دار الفكر، بيروت)

(مسند الدارمي (المعروف بسنن الدارمي)، المؤلف: أبو محمد عبد الله بن

عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي

السمرقندي (المتوفى 255هـ، دارالمحاسن للطباعة، القاهرة)

(صحيح البخاري، امام ابو عبد الله محمد بن اسماعيل بخاري متوفى 256هـ،

دارطوق النجاة، شامله وقديمي كتب خانه، كراچی)

(الادب المفرد، المؤلف: محمد بن اسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري،

أبو عبد الله (المتوفى 256هـ)، المكتبة الاثرية، سانكله بيل)

(شرح مشكل الآثار، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن

سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى 321:)

، مؤسسة الرسالة، بيروت)

(صحيح مسلم، امام ابو الحسين مسلم بن حجاج قشيري متوفى 261هـ،

دار الفكر، بيروت)

(تفسير المراغي، أحمد بن مصطفى المراغي (المتوفى 1371) شركة مكتبة

ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر)

(تفسير خزائن العرفان، صدرالفاضل مفتي نعيم الدين مراد آبادي

(المتوفى 1367هـ)، مطبوعه ضياء القرآن، لاهور)

كتب الحديث وشروح الحديث

مسند ابي داود الطيالسي، المؤلف: أبو داود سليمان بن داود بن الجارود

الطيالسي البصري (المتوفى 204هـ)، دارالمعرفة، بيروت

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، امام احمد بن محمد بن حنبل متوفى 241هـ،

مؤسسة الرسالة، بيروت و المكتب الاسلامي، بيروت)

(فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل، امام احمد بن محمد بن حنبل متوفى

241هـ، مؤسسة الرسالة، بيروت)

(المصنف لعبد الرزاق، أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني

الصنعاني (المتوفى 211هـ، المجلس العلمي، بيروت)

(الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق، أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع

الحميري اليماني الصنعاني (المتوفى 211هـ، مؤسسة الشرف، لاهور)

(صحيح ابن حبان، علامه امير علاء الدين علي بن بلبان فارسي، متوفى

739هـ، مؤسسة الرسالة، بيروت)

(حلية الاولياء لابي نعيم، المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن

إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى 430هـ)، دارالكتاب

العربي، بيروت)

(المصنف لابن أبي شيبة، حافظ عبد الله بن محمد بن ابي شيبة كوفي عبسي

متوفى 235هـ، دارالكتب العلميه، بيروت ومكتبة الرشد، الرياض والدار

- (المعجم الكبير للطبراني، امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى 360هـ، المكتبة الفيصلية، بيروت ومكتبه ابن تيمية، القاهرة)
- (المعجم الأوسط للطبراني، امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبراني متوفى 360هـ، مكتبة المعارف، رياض ودار الحرمين، القاهرة)
- (الجامع الصغير، امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبراني متوفى 360هـ، المكتب الاسلامي، بيروت)
- عمل اليوم والليلة لابن سني، المؤلف: أحمد بن محمد بن إسحاق بن إبراهيم بن أسباط بن عبد الله بن إبراهيم بن بُدَيْح، الدِّيْنَوْرِيُّ، المعروف بـ ابن السُّنِّي (المتوفى 364هـ)، دارالقبلة للثقافة الاسلامية ومؤسسة علوم القرآن، بيروت)
- (الكامل لابن عدي، امام ابو احمد عبد الله بن عدي جرجاني، متوفى 365هـ، دارالفكر، بيروت)
- (سنن الدارقطني، المؤلف: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (المتوفى 385هـ، دارالمعرفة، بيروت)
- (المستدرک للحاکم، امام ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاكم نيشاپوري متوفى 405هـ، دارالفكر، بيروت ودارالكتب العلمية، بيروت)
- (حلية الاولياء لابي نعيم، المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى 430هـ)، دارالكتاب العربي، بيروت)
- (السنن الكبرى، المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرُوْجِرْدِي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى 458هـ، دارصادر، بيروت)
- (الاعتقاد للبيهقي، المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى

- داراحياء التراث العربي، بيروت وقديمي كتب خانه، كراچي)
- (سنن ابن ماجه، امام ابو عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجه متوفى 273هـ، داراحياء الكتب العربي، حلب وايچ ايم سعيد كمپني، كراچي)
- (سنن أبي داود، امام ابو داؤد سليمان بن اشعث سجستاني متوفى 275هـ، آفتاب عالم پريس، لاهور)
- (جامع ترمذی، امام ابو عيسى محمد بن عيسى ترمذی متوفى 279هـ، دارالفكر، بيروت وقديمي كتب خانه، كراچي)
- (مسند بزار، المؤلف: أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (المتوفى 292هـ)، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنوره)
- (مسند أبي يعلى، شيخ الاسلام ابو يعلى احمد بن علي بن مثنى موصلی متوفى 307هـ، مؤسسة علوم القرآن، بيروت)
- (صحيح ابن خزيمة، المؤلف: أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة بن المغيرة بن صالح بن بكر السلمی النيسابوري (المتوفى 311هـ، المكتبة الاسلامي، بيروت)
- (تاريخ دمشق الكبير، علامه علي بن حسن، متوفى 571هـ، داراحياء التراث العربي، بيروت)
- (شرح معاني الآثار، المؤلف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى 321هـ، ايچ ايم سعيد كمپني، كراچي)
- (شرح مشكل الآثار للطحاوي، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى 321هـ، مؤسسة الرساله، بيروت)

(كنز العمال، المؤلف: علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي (المتوفى 975هـ، مؤسسة الرسالة، بيروت)
 ((مشكاة المصابيح، علامه ولي الدين تيريزي، متوفى 742هـ، المكتب الاسلامي، بيروت وقديمي كتب خانه، كراچي)
 (مجمع الزوائد، حافظ نور الدين علي بن ابي بكر هيثمي متوفى 807هـ، مكتبة القدسي، القاهرة وبيروت دارالكتاب بيروت)
 (المرقاة، علامه ملا علي بن سلطان قاري، متوفى 1014هـ، المكتبة الحبيبية كوئته)
 (فيض القدير، المؤلف: زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (المتوفى 1031هـ، دارالمعرفة، بيروت)
 (التيسير شرح الجامع الصغير، المؤلف: زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (المتوفى 1031)، مكتبة الامام الشافعي، رياض)
 (أشعة اللمعات، شيخ محقق عبدالحق محدث دهلوي، متوفى 1052هـ، مكتبه نوريه رضويه، سكهه)
 (شعب الايمان، المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرُوْجِرْدِي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى 458هـ)، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، رياض)
 (منهج ابن الأثير الجزري في مصنفه النهاية في غريب الحديث والأثر، أحمد بن محمد الخراط، أبو بلال، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة المنورة)

الخُسْرُوْجِرْدِي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى 458هـ)، دارالآفاق الجديدة، بيروت)
 (شرح السنة للبغوي، المؤلف: محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي (المتوفى 516هـ)، المكتب الاسلامي، بيروت)
 (تاريخ دمشق الكبير، علامه علي بن حسن، متوفى 571هـ، داراحياء التراث العربي، بيروت)
 (الترغيب والترهيب، امام زكي الدين عبد العظيم بن عبد القوى منذري متوفى 656هـ، دارالكتب العلمية، بيروت)
 (شرح النووي، امام محي الدين ابوزكريا يحيى بن شرف نووي متوفى 676هـ، قديمي كتب خانه، كراچي)
 (مشكاة المصابيح، علامه ولي الدين تيريزي، متوفى 742هـ، المكتب الاسلامي، بيروت وقديمي كتب خانه، كراچي)
 (مجمع الزوائد، حافظ نور الدين علي بن ابي بكر هيثمي متوفى 807هـ، مكتبة القدسي، القاهرة وبيروت دارالكتاب بيروت)
 (فتح الباري، امام حافظ احمد بن علي بن حجر عسقلاني متوفى 852هـ، داراحياء التراث العربي، بيروت ودارالمعرفة، بيروت)
 (عمدة القاري، امام بدر الدين ابو محمد محمود بن احمد عيني، متوفى 855هـ، داراحياء التراث العربي، بيروت ودارالكتب العلمية، بيروت)
 (شرح السيوطي علي مسلم، امام جلال الدين بن ابي بكر سيوطي متوفى 911هـ، دارابن عفان للنشر والتوزيع، عرب)
 (إرشاد الساري، شهاب الدين احمد بن محمد قسطلاني متوفى 923هـ، دارالكتب العلمية، بيروت)

بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث - أبو محمد الحارث بن محمد بن داهر التميمي البغدادي الخصيب المعروف بابن أبي أسامة (المتوفى: 282)، مركز خدمة السنة والسيرة النبوية، مدينته منوره)
 (الاعتقاد للبيهقي، المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرُو جردى الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى 458هـ)، دار الآفاق الجديدة، بيروت) (الآلية المصنوعة في الأحاديث الموضوعة، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى 911:)، دار الكتب العلمية - بيروت)
 (السنن الكبرى، المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرُو جردى الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى 458هـ)، دار صادر، بيروت)
 (الفردوس بمأثور الخطاب، حافظ أبو شجاع شيرويه بن شهر دار بن شيرويه ديلمى، متوفى 509هـ، دار الكتب العلمية، بيروت)
 (الترغيب والترهيب، امام زكي الدين عبد العظيم بن عبد القوي منذرى متوفى 1248هـ، مصطفى الباني، مصر)
 (نيل الاوطار، المؤلف: محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (المتوفى 1250هـ)، دار الحديث، مصر)
 (مرآة المناجيح، حكيم الامت مفتي احمد يار خان نعيمى متوفى 1391هـ، نعيمى كتب خائه، گجرات)

كتب الفقه واصول الفقه

(مدخل لابن حاج، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدي الفاسي المالكي الشهير بابن الحاج (المتوفى 737هـ)، دار التراث، بيروت)
 (التوضيح والتلويح، عبيد الله بن مسعود بن تاج الشريعة متوفى 792هـ

(مطبع مير محمد، كراچي)
 (مدخل لابن حاج، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدي الفاسي المالكي الشهير بابن الحاج (المتوفى 737هـ)، دار التراث، بيروت)
 (التوضيح والتلويح، عبيد الله بن مسعود بن تاج الشريعة متوفى 792هـ، مطبع مير محمد، كراچي)
 (الحاوي للفتاوى بحواله ابن حجر، المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى 911)، دار الفكر، بيروت)
 (المغنى، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي، الشهير بابن قدامة المقدسي (المتوفى 620:)، مكتبة القاهرة)
 (فتاوى عزيزى، شاه عبدالعزیز محدث دہلوی (المتوفى 1239هـ)
 (حاشية الطحطاوى على الدر المختار، المؤلف: أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوى الحنفى - توفى 1231هـ)، المكتبة لعربييه (در مختار، المؤلف: علاؤ الدين حصكفى (المتوفى) مطبوعه مجتہائی، دہلی)
 (ردالمحتار، محمد امين ابن عابدين شامى متوفى 1252هـ، دار الفكر، بيروت)
 (فتاوى رضويه، اعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفى 1340هـ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
 (بہار شریعت، صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی (المتوفى 1367)، مكتبة المدينة، كراچي)

كتب السيرة والتاريخ

نسيم الرياض فى شرح شفاء القاضى عياض، علامه شہاب الدين خفاجي (المتوفى 1069)، مركز اہلسنت بركات رضا، گجرات، ہند)
 (المواہب اللدنیة، المقصد الرابع، الفصل الثانی، شہاب الدين احمد بن

بن قايماز الذهبي، دارالكتاب العربي، بيروت)
 (البداية والنهائية، عماد الدين اسماعيل بن عمر ابن كثير دمشقى، متوفى 774هـ، دارالاحياء التراث العربي، بيروت)
 (الخصائص الكبرى، امام جلال الدين بن ابى بكر سيوطى متوفى 911هـ، دار الكتب العلمية، بيروت وگجرات، الهند)
 (دلائل النبوة للبيهقى، أحمد بن الحسين بن على بن موسى الخُسرُو جردى الخراسانى، أبو بكر البيهقى (المتوفى 458 هـ، دارالكتب، بيروت)
 (الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، القاضي ابو الفضل عياض مالكي متوفى 544 هـ، دارالفيحاء، عمان)
 (تاريخ دمشق لابن عساكر تاريخ دمشق، أبو القاسم على بن الحسن بن بهبة الله المعروف بابن عساكر (المتوفى 571 هـ)، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع)
 (سيرت مصطفى صلى الله عليه وسلم، عبدالمصطفى اعظمى، مكتبة المدينة، كراچي)
 (سلطنت مصطفى صلى الله عليه وسلم، مفتى احمد يارخان نعيمى، قادري پبلشرز، لاہور)
كتب التصوف
 (احياء العلوم، المؤلف: أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسى (المتوفى 505، مطبعة المشهد الحسينى، قاهره)
 (بمجة الاسرار، امام نورالدين ابوالحسن على شطونوفى قدس سره (المتوفى 713هـ)
 (مختارات من اجل الشكر فى مدح الرسول صلى الله عليه وسلم، المؤلف: محمد سعيد رمضان البوطى (معاصر)، دارالمعرفة، دمشق)

محمد قسطلانى متوفى 932هـ، المكتب الاسلامى، بيروت)
 (شرح الشفاء لملا على قارى، ملا على قارى بهروى حنفى متوفى 1014هـ، دارالكتب العلمية، بيروت)
 (السيرة النبوية لابن هشام، المؤلف: عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميرى المعافى، أبو محمد، جمال الدين (المتوفى 213هـ)، دارابن كثير، بيروت)
 (السيرة النبوية لابن كثير، المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشى الدمشقى (المتوفى 774هـ، دارالمعرفة للنشر والتوزيع، بيروت)
 (سيرت حلبيه (انسان العيون)، المؤلف: على بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، أبو الفرج، نور الدين ابن بريهان الدين (المتوفى 1044هـ، دارالكتب العلمية، بيروت)
 (سبل الهدى، المؤلف: محمد بن يوسف الصالحى الشامى (المتوفى 942هـ)، دارالكتب العلمية، بيروت)
 (شرح الزرقانى على المواهب اللدنيه، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف بن أحمد بن شهاب الدين بن محمد الزرقانى المالكي (المتوفى 1122هـ، دارالمعرفة، بيروت والكتب العلمية، بيروت)
 (فتوح الشام، محمد بن عمر بن واقد السهمى الأسلمى بالولاء، المدنى، أبو عبد الله، الواقدى (المتوفى 207 هـ): دارالكتب العلمية، بيروت)
 (مغازى الواقدى، المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السهمى الأسلمى بالولاء، المدنى، أبو عبد الله، الواقدى (المتوفى 207 هـ): دارالاعلمى، بيروت)
 (تاريخ الخميس فى احوال انفس نفيس، المؤلف: حسين بن محمد بن الحسن الديار بكرى (المتوفى 966هـ)، مؤسسة شعبان، بيروت)
 (تاريخ اسلام، المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان

أحمد بن عثمان بن قايّماز الذهبي (المتوفى 748هـ)، دارالمعرفة للطباعة، بيروت)

متفرق كتب

حيلة الانبياء في قبورهم للبيهقي، المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرُو جردى الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى 458هـ)، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة)

(نفحات الانس، امام عبد الرحمن بن احمد الجاسي 898هـ)

(القول البديع في الصلوة على الحبيب، المؤلف: شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوي (المتوفى 902هـ، دارالريان للتراث) (وفاء الوفا، المؤلف: علي بن عبد الله بن أحمد الحسن الشافعي، نور الدين أبو الحسن السمهودي (المتوفى 911هـ، دارالكتب العلمية، بيروت)

(المستطرف في كل فن مستطرف، المؤلف: شهاب الدين محمد بن أحمد

بن منصور الأبهسي أبو الفتح (المتوفى 852هـ، عالم الكتب، بيروت)

(شرح خريوتى على البرده، علامه عمر بن احمد الخريوتى، نور محمد اصح المطالع كارخانه تجارت كتب، كراچي)

(فيصله بفت مسئله، حاجي امداد الله مهاجر مكي (المتوفى 1317هـ)، مطبوعه قيمى پريس، كانپور)

(جلاء الافهام، المؤلف: محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن

قيم الجوزية (المتوفى 751هـ)، دارالعروبه، الكويت (تحفة المودود باحكام

المولود، المؤلف: محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم

الجوزية (المتوفى 751هـ، مكتبة دارالبيان، دمشق)

(شرف المصطفى، عبد الملك بن محمد بن إبراهيم النيسابوري الخركوشي،

أبو سعد (المتوفى 407 هـ)، دارالبشائر الاسلاميه، مكه)

(فيوض الحرمين، شاه ولي الله محدث دهلوى متوفى 1176 هـ)

التراجم والطبقات

(الطبقات الكبرى لابن سعد، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء، البصرى، البغدادى المعروف بابن سعد (المتوفى 230هـ، دارصادر، بيروت)

(الاصابة في تمييز الصحابة، المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى 852هـ، دارالفكر، بيروت)

(تاريخ بغداد، المؤلف: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادى (المتوفى 463هـ)، دارالكتاب العربي، بيروت)

(سير أعلام النبلاء، شمس الدين محمد بن احمد ذهبي (متوفى 748هـ) دار الفكر، بيروت)، مطبوعه دائرة المعارف النظاميه، بهند)

(طبقات ابن سعد، دارالكتب العلمية، بيروت)

(تهذيب الاسماء واللغات، المؤلف: أبو زكريا محيى الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى 676هـ)، دارالكتب العلمية، بيروت)

(تذكرة الحفاظ، المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايّماز الذهبي (المتوفى 748هـ)، دارالكتب العلمية، بيروت)

(صفة الصفوة، امام جمال الدين ابى الفرج ابن جوزى (متوفى 597 هـ) دارالحديث، مصر)

(سلك الدرر فى اعيان القرن، المؤلف: محمد خليل بن علي بن محمد بن محمد مراد الحسينى، أبو الفضل (المتوفى 1206هـ، دارالبشائر الاسلاميه

، دارابن حزم) (سير أعلام النبلاء، شمس الدين محمد بن احمد ذهبي (متوفى 748هـ) دار الفكر، بيروت)

(ميزان الاعتدال فى نقد الرجل، المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن

حدائق بخشش، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی 1340، ناشر اکبر
 بک سیلرز، لاہور)
 (ملفوظات اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی
 1340ھ، مکتبۃ المدینہ، کراچی)
 (ہب النسیم علی نفحات الصلوٰۃ التسلیم از سید حسن بن نبیہ حسن
 مدرس مدرسه دیوبند)

نزہۃ المجالس ومنتخب النفاث، عبد الرحمن بن عبد السلام الصفوری
 (المتوفی 894: ہب)، المطبعة الكاستلیہ، مصر)
 (روحانی خزائن (مجموعہ کتب ورسائل قادیانی)
 (التذکرۃ باحوال الموتی وامور الآخرة، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي
 بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفی:
 671)، مکتبۃ دار المنہاج للنشر والتوزیع، الرياض)
 (الدر الثمین فی مجموعۃ المسلسلات، میر محمد کتب خانہ کراچی)
 (ماثبت بالسنة، عبد الحق محدث دہلوی (المتوفی 1053)، دار الاشاعت
 کراچی)
 (دار المغنی للنشر والتوزیع، عرب، الاسلامیہ، بیروت)
 (تفریح الخاطر مترجم معہ اصل عربی متن، سنی دار الاشاعت، فیصل
 آباد)
 (میلا دالنہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ)
 متوفی 597ھ، اسلامک بکس، لاہور)
 (المقاصد الحسنیۃ، المؤلف: شمس الدین أبو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن
 محمد السخاوی (المتوفی 902ھ، دارالکتب العربی، بیروت)
 (العواصم والقواصم فی الذب عن سنة ابي القاسم، ابن الوزير، محمد بن
 إبراهيم بن علي بن المرتضى بن المفضل الحسنی القاسمی، أبو عبد الله، عز
 الدین، من آل الوزير (المتوفی 840:)، مؤسسۃ الرسالۃ للطباعة والنشر
 والتوزیع، بیروت)
 (مسائل الإمام أحمد بن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن
 ہلال بن أسد الشیبانی (المتوفی 241:)، دار العلمیۃ - الہند)
 (جذب القلوب، عبد الحق محدث دہلوی (المتوفی 1053)

کا اہتمام کیا گیا ہے کہ مذاہب اربعہ کی آراء ان ہی کی معتبر فقہی کتب سے نقل کی جائیں جیسے شوافع کی رائے ان کی کسی معتبر فقہی کتاب سے اور احناف کی رائے احناف کی معتبر فقہی کتاب سے علیٰ ہذا القیاس۔

(9) متعدد جدید فقہی مسائل پر کلام مثلاً ٹوتھ برش مسواک کا نعم البدل ہے یا نہیں؟، ٹوائٹ پیرز سے استنجاء کرنے کی تحقیق، کموڈ پر استنجاء کرنے کا مسئلہ، انجکشن سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ، انگریزی بوٹوں پر مسح کرنے کا مسئلہ وغیرہ۔

(10) جگہ بہ جگہ عقائد اہلسنت اور معمولات اہلسنت کا اثبات و دفاع مدلل اور مثبت انداز میں، مثلاً علم غیب، اختیاراتِ مصطفیٰ، قبر پر پھول رکھنا وغیرہ۔

خوشخبری

عنقریب منظر عام پر آرہی ہے
”شرح جامع ترمذی“

مؤلف: استاد الفقہ والحديث مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی

اس شرح کی خصوصیات:

- (1) جامع ترمذی کے مکمل متن (حدیث اور اس پر امام ترمذی کے کلام) کا سلیس اردو ترجمہ۔
- (2) جامع ترمذی کی احادیث کی تخریج کم از کم صحاح ستہ سے۔
- (3) امام ترمذی کی ذکر کردہ علمی و فنی اصطلاحات کی وضاحت حتی الامکان متعلقہ فن کی کتب سے۔
- (4) جن روایان حدیث کا امام ترمذی نے خاص طور پر ذکر کیا ہے ان کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کی آراء۔
- (5) حدیث پاک کی تشریح آسان الفاظ میں علامہ بدر الدین عینی، ملا علی قاری، علامہ نووی، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن بطلال، علامہ ابن عبد البر، علامہ قسطلانی، علامہ مناوی اور علامہ سیوطی وغیرہم اکابر محدثین کے کلام کی روشنی میں۔
- (6) اختصار کے ساتھ احادیث سے ثابت ہونے والے امور و فوائد کا بیان۔
- (7) اکثر احادیث مبارکہ کے تحت فقہی مسائل میں مذاہب اربعہ (احناف، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ) کی آراء دلائل کے ساتھ نیز احناف کے دلائل کی ترجیح اور دیگر ائمہ کے دلائل کے جوابات۔
- (8) شروح حدیث سے فقہی مذاہب نقل کرنے کی بجائے حتی الامکان اس بات

